

# انجامِ ہوس



دیش چند شرا



تیس ہیدسلہ چیز

پہلا ایڈیشن:

ستمبر ۱۹۸۷ء

پبلشر:

اردو پبلشرز کھٹنہ

پشاور

قیمت:

پینس دو روپے

خانہ حق پر تنگ پلوں صفت گنج کھٹنہ

اردو پبلشرز - نیکر آباد - کھٹنہ

اس وقت گیارہ بجے میں پانچ مٹ باقی تھے۔ جب ایمرضی کال  
 وصول ہوا۔ مٹ آفس سے اٹھنے کی تیاری ہوئی کہ راکٹ آگیا۔ اگر گھنٹی وقت پر  
 مٹ بند کرتا تو اسے آسانی سے نظر انداز کر سکتا تھا۔ لیکن اب جب آفس  
 آفس بند ہونے میں پانچ مٹ باقی تھے میں اسے سننے پر مجبور تھا۔  
 رات کے وقت ٹیلی فون ایک آٹومیٹک ٹیب ریکارڈ سے خشک رہتا  
 تھا۔ اور کسی بھی گھنٹی کے بجتے ہی آواز ریکارڈ کرنا شروع کر دیتا تھا۔  
 اس کا مطلب حاف تھا کہ ہماوی کارگزاری پر نظر رکھ جا رہی تھی۔  
 میں نے ریسپونڈ اٹھایا۔

”لارنس سیف کارپوریشن ٹائم سرورس“ میں نے کہا۔  
 ”میں ہینری کو پر بول رہا ہوں“ دوسری طرف ایک بھاری آواز نے  
 تھکانہ انداز میں کہا۔ ”تمہارا آدمی کتنی دیر میں آسکتا ہے؟ مجھے اپنی تجویز  
 کھولنے میں پریشانی ہو رہی ہے۔“

تو جہنی کے ساتھ شام کا پروگرام غارت ہوا میں نے دل ہی دل  
 میں اسے کوستے ہوئے سوچا۔ اس پہلے میں یہ تیسرا موقع تھا کہ میں اسے  
 ملنے کا وقت دے کر غیر حاضر ہو رہا تھا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں جناب“ میں نے لچے کو نرم رکھتے ہوئے  
 پوچھا۔ میں جانتا تھا کہ میری گفتگو ٹیب ہو رہی ہے اور ایک گاہک سے  
 بدتمیزی سے پیش آنے پر میں پہلے بھی مصیبت میں پڑ چکا تھا۔  
 ”ایسٹلے آرمرس۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی میکینک یہاں فوراً بھیجا جائے۔“

افلام ہوں

میں نے میری پرور کی ٹھنڈی پر نگرانی کی۔ گیارہ بجے میں دو منٹ باقی تھے  
اگر میں اسے کہتا کہ ٹائٹ نہ دس بند ہو چکی ہے۔ تو شاید مجھے بھاگ  
کارا مت دکھایا جاتا۔ اور کنگالی کے ان دونوں میں یہ مجھے گزارہ نہ تھا۔  
کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کدوری میں کیا کڑاڑ ہو گئی ہے؟  
میں چاہی نہیں دکھ کر قبول کیا ہوں۔ تو کسی کو بھیجو :  
اور اس نے ویسور دکھ دیا۔

فون لکھنے وقت مجھے پھر جینی کا خیال آیا۔ میں نے اسے سو اگیارہ بجے  
تیار رہنے کے لئے کہا تھا۔ جہاں سے ہم دونوں کا پروگرام اس کلب میں  
جانے کا تھا جو کہ حال ہی میں کھلا تھا۔ وہ اس وقت تک تیار ہو چکی ہوگی  
میں نے سوچا میں نے آؤنٹ شہر کے دوسرے سرے پر تھا جب تک میں وہاں  
مگر میں لاسیف کھول کر اور کچھ کی گاڑی کو واپس چھوڑ کر اس کے گھر  
پہنچتا اس وقت کم سے کم ساڑھے بارہ ضرور گج جاتے۔ مجھے امید نہیں تھی  
کہ جیسا تب تک میرا انتظار کرے۔ وہ مجھے وارننگ دے چکی تھی کہ اگر اگلی  
بار بھی اس سے انتظار کر دیا گیا تو وہ آفری مہاجر ہوگا۔

لیکن آفس سے اسے فوج بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ براؤنٹ کال  
کرنے کی سخت حماقت تھی نیچے ریل پر ایک فون بولڈ تھا۔ میں نے سوچا  
کہ اُسے وہیں سے فون کروں گا۔

میں نے اپنا اوزاروں والا تھیلا اٹھایا اور باہر آکر ٹرک اسٹارٹ  
کیا۔ پارک شروع ہو چکی تھی اور میرے پاس ہیرمائی بھی نہ تھی۔ سڑک  
پر بہت ٹریفک تھا۔ ٹرک فون لکھنے کے پاس کہیں بھی ٹرک روکنے کی  
جگہ نہ تھی۔ دس منٹ تک بلا تشعبہ فکر لگانے کے بعد میں نے ایک گاڑی  
کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔ میں نے فوراً ٹرک اس جگہ کھڑا کیا اور اتر کر  
فون بولڈ میں جا گھسنا۔



جب میں نے جینی کا نمبر ملایا اس وقت گیارہ بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے  
 قائلہ وہ فون کے ترپ ہی کھڑی تھی کیونکہ اس نے پہلی ہی گھنٹی پر فون اٹھا  
 لیا۔ میں نے اُسے بھانا شروع کیا ہی تھا کہ وہ مجھ پر برس پڑی۔  
 اگر فون وقت پر نہیں آسکتے وہ جینی تو میں ایک ایسے نوجوان کو جانتی  
 تھی جو ٹھیک وقت پر آسکتا ہے۔ میں نے تھیں وارننگ دے دی تھی۔  
 یہ تمہارے لئے آخری موقع تھا۔

”لیکن جینی ذرا میری جھوڑی سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔  
 دوسری طرف سے لائی کٹ چکی تھی۔

میں نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا۔ لیکن اس بار کوئی جواب نہیں ملا۔  
 گھنٹی کئی منٹ بجتی رہی۔ آخر میں نے ریسپورڈ اپس پشکا اور باہر نکل  
 آیا۔

بارش بہت تیز ہو گئی تھی۔ میرا موڈ بہت خراب تھا۔ ایشیے آرمنز کی  
 طرف جاتے ہوئے میں نے اپنی کپنی اور ہینری کو پر کو بے شمار کالیں سنائیں  
 پھر خود کو اپنی اس بے وفائی پر کو سننے لگا کہ ایسے موسم میں بھی میں بنجر برساتی  
 نے نکل آیا تھا۔ ٹرک واپس چھوڑ کر مجھے اپنے ایار ٹنٹ تک چیدوں جانا تھا  
 ایشیے آرمنز ایک بہت بڑی رہائشی عمارت تھی جو کہ شہر کے اس حصے میں  
 میں رہتا تھا جہاں رہنے کے لئے کسی بھی شخص کا لکھ جی ہونا ضروری تھا۔  
 میں نے ٹرک باہر رکھ کر کیا اور عمارت کے نگراں کی آفس میں داخل ہوا  
 اس نے مجھے بتایا کہ ہسٹر کو پر کا ایار ٹنٹ تیسری منزل پر ہے۔

ہینری کو پر ادب بھاری بھر کم اور سید انظر فزاؤ شخص تھا۔ کسی خرابی  
 شخص کی طرح اس کے چہرے کی رنگت قدرے سرخی لئے ہوئے تھی۔ اس کی  
 دبر دست فونڈ اس کے بلا ٹور ہونے کا اشارہ کر رہا تھی۔

دو وارہ اس نے فون کھولا مجھے دیکھتے ہی اس نے شور مچانا شروع کر دیا

کہ مجھے پہنچنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی ۔

میں معافی چاہتے ہوئے اُسے قہر ہاتھ کا کہ ٹریفک کی وجہ سے اور جلد پہنچنا ممکن نہ تھا ۔ کیس اس نے میری صفائی پر ذرا بھی دھیان نہ دیا اور مجھے لے کر بڑھاتا ہوا ایک بچہ نفاست سے مجھے ہوئے کمرے میں داخل ہوا ۔ کمرے کی دیواروں پر آرٹسٹ کی تصویریں لگی تھیں ۔ سامنے کی دیوار پر ایک بے حد موٹی عورت کی مکمل برہنہ تصویر تھی ۔ کوپرنے آگے بڑھ کر اس عورت کی تصویر کو ایک طرف کھسکایا ۔ پینٹنگ کے پیچھے ہماری کپنی کی جیسے سائز کی تجوری نصب تھی ۔

اپنے اذکاروں کا تھیلا کھولتے ہوئے مجھے کمرے میں ایک لڑکی کی موجودگی کا احساس ہوا ۔ جو کہ الگ صوفے پر لیٹی ہوئی میگزین کے صفحات اسٹری تھی ۔ اس نے سچی تراش کا سٹیل ایوننگ سوٹ پہن رکھا تھا ۔ جس میں سے اس کی چھاتیاں صاف نظر آرہی تھیں ۔ اچانک اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا ۔

مجھے وہ لڑکی جینی سے متاثر نظر آئی ۔ جینی کے بال بھی اسکی رنگت کے تھے ۔ اس کی لڑکی کی ٹانگیں بھی جینی کی ٹانگوں کی طرح تھیں اور سڈول تھیں ۔ لیکن اس لڑکی میں ایک خاص قسم کی کشمکش تھی ۔ تم اسے کھولنے میں کتنی دیر لگاؤ گے ؟ کوپرنے مطالبہ کیا میرے پاس زیادہ وقت نہیں ۔

میرے لڑکی کی طرف سے اپنا دھماکا ہٹاتے ہوئے تجوری کی طرف متوجہ ہوا ۔

جب اگر آپ مجھے فیروں کی ترتیب بتادیں تو زیادہ دیر نہیں لگے گی ۔

اس نے ایک کاغذ پر تجوری کے قفل کا نمبر لکھا اور میری طرف اٹھال کر

انجام ہو

بار کی طرف بڑھ گیا اور اپنے لئے جام بنانے لگا۔  
تجوری پر کام کرتے ہوئے مجھے اپارٹمنٹ کے کسی دوسرے کمرے میں ٹیلی فون  
کی ٹھنسی بجنے کی آواز سنائی دی۔

میرا خیال ہے کہ جبکہ ہوگا " اس نے لڑکی سے کہا اور دروازہ کھلا  
اور باہر نکل گیا۔

جلدی کرو دوست۔ اس کے جانتے ہی لڑکی نے مجھے مخاطب کیا " اس  
صوت سے سوچتے ہوئے ایک نیکیس دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مجھے خوف ہے کہ  
وہ کہیں اپنا ارادہ تبدیل نہ کرے۔

مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ مجھے تیز چلتی آنکھوں سے گھور رہی تھی۔  
چمک جیسی کی آنکھوں میں اب نظر آتی تھی جب وہ مجھ سے کچھ اٹھنا چاہتی  
تھی۔

تین منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ میں نے کہا۔ تم اطمینان رکھو۔  
میں نے اس سے بھی کم وقت میں تجوری کھول دی۔

وہ! کیا تجوری ہے؟ وہ بولی۔ ایک بچہ بھی کھول لے۔  
میں نے تجوری کے اندر جھانک کر دیکھا۔ تین خاؤں میں سو سو کے  
نوٹوں کی گڑیاں ترپنے لگی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں  
اتنی رقم نہیں دیکھی تھی۔ نہ ہی میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہ کتنی بڑی  
سہولت .... شاید پانچ لاکھ ڈالر ہوں ....

لڑکی ابی صوفے پر آٹھ کر میرے قریب آکھڑی ہوئی۔ وہ میرے اتنے  
قریب کھڑی تھی کہ اس کی ایک باہر میری باہر کو چھو رہی تھی۔

تو والدین کا خزانہ ہے؟ وہ بولی؟ کیوں نہ ہو؟ میری محبت ہو جائی۔  
تجورے دوسرے کمرے سے فون دیکھنے کی آواز آئی۔ یہ اس بات کا اشارہ  
تھا کہ کوہ پر اپنی گفتگو ختم کر چکا ہے۔ لڑکی تیزی سے اپنی جگہ لوٹ گئی۔

میں نے خودی کا دروازہ بند کر دیا۔

کوہ نے کمرے میں آکر مجھے غصیلی نظروں سے گھورا۔

ابھی تک نہیں کھولی کے؟ وہ جھونکا۔

ایک سکند جناب، میں نے کہا اور قفل کھولتے ہوئے کہا، لیجئے کھل گیا؟

میں نے جانی بوجھ کر تجوری کا دروازہ نہیں کھولا۔

کوہ نے اُسے گرجہ کر تجوری کے دروازے کو صرف چند انچ کھول کر دیکھا

پھر وہ بہتر ہو گا کہ مجھے اسکی ڈپلیکیٹ چابی پہونچا دی جائے۔

میں نے اُسے جواب دیا کہ میں اُسے دوسری چابی دے جاؤں گا۔

اور اردو کا تھیلہ اُسے میں باہر کی طرف چلا۔ اس لڑکی کے قریب سے گزرتے

وقت میں نے اُسے گڑناٹ کہا۔ لیکن اس نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کی۔

باہر دروازے پر کسی تردد محسوس ہونے کو پہنچے دو ڈالٹر کا نوٹ تھمیا

لیکن ساتھ ہی نصیحتوں کا دھڑکھول دیا کہ مجھے مستقبل میں بہتر کارگزاری۔

دکھانی ہوگی۔ ساتھ ہی اس نے مجھے پھر کہا کہ میں اُسے ڈپلیکیٹ چابی ضرور

دے جاؤں۔

؟ لو کہ حرف واپس جاتے ہوئے میں تجوری میں دھکی ددت کے بارے

میں ہی سوچتا رہا۔ ادا عرصہ چند سالوں سے میں اپنی آمدنی سے معائنہ نہ تھا۔

اب مجھے یقین ہو چلا تھا کہ اس کام سے مجھے کچھ خاص حاصل نہیں ہونے والا تھا۔

کاش کہ میرے پاس اتنی ددت ہوتی! کوہ کی غیر موجودگی میں اس کے

اپارٹمنٹ میں جا کر اس وقت کو اڑا لینا میرے لئے مشکل رہتا۔

لیکن نہیں! میں نے خود کو عین دلایا کہ میں اب ہرگز نہیں کروں گا۔

خود سہ بار بار یہ کہنے پر بھی مزاحیہ بیان اس رقم سے نہ ہٹ سکا۔ دوسری

دات جب رائے ٹریسی Roy Tracy میری جگہ ڈیوٹی دینے آیا تب بھی

میں اسی بارے میں سوچ رہا تھا۔

وائے بیوہ کیس کا دم بھرت تھا۔ ہم نے ایک ساتھ تعلیم حاصل کی تھی۔ جردن  
اس کتاب نے اسے لائف سرجن کا پروفیشن میں ملازمت دلانی اس کے  
انگے دل پر والدین بھی یہی کیا۔

ظہری وضع قطع میں بھی مائے سیر کی طرح تھا۔ اونچے قد، مضبوط جسم  
اور کسی قوم کی رنگت کا مالک وائے سیر کی طرح پسوں کی قلت کا شکار تھا  
لیکن ہم دونوں کی عادتوں میں ایک خاص فرق یہ تھا کہ وہ عورتوں کی طرف  
ذرا الجھی توجہ نہیں دیتا تھا جبکہ میں ان کی صحبت کا شائق تھا۔

اس کی شادی اس کے باپ نے کم عمری میں ہی کر دی تھی۔ لیکن اسکی  
افردا جی زندگی ناگیا ب رہی۔ ایک سال بعد ہی اسکی بیوی اسے چھوڑ  
کر اپنے کسی یاد کے ساتھ فرار ہو گئی۔ تب سے وہ عورتوں سے متنفر ہو گیا  
تھا۔ لیکن اسے گھوڑ دوڑ میں رقم لگانے کی عادت تھی اور اپنی اس عادت  
کی وجہ سے وہ ہر وقت قلائش نظر آتا تھا۔

میں نے اس سے کوہر کی تھوری میں رکھی ہوئی رقم کے بارے میں بتایا۔  
ہم وقت آفس میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ باہر کل کی طرح  
فود اور بادش ہو رہی تھی اس نے مجھے گھر جانے کی کوئی حلی نہ تھی۔ میں  
نے رائے سے کل والی بڑی کا جی ذکر کیا اور اسے بتایا کہ میں نے کوہر کی سیف  
کھولی تھی۔

میں نے خیال میں دہلی تھوری میں کم ہے کم یا نا لاکھ ڈالر اور دو ہونگے۔  
میں نے کہا: ذرا سوچا کہ سن جڑو تم سے۔

ہاں وائے نے کہا: کچے لوگ اچھی قسمت لیکر پیدا ہوتے ہیں۔

ہم ہلتا ہوا کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا۔

تو میں حلقوں میں نے باہر جھانکنے ہو رہے کہا: کیسی بخیر حالت ہے ا

ذرا غصہ نہ وائے نے کہا: یہی سچ ہے میں بخیر ہوں یا نا لاکھ ڈالر؟

”اس سے کم تو ہو ہی نہیں سکتے۔ گئیں خانے سو سو ڈالر کی گڈیا ان میں  
جہری ہوئی تھیں۔“

”اچھا! اب ذرا بیٹھو بھی۔ مجھے اس بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔  
ہم نے ایک دوسرے کا حرف دیکھا۔ مجھے اسکی آنکھوں میں عجیب و غریب  
چمک نظر آئی۔“

”مجھے پیسوں کی شدید ضرورت ہے جیٹ اس نے کہا۔  
میرا کسی پریشانی کا۔ میرا دل تنہا سے دھڑکنے لگا تھا۔  
ضرورت تو مجھے بھی ہے۔ میں نے کہا۔“

”مجھے پانچ سو ڈالروں کی سخت ضرورت ہے۔ اس نے کہا۔ کہیں نہ  
کہیں سے انتظام کرنا ہی ہوگا۔ کیوں نہ ہم اس کی تجویز پر قیمت آڑھائی کریں؟  
اس نے سیدھے میرے آنکھوں میں دیکھا: سادہ تو مشکل نہیں نظر آتا!؛  
”ہاں۔ بمشکل سیدھے منہ سے نکل سکا۔“

”تھوڑی دیر خاموش رہی۔ ہم دونوں کھڑکی پر نظر جمائے بیٹھے رہے  
جہاں بارش کی بوجھل ٹکڑا کر آواز سدا کر رہی تھی۔  
آخر رائے نے ہی اس سکوت کو توڑا۔“

”میں بہت دنوں سے کسی ایسے ہی سوچ کی تلاش میں تھا جیٹ! وہ  
بولا: میں اس زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔ اور میرے خیال میں تمہارا  
بھئی یہی خیال ہے۔۔۔۔۔  
”سچے نا؟“

”ہاں۔“  
”تو کیا کہتے ہو اسکی تجویز پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہو؟“  
”نہیں میں نے کہا۔ لیکن یہ معاملہ اتنا آسان نظر آتا ہے کہ۔۔۔۔۔  
میں نے جملہ نامکمل جھوٹ دیا۔“

انجام دے دوں

راے میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔

اب اتنے بڑے کام مت بنو۔ اگر ہم ہوشیاری سے کام لیں تو بڑی بھیت میں  
چڑے وہ دم حاصل کر سکتے ہیں۔

"ہاں" میں نے کہا۔ اور اٹھ کر میز کے سرے پر بیٹھ گیا۔

"تو آؤ۔ اس بارے میں پلان بنائیں۔ اس نے کہا۔

ایک گھنٹے تک ہم اس بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ ہم نے اس بارے  
میں جتنی بات کی اتنا ہی یہ کام آسانی نظر آیا۔

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا۔ رائے نے کہا کہ کوپرا اپنے  
اپارٹمنٹ سے کب باہر جاتا ہے۔ یہ جانکاری ہمارے لئے از حد ضروری  
ہے۔ ایک بار یہ معلوم ہو جائے تو ہم اس کی غیر موجودگی میں اسکے اپارٹمنٹ  
میں جا کر خودی چھو ہاتھ صاف کر سکتے ہیں۔ اب سنو نہیں کیا کرنا ہے۔ تم  
اُسے ڈیپلیکٹ چابی دینے تو جاؤ گے ہی۔ اس وقت تم وہاں کے رہبان  
سے گفتگو کرنا۔ ہاتھوں ہی ہاتھوں میں تم اس سے یہ معلوم کر دو گے کہ کوپرا کس  
بہر جانے کے اوقات کیا ہیں۔ اگر ہوشیاری سے کام لو تو تم یہ معلومات  
آسانی سے حاصل کر سکتے ہو۔

اس نے سگریٹ کا دھواں میری طرف چھوڑا اور مسکرا کر بولا۔ یہ معلوم  
ہوتے ہی کہ وہ کب باہر جاتا ہے ہم اندر داخل ہوں گے اور دم اڑا لیں گے!  
اس وقت مجھے دنیا کا آسان ترین کام نظر آیا۔

اگلی رات ساڑھے دس بجے میں اپنے آرمز پر پہنچا۔ میں نے اس وقت  
اپنی کپڑوں کی دیکھ کر زبہن کر رکھی تھی۔ رائے نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ  
بڑی ہی ختم جھٹے ہی ٹوکے کر اپنے آرمز کے سامنے آجائے گا۔  
ماریٹ کا نشانہ و زبان اپنی چوکی خرا آفس میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔

اُس کے چہرے پر بودیت کے آثار تھے۔

جیسے ہی میں لابی میں داخل ہوا اس نے مجھے پہچان کر سر ہلایا۔

”تم کو! پھر کوئی کام پڑ گیا؟ اگر سٹر کو پر سے ہلنا ہو تو تم غلط وقت پر

آئے ہو۔ وہ اس وقت باہر گیا ہوا ہے۔“

”کب واپس آئے گا؟“ میں نے کاؤنٹر پر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

دربان نے دیوار پر لگی گھڑیال پر نظر ڈالی اور ہولا۔ تقریباً آدھ گھنٹے میں۔

میں نے جب سے سگریٹ کا پیکیٹ نکالا۔ اور کہا۔ میں انتظار کر رہی  
 کا۔ مجھے انھیں ایک فیڈ دی جاتا ہے۔

”میرے پاس پیپر جاکو۔ وہ ہولا۔ میں دس روپے گا۔“

میں نے افساد میں سر ہلایا۔

”نہیں۔ وہ اس کے سیف کی چابی ہے۔ مجھے اسکی دستاوردہ رسید

چاہئے۔“

دربان نے لاپرواہی سے کندھے جھٹکے اور میرے پیش کردہ سگریٹ  
 کو قبول کرتا ہوا ہولا۔

”بیسویں تہادی مریھی۔“

”کیا نہیں یقین ہے کہ وہ آدھ گھنٹے میں آجائے گا۔ میں نے بات چیری

ہاں۔ وہ دوزانہ آٹھ بجے باہر جاتا ہے اور گیارہ بجے واپس آتا ہے۔

کئی لوگ وقت کے بڑے پابند سمجھتے ہیں۔“ میں نے کہا ”یہاں تک کہ انہیں

دیکھ کر گھڑی بھی ہلائی جاسکتی ہے۔“

”میرا کوپر میں انھیں سوگوں میں ہے یا۔“ درببان نے کہا۔ وہ نہیں

نائٹ کلبوں کا مالک ہے۔ تینوں کلبوں میں جا کر دیکھتا ہے کہ کام ٹھیک

چل رہا ہے یا نہیں۔ گیارہ بجے وہ یہاں پڑنے کے لئے آتا ہے۔ کھانا کھا کر



وہ ایک بجے پھر باہر چلا جاتا ہے۔ اس بار اسکی وہیسی صبح پانچ بجے ہوتی ہے جب تینوں نائٹ کلب بند ہو جاتے ہیں۔ اتوار کو چھوڑ کر یہ اس کے روزِ مَرّہ کا دستور ہے :

• کیا تم پوری رات ڈیوٹی پر رہتے ہو؟  
• نہیں سٹر کوپر کے ایک بجے باہر جانے کے بعد میں اس عمارت کو مقفل کر کے سونے چلا جاتا ہوں۔ ہر مجلس کے پاس پھاٹک کی ایک چابی ہے۔ دیر سے آنے والے اپنی چابی سے دروازہ کھول کر اندر جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی کثرت ہے۔ سے اٹھ کر آنا پڑتا ہے کیونکہ اکثر کوئی نہ کوئی حرامی چابی وصول جاتا ہے۔

مجھے مطلوبہ جانکاری خود بخود حاصل ہو رہی تھی۔  
کوپر پر سوں رات خودی کی چابی گم کر بیٹھا۔ میں نے کہا۔ اسی لئے مجھے آنا پڑا تھا۔

• ہاں چابیاں گم کرنے میں تو اس کا جواب نہیں۔ یہ کبھی دے دے اور وہ سچے میں کہا۔ پچھلے ہفتے وہ باہری دروازے کی چابی گم کر بیٹھا اور رہے صبح پانچ بجے اٹھ کر آنا پڑا۔  
• تو یہ اسکی وہیسی کا وقت ہے؟

• ہاں۔ اور پورا دن وہ سونے میں گزارتا ہے۔ کیا زندگی ہے؟  
مجھے مطلوبہ جانکاری حاصل ہو چکی تھی۔ میں نے سہ سہی انداز میں گھنٹوں کا موعوع بدل دیا۔

گیارہ بجے میں صرف ایک منٹ باقی تھا جب کوپر آیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی میں اُس کے پیچھے پیچھے چکا اور بال میں اُسے جا لیا۔  
• جناب میں نے کہا میں آپ کی خودی کی ڈپلیکیٹ چابی لایا ہوں۔  
مجھے پہچانے میں اُسے چند سیکنڈ لگے۔

”ادہ! تم! ٹھیک ہے دے دو۔ وہ خشک لمبے میں بولا۔

”بہتر ہوتا جناب۔ اگر میں اُسے چپک کر لیتا۔ انگو آپ کو اعتراض نہ ہو۔“

”ضرور اس نے کہا۔ اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری منزل پر پہنچکر اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔ میں اس کے

ساتھ اسی کمرے میں داخل ہوا۔

میں نے تجوی میں چابی لٹکائی۔ کوپر میرے سر پر کھڑا رہا۔ اس وقت

میرے ذہن میں ایک وحشیانہ خیال اُبھرا کہ کیوں نہ اس کی کھوپڑی چٹھا کر

رقم لے کر بھاگ جاؤں۔ لیکن میں نے ایسا نہ کیا۔ چابی قفل میں ٹھوم گئی

لیکن میں نے دروازہ نہیں کھولا۔ اور تجوی دوبارہ مقفل کر کے چابی

اس کے حوالے کرتا ہوا بولا۔

”ٹھیک ہے جناب۔“

”اچھا“ اس نے کہا اور چابی جیب میں ڈال لی۔ اسکا ہاتھ جیب کی

طرف بڑھتے بڑھتے رک گیا۔ شاید اُسے یاد آگیا تھا کہ وہ مجھے دو ڈالر

دے چکا تھا۔ اس کی رائے میں میں اس سے زیادہ کا مستحق نہ تھا۔ اسکی

جیب سے ہاتھ الگ ہو گیا اور بولا ”شکریہ“

اس کی اس کینگی نے مجھے ایک فیصلہ لینے پر مجبور کر دیا۔ میں پچھلے

چوبیس گھنٹوں سے اس کشمکش میں تھا کہ اس کی رقم چوری کروں یا نہ

کروں۔ مجھے چوری کرنے کے لئے کبھی یہاں کی تلاش تھی اور کوپر نے

مجھے وہ فراہم کر دیا۔

میں لفٹ کے ذریعے نیچے آیا۔ دروازے کی طرف دیکھکر میں ہلکا سا

ہوا باہر بارش میں سرگد پر آگیا۔

وائے سرگد کی دوسری طرف ٹرک پر میرا منتظر تھا۔

”وہی کوپر تھا؟ اس نے پوچھا؟ وہی موٹا اور سرخ چہرے والا حرامی؟“

ہاں میں اس کی بخل والی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اب دیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اتوار کو اس کی تجویز پر ہاتھ صاف کر سکتے ہیں۔ میں غافوار کا دن اس لئے چنا تھا کہ اس دن ہم دونوں کی چھٹی تھی۔ راتے سے ایک کار کراٹے پر لے لی تھی۔ اور ہم ہر طرح تیار تھے۔ اس رات بھی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور یہ ہمارے لئے نافع ہے لی بات تھی کیونکہ سڑکیں سنبھال گئیں۔

راتے اور میں اس کار میں جب ایسٹلے آرمنز پونچے اس وقت ایک بچے میں پانچ منٹ باقی تھے۔

راتے سے کار ایک پرائیویٹ پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر دی۔ ہمارے اطراف کوئی چالیس کاریں کھڑی تھیں۔ ہم خاموشی سے کار میں بیٹھے ایسٹلے آرمنز کے باہری دروازے کی طرف دیکھتے رہے جو کہ یہاں سے صاف نظر آ رہا تھا۔ ہم دونوں کافی دہشت زدہ تھے۔ مجھے اپنے ساتھ بیٹھے راتے کی تیزی سے سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ شاید اُسے میرے دل کی دھڑکن تک سنائی دے رہی ہو۔ ٹھیک ایک بجے ہمیں کوپر باہر نکلتا نظر آیا۔ ہمارے قریب سے ہو کر دوڑتا ہوا وہ ایک سفید جیٹ کار میں جا بیٹھا۔ اور اُسے اشارت کر کے تیزی سے ایک طرف بڑھ گیا۔

جلو ایک رکاوٹ کو دور ہوئی۔ راتے نے بھڑائی ہوئی آواز میں کہا۔

جند منٹ بعد ہم نے دربان کو باہری دروازہ معقل کرتے دیکھا۔ پھر وہ لابی میں سے ہوتا ہوا تہ خانے کی طرف چلا گیا جہاں اس کا سونے کا کمرہ تھا۔

آؤ چلیں۔ راتے نے کہا اور کار کا دروازہ کھول دیا۔

مراد اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ سانس تک بنے مہم شجارت  
 ہو رہی تھی۔ میں نے اپنا اوزاروں کا تھبا استخالا اور تیزی سے اس کے  
 ساتھ دوڑتا ہوا ایسٹلے کر سڑک کے باہری دروازے کی طرف بڑھا۔  
 ہمارے پلان کے مطابق میں نے دروازہ کھولنا تھا جبکہ رائے کر  
 آئے مجھے نظر رکھنی تھی۔

میں سڑک کی طرف کوئی خطرہ نہ تھا۔ مصیبت تو بکھی اگر کوئی  
 میں اچانک آ جاتا۔

میرے ہاتھ دوسرے کانپ رہے تھے کہ مجھے قفل کھولنے میں بہت سی  
 محسوس ہو رہی تھی۔ عام حالات میں میں ایسے تالے تھیں یا چار سائیکل  
 کھول لیتا لیکن گھبراہٹ کے عالم میں مجھے چند منٹ لگ گئے۔ رائے نے  
 مجھے کوسنا شروع کر دیا تھا۔

دو دروازہ کھول کر ہم زمینوں سے ہوتے ہوئے تیسری منزل پر کوبر  
 کے کمرے کی طرف بڑھے۔ ہم نے غصے کر لیا تھا کہ لفٹ نہیں استعمال کریں  
 گے۔ در نہ ممکن تھا در بان یہ دیکھنے آ جاتا کہ اس وقت کون آیا ہے۔  
 راہ میں ہمیں کوئی بھی نہ ملا۔ کوبر کے اپارٹمنٹ تک پہنچتے پہنچتے  
 ہم دونوں ہانپنے لگے تھے۔

اس بار مجھے دروازے کا قفل کھولنے میں ذرا بھی دقت نہیں  
 ہوئی۔ میری پہلی جہا چابی سے دروازہ کھل گیا۔ اور ہم دونوں اندر  
 ہال میں داخل ہوئے۔ چند لمحوں کے اندر کھڑا سولہ آدمی بیٹا رہا  
 ٹیکہ گین میں چلنے والی ڈینر پر پڑ کر سٹیشن کی کڑھات اور دو ٹولہ  
 پروٹا سوا کلائ کی ٹک ٹک کے سوا کچھ نہ سنا دیا۔

اب چلو بھی رہا ہے جیسی سے ہوتا۔ یہاں کیا کر رہے  
 میں نے غصہ میں داخل ہو کر ریڈیو جلا دی۔

رائے نے میرے پیچھے پیچھے داخل ہو کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔  
 "واہ! کیا ٹھانڈ ہیں؟" رائے نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا: "بخوری  
 کہاں ہے؟"

میں موٹی عورت کی برہنہ تصویر کی طرف گیا اور اُسے ایک طرف کھسکا کر  
 قفل کا نمبر ملائے لگا۔ اس کے بعد میں نے وہ چابی لگا کر جو کہ میں نے کوپر  
 کی ڈیپلیکٹ چابی کو دیکھ کر بنائی تھی۔ بخوری کا دروازہ کھول لیا۔  
 "خدا دیکھو تو!" میں نے کہا۔

ہم دونوں سانس روکے نوٹوں کی گڑیاں دیکھتے رہے۔  
 "یا خدا!" رائے نے میری بانہہ دباتے ہوئے کہا: "اتنی رقم سے تو ہم  
 پوری زندگی آرام سے گزار سکتے ہیں۔"

پھر ہمیں وہ آواز سنائی دی جس نے ہمیں منجمد کر دیا۔ اپارٹمنٹ  
 کے باہری دروازے میں چابی کے ٹھونسنے کی آواز! کوئی اندر آ رہا تھا۔  
 دہشت کے مارے میں اپنی جگہ سے ہل تک نہ سکا۔ بڑی مشکوں سے  
 میں نے گردن گھمائی اور بند دروازے کی طرف دیکھا۔ باقی جسم تو گویا  
 منطوق ہو چکا تھا۔ لیکن رائے اپنے حواس میں تھا۔ وہ تیزی سے کسی  
 جھپکی کی طرح اندھیرے میں سرک گیا۔ اور روشنی بچا دی۔  
 اُسی لمحہ دروازہ کھلا۔

ہال کی روشنی کمرے کو روشن کر گئی۔ دروازے میں وہی لمبی ٹانگوں  
 والی حسینہ کھڑی تھی۔ ایک سکندھم دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں  
 میں دیکھتے رہے۔ پھر وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی اور ایسی دلخراش مسخ ماری  
 جس نے مجھے شش کر دیا۔

"یہاں پہ کوئی ہے؟" وہ جیسے "چور۔ چور۔ چور۔ چور۔"  
 تبھی اُس کے عقب سے کوپر کا بجاری جسم آگے بڑھا نظر آیا۔

لڑکی کو ایک طرف ہٹا کر وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ سب اتنی تیزی سے ہوا کہ میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔ اور پاگلوں کی طرح سے کھلی تجوری کے سامنے کھڑا رہا۔

ادھر لڑکی آتی تھی ہوئی باہر نکل گئی۔ زینوں پر اسکے چہنچے کی صدا کسی انجن کا شور پیدا کرنے لگی تھی۔

دلے دیوار سے چپکا کھڑا تھا۔ کوہراتی تیزی سے اندر داخل ہوا کہ وہ رائے کو نہ دیکھ سکا۔ اس نے مجھے دیکھ کر میری طرف اس طرح ہاتھ بڑھائے جیسے میری گردن دبوچنا چاہتا ہو۔ رائے آہستگی سے اپنی جگہ سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں وہ لوسے کی راڈ تھی جو ہم نے اس لئے لی تھی کہ اگر تغزل نہ کھل سکے تو اسے توڑ دیا جائے۔ رائے نے گھٹا کر وہ راڈ نوپر کے سر پر دے ماری جو ہاتھ بڑھائے میری طرف لپک رہا تھا۔ کوہر کسی ذبح کئے ہوئے بیل کی طرح گر پڑا۔ گہرے وقت اس کی انگلیاں میرے کوٹ کو چھوئی گئیں۔

• جلدی " دلے نے ہانپتے ہوئے کہا۔ بھاگو :

زینوں پر سے لڑکی کے چہنچے کی آواز آرہی تھی۔ میں دروازے سے نکل کر نیچے کی طرف دوڑا۔

• پیٹ " مجھے رائے کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔ نیچے نہیں۔

اوپر :

لیکن میں زینوں تک پہنچ چکا تھا۔ اور نیچے اتر رہا تھا۔ دہشت سے میرے سوجھ بکھنے کی توہین سلب ہو چکی تھیں۔ میرے دل میں صرف ایک خیال تھا۔ کہ کسی طرح یہاں سے باہر نکلا جائے :

• پیٹ

مجھے اس کی آواز پھر سنائی دی۔ میں دوسری منزل پر پہنچ چکا تھا۔ پھر

میں تیزی سے راہداری سے ہوتا ہوا زمینوں کے سرے کی طرف دوڑا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا۔ سفید بالوں والے ایک فوڈرہ شخص نے دروازہ کھولا کہ میری طرف دیکھا۔ اور پھر تیزی سے دروازہ بند کر لیا۔ تین مین زینے ایک ساتھ ملے کرتا ہوا میں نیچے کی طرف ہال۔ اسی وقت میرا پیر پھلا اور میں لڑھکتا ہوا پہلی منزل تک پہنچ گیا۔ تیزی سے اٹھ کر مین نے باقی زینے ملے کئے اور لابی میں نکل آیا جہاں وہ لڑکی دربان کے کمرے کا دروازہ کھلواتے ہوئے بیٹھ رہی تھی۔ اس نے مجھے دہشت زدہ نظروں سے دیکھا اور خوف کی ایک اور چیخ بلند کی۔

مجھے تہہ فلنے کی طرف سے دربان دوڑتا ہوا نکلا۔ اس نے شب خرابی کا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ تیزی سے مجھ پر بھٹا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے پٹے نیچے گر گئے۔ مین نے اس کے سر پر ایک گھونسلہ رسید کیا اور جواب میں تین چار گھونسلے کھائے۔ لیکن میں نے اُسے الگ جھٹک دیا اور دروازے سے ہوتا ہوا باہر بھاگا۔

جب تک میں باہر نکلتا دربان نے جیب سے پولیس سیٹی نکال کر بجانا شروع کر دی۔ اس کی سیٹی اور لڑکی کی چیخوں نے ایک شور مچا کر دیا۔ میں دوڑتا ہوا سڑک پہ آیا۔ مجھے اب بھی لڑکی کی چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ لیکن پولیس دہسل کی آواز اُسکی چیخوں پر حاوی تھی۔ میرے چہرے پر پسینہ بہہ رہا تھا۔ دھک دھک کرتا دل نے میری سڑک پر دوڑتا رہا۔ پھر مجھے اپنے عقب میں ایک آواز سنائی دی جو کہ مجھے رکنے کا حکم دے رہی تھی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اندھیرے میں بھی میں نے دیکھ لیا کہ یہ غشتی پولیس کا سیاہی تھا۔ لیکن میں پاگلوں کی طرح دوڑتا رہا۔ پھر مجھے اپنے عقب میں ایک دھماکہ

۲۰  
 سنائی دیا اور کوئی چیز میرے چہرے کو خچوٹی ہوئی گذر گئی۔ میں نے تیزی سے  
 سڑک کے اندھیرے حصے میں جانے کی کوشش کی۔  
 بستر پر گر جا۔ مجھے اپنی پیٹھ پر ایک زبردست دو ہتھکڑیاں محسوس  
 ہوا۔ میں منہ کے بل سڑک پر گر گیا۔ درد کی ایک تیز لہر میرے پورے  
 جسم میں سرایت کر گئی۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہل تک نہ سکا۔  
 میرا جسم گویا مفلوج ہو چکا تھا۔  
 اور آخری چیز جو مجھے یاد آرہی وہ کسی کے بھاری قدموں کی آہٹ تھی  
 جو تیزی سے میری طرف بڑھ رہی تھی۔

## باب

مجھے ملی جلی آوازوں کا احساس ہوا۔ غیر مبہم آوازیں جو کہ میری طرف  
 کہیں دور سے آرہی تھیں۔  
 پھر مجھے اپنی جھاتی کا ناقابل برداشت درد کا احساس ہوا۔ میں نے  
 آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔  
 کمرے کی دیواریں سفید رنگ کی تھیں۔ ایک انسانی جسم کا دھندلا سا  
 خاکہ مجھ پر ٹھکا نظر آیا۔ وہ مجھے صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ کمزوری کے  
 احاس مجھے پھر آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیں میں ہوش میں آ چکا  
 تھا۔ میرا دماغ کام کرنے لگا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ میں نے تیزی سے اس  
 عمارت کے زینے طے کئے تھے۔ پھر دربان سے ٹکراؤ۔ چبھتی ہوئی عورت  
 ۔۔۔ میرا بے وقوفوں کی طرح سڑک پر بھاگنا۔ بستر پر آواز۔ ہاں  
 اس پولیس نے مجھ پر فائر کئے تھے۔  
 تو میں بکرا گیا تھا۔



اس بخوری سے رقم چرانے کی ناکام کوشش کا نتیجہ تھا کہ میں اس وقت اسپتال میں تھا اور میرے سر پر شاید کوئی پولیس میں کھڑا تھا۔  
 ”اگر یہ زیادہ زخمی نہیں ہے تو کیوں نہ میں اسے جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کی کوشش کروں : ایک سخت آواز نے کہا۔  
 یہ کسی پولیس کے کی آواز ہو سکتی تھی۔

”وہ اپنے آپ ہوش میں آجائے گا۔ ایک دوسری آواز نے کہا۔“  
 جلد بازی کی ضرورت نہیں سار جٹ۔ یہ خوش قسمت تھا کہ بچ گیا۔ گولی اگر صرف ایک انچ دائیں طرف لگتی تو یہ مرجھا ہوتا۔  
 ”ہاں۔ لیکن میں شہر کا ساکتا ہوں کہ مجھ سے گفتگو کے بعد ہر موت کی ہی خواہش کرے گا۔“

اب میں پوری طرح بوکھلا ہوا تھا۔

میں نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں اور بستر کے قریب کھڑے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھا۔ ان میں ایک قریب اندام پستہ قد اور گول چہرے والا تھا جس نے ڈاکٹر دیں والا کوٹ پہن رکھا تھا۔ دوسرا ایک لمبا جوڑا رخ چہرے والا شخص تھا۔ اس کی آنکھیں تیز اور دہانہ پتلا تھا۔ اس کے گھٹیا سوٹ اور ہیٹ پہننے کے بے ہودہ انداز سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہی شخص پولیس یا تھا۔

میں خاموشی سے بستر پر لیٹا رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ رات کے کیا ہوا ہوگا۔

وہ میری طرح اس بافتہ نہیں ہوا تھا۔ اور بجائے نیچے آنے کے اوپری منزل پر چلا گیا تھا۔ جبکہ میں سیدھا قانون کی گرفت میں آ پھنسا تھا۔ کیا وہ بچ گیا ہوگا؟

اگر اسے عمارت سے نکلنے ہوئے نہ دیکھا گیا ہو تو اس کے بچنے کے چورے

امکانات تھے۔ بکڑا صرف میں گیا تھا۔ کوپر کے سیف کے نزدیک بھی صرف مجھے ہی دیکھا گیا۔ کوپر کے حرکات و سکنات کے بارے میں صرف میں نے ہی دربان سے گفتگو کی تھی۔ عمارت سے نکلنے وقت بھی صرف مجھے ہی دیکھا گیا۔ رائے کسی کی نظروں میں بھی نہیں آیا تھا۔

پھر مجھے یاد آیا کہ رائے نے لوسہ کا راڈ پوری قوت سے کوپر کے سر پر مارا تھا۔ اس کی کھوپڑی ضرور پٹ گئی ہوگی۔ مجھے رائے سے اس دشمنانہ حرکت کی قطعی امید نہ تھی۔

اچانک مجھے خوف عسوس ہونے لگا۔ کوپر کا کیا فشر ہوا ہو گا؟ کیا رائے نے اُسے قتل کر دیا؟

تمہیں مجھے پسینے کی بدبو اور تباکو کے دھوئیں کی بو اس قدر نزدیک عسوس ہوئی کہ میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے خود کو اس پوہیے کی سخت نگاہوں میں جھانکتے پایا۔ اس کا چہرہ شریخ تھا اور شکل سے ہی بے رحمی چمکتی تھی۔

مرے میں صرف ہم دونوں تھے۔ ڈاکو نہ جانے کب نکل گیا تھا۔ پوہیہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اس کے تمباکو نوشی سے زرد دانت چمکنے لگے۔ مجھے یوں عسوس ہوا گویا کوئی نوٹری طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔

”تم ٹھیک ہو حرامزادے“ وہ بولا۔ سیدھی طرح میری باتوں کا جواب دینا۔ میں دو دن اور ایک رات سے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔

یہ صرف شروعات تھی۔

شائد انھیں بھی اس بات کا اندازہ تھا کہ میں تنہا نہیں ہو سکتا۔ وہ مجھ سے بار بار یہی پوچھتے رہے کہ میرا ساتھی کون تھا۔ میں انھیں ایک ہی جواب دیتا رہا تھا کہ میں نے یہ کام تنہا کیا تھا اور کوئی بھی میرا ساتھی نہ تھا۔

انہوں نے مجھے یہ کہہ کر خوفزدہ کرنے کی کوشش کی کہ کوپر مرنے ہی والا تھا۔ اور اس کی موت کے بعد مجھ پر قتل کا الزام بھی لگنا تھا۔ اس لئے انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ میری ہی حق میں بہتر تھا کہ میں اپنے ساتھی کا نام بتا دوں۔ لیکن میں اپنے بیان پر اڑا رہا۔

آخر انہوں نے اپنی کوشش ترک کر دی۔ اور مجھے یہ بھی بتا دیا کہ کوپر رد بہت تھا۔ یہ بتاتے وقت سارہنٹ کے لہجے میں افسوس تھا۔ کیونکہ اس طرح میں قتل کے الزام سے بچ رہا تھا۔ لیکن تم نے اسے قتل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، سارہنٹ نے کہا۔ اور جج سزا سناتے وقت یہ بات دھیان میں رکھے گا مجھے کم سے کم دس سال کی قید ہوگی حرامی! اور ہر سال تم رد کر گزارو گے۔

ٹھیک ہونے پر مجھے اسپتال سے جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ جہاں میں تین ماہ رہا۔ اس دوران وہ کوپر کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرتے رہے آخر اس نے ایک اہم گواہی دینا تھی۔

مفسدے کی کاروائی مجھے پوری زندگی یاد رہے گی! جب مجھے کمرہ عدالت میں لایا گیا تو میں نے چاروں طرف دیکھا۔ تماشائیوں میں سب سے پہلی قطار پر مجھے جینی نظر آئی۔ مجھے حیرت ہوئی کیونکہ مجھے اسکے اس کے آنے کی قطعی امید نہ تھی۔ اس نے میری طرف دیکھ کر ہلکا سا ہلایا۔ جواباً میں بھی کسی نہ کسی طرح مسکرا دیا۔

اس کے علاوہ وہاں میرا باس فرینکلن بھی تھا جو کہ لارنس سیف کا کارپوریشن کا مالک تھا۔ اور اسی کے ساتھ ہائے بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے ہم دونوں کی نگاہیں ملیں۔ رائے کسی قدر کمزور اور خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ میرے خیال میں وہ پچھلے تین ماہ سے ذہنی تناؤ کا شکار تھا۔ کہ کہیں میں اس کا نام بھی نہ لے لوں۔

جج ایک پستہ قد اور دبلا پتلا شخص تھا۔ اس کا چہرہ کسی چوہے کی شکل  
 لگتا تھا۔ ادا آنکھیں سرد اور سخت، اس سے رحم کی توقع کرنا بیکار تھا۔

کوپر کے سر پر اب تک پتی بندھی تھی اور وہ پہلے سے کمزور ہو گیا تھا۔  
 اس نے اپنے بیان میں بتایا کہ کس طرح میں اُسے ڈیلیٹیٹ جانی دینے گیا تھا۔  
 اور بعد میں اس نے مجھے کھلی تجوری کے سامنے کھڑے دیکھا۔

میں مانگوں والی حسینہ بی گواہوں میں شامل تھی۔ اس نے ایسا فٹ  
 لباس پہن رکھا تھا جس سے اُس کے جسم کے بیچ دغمنزید ابھر کر دکھائی دے  
 رہے تھے۔ اس کے گواہوں کے گلگھڑے میں آتے ہی عدالت میں موجود بھی  
 لوگ اُسے بھولی نظروں سے گھورنے لگے تھے۔ اس نے اپنے بیان میں  
 کہا کہ وہ کوپر کے ٹائٹ کلب میں گلوکارہ ہے۔ اور اسی لئے وقتاً فوقتاً  
 اُسے کوپر کے فلیٹ پر اس سے ملنے آنا پڑتا ہے تاکہ کلب میں گائے جانے  
 والے گانوں کا انتخاب ہو سکے۔ لیکن اس بیان پر شاید ہی کسی کو یقین  
 آیا ہو۔ وہ جانتے تھے کہ رات کے ایک بجے کوپر کے فلیٹ میں جانے کی کیا  
 وجہ ہو سکتی ہے۔ اور میرے خیال میں وہ کوپر سے رشک کرنے لگے تھے۔

اس نے عدالت کو بتایا میں نے پہلے دن بھی کوپر کی غیر موجودگی میں تجوری کھولی  
 تھی اور اندر جھانک کر دیکھا تھا اور بعد میں یوں ظاہر کیا تھا گویا تجوری اُسکے  
 آنے کے بعد ہی کھولی ہے۔

کوپر نے اپنے بیان میں کہا کہ جیسے ہی وہ مجھے کھلی تجوری کے سامنے کھڑا  
 دیکھ کر بہت زبردست بڑھا میں نے اس کے سر پر لوہے کا راڈ دے مارا تھا۔  
 مجھے اپنے مالک فرینکلن کے بیان سے حیرت ہوئی۔ کیونکہ اس نے میری موافقت  
 میں بولنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں اسکی کہنی کا بہترین کارکن تھا۔  
 اور ہمیشہ قابلِ جہد رہا تھا۔ لیکن وہ اپنا وقت ضائع کر رہا تھا۔ میں نے  
 نوٹ کیا کہ اس کے بیان کے دوران جج کے چہرے پر ہزاروں کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

میرا وکیل تو اس دوران جہاں لیتا رہا تھا۔ جب اس نے استغاثے کے گواہوں اور ان کے بیان کو سُن لیا تو میری طرف دیکھ کر بڑا سا منہ بناتے ہوئے وہ اٹھا اور اعلان کیا کہ اس کا موکل یعنی میں اپنے جرم کا اقبال کرتا ہے اور خود کو عدالت کے رحم و کرم پر چھوڑ رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے پاس مجھے بچانے کا کوئی ذریعہ نہ رہا ہو لیکن مجھے لگ رہا تھا کہ اس نے بغیر مقابلے کے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس کے ہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کیس کو ختم سمجھ رہا ہے۔

جج مجھے کئی لمحے اپنی تیز نظروں سے گھورتا رہا۔ آخر اس نے کہنا شروع کیا کہ میں نے ایک سنگین جرم کیا ہے۔ میرا کام اس نوعیت کا تھا کہ لوگوں کو گھڑ پر بھر دے کر ناپڑتا تھا اور میں نے ان کے اعتماد کو ٹھیس پہونچائی ہے میں نے ایک مشہور زمانہ کمپنی کو دسوا کیا ہے۔ اس کمپنی کی سارے کو نقصان پہونچا یا ہے۔ جہاں میرے دادا اور والد نے ایمانداری سے کام کیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ میرا پہلا جرم ہے اس لئے درعایت برتنے پر مجبور رہے۔ لیکن میں دھوکے میں نہ آیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ صرف تقریر کر رہا ہے اس نے مزید کہا کہ کو بر پر میرا حملہ وحشیانہ اور میری سفاکی کا منظر تھا۔ اس حملے میں کو بر کی جان جاتے جاتے چلی۔ اس لئے میں عدالت کے رحم کا مستحق نہیں۔ اس نے مجھے دس سال قید یا مشقت سنائی۔ مجھے نارن درگت جیل بھیجا جانا تھا۔ جہاں مجھے جیسے سفاک شخص کو بیٹھ کر سنے کے لیے دس انتظامات تھے۔

صرف اس لمحہ۔ اس ایک لمحہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں رائے کا نام بھی بنا دوں۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور شاید میرے چہرے کے تاثرات سے اس نے میرے دماغ میں پور ہی کشمکش کا اندازہ لگا لیا۔ کیونکہ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ میرے یہ کہنے کی دیر

گفتی کہ کوپر کو رائے نے مارا تھا کہ حج مقدمے کی کاروائی از سر نو شروع کرانے کے امکانات دے دیتا اور پھر شائد میرے بجائے اُسے فارن ورثہ بھیجا جاتا۔ (FAAN WORTH) فارن ورثہ کا جیل خانہ دوسریل اندرون ملک تھا اور اپنی سختی کے لئے دور دور تک مشہور تھا۔ اس جیل کے بارے میں کچھ سالوں سے مانگ چل رہی تھی کہ اُسے بند کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ جرمنی کے نازی کیمپوں (NAZI CAMP) کی یاد دلاتا تھا۔

میں نے اس جیل کے بارے میں چند مضامین پڑھ رکھے تھے جنہیں پڑھ کر میں چونک اٹھا تھا۔ اگر اخبارات میں شائع شدہ مضامین میں کچھ صداقت تھی تو یہ جیل خانہ انسانیت کے نام پر بدناما داغ تھا۔ اس جیل میں دس سال گزارنے کے خیال نے ہی میری رنگوں میں ہلو کو منجمد کر دیا۔

رائے اور میں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جب ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے تو مجھے ان چھوٹے چھوٹے کاموں کا خیال آیا جو کہ رائے نے میرے لئے کئے تھے۔ تب جب ہم پڑھتے تھے۔ تب جب ہم ساتھ ساتھ کام کرتے تھے۔ جب میں اپنی کسی گریڈ فرینڈ کی بے رخی سے اداس ہوتا تھا تو رائے مجھے خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ مجھے ساتھ گزارے ہوئے وہ طویل لمحات یاد آئے۔ ان سب باتوں کی یاد نے مجھے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

میں اس کی طرف دیکھ کر سکرایا۔ یہ مسکراہٹ تو نہیں کہی جاسکتی تھی لیکن یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ محفوظ ہے۔

میری بیٹی پر کسی کا سخت ہاتھ پڑا۔ میرے ساتھ کھڑے پولیس نے مجھے دھکا دیتے ہوئے کہا۔

”آگے جاؤ“

میں نے جینی کی طرف دیکھا تو رد مال آنکھوں سے لگائے سہک رہی تھی۔

میں نے پھر رائے کا طرف دیکھا۔ پھر میں پولیس مین کے ساتھ چلتا ہوا ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب میرے لئے کوئی مستقبل کوئی امید نہ تھی۔ صرف ایک احساس ہی اب تک مجھے سنبھالے ہوئے تھا۔

وہ یہ کہ میں نے اپنے دوست سے دغا نہیں کی۔

اس خیال نے ہی مجھے اپنی ہی نظروں میں گرنے سے بچایا۔ میری عزت نفس کو برقرار رکھا۔ اور جہاں میں جا رہا تھا وہاں مجھے اسکی ضرورت تھی۔

خارجہ درختہ اونچی دیواروں اور کونٹوں کی جیل نہ تھی۔ بلکہ یہ زنجیروں مشاق نشانے باز گارڈوں اور خوفناک کتوں کی جیل تھی۔

اگر یہاں کے دین بدتر تھے تو راتیں بدترین تھیں۔ ہر شام پچھتر بدبو دار غلیظ انسانوں کو ہانک کر ایک پچاس فٹ لمبی اور دس فٹ چوڑی بیرک میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اس میں ایک لوہے کی جالی والی کھڑکی اور لوہے کا جھنگلے دار دروازہ لگا تھا۔ ہر قیدی کو کمرے کے درمیان لگی زنجیر سے اس طرح باندھا جاتا تھا کہ اس کی ذرا سی حرکت بھی ساتھ والے قیدی کو جھٹکا دینے کے لئے کافی تھی۔ دن بھر کڑکتی دھوپ میں سخت مشقت کے بعد ہر قیدی جھجھکیا ہوتا تھا اور کئی بار ایک قیدی کی حرکت دوسرے قیدی کو اس قدر مشغول کر دیتی تھی کہ نوبت مار پیٹ تک پہنچ جاتی تھی۔

قیدیوں کو کمرے میں بند کرنے اور باندھ دینے کے بعد گارڈز کی ٹیم ہو جاتی تھی۔ وہ رات میں ہونے والے ہجڑوں پر قطعی دھیان نہ دیتے تھے۔ اور اگر ایسے میں ایک قیدی دوسرے کا خون بھی کر دیتا تو ان کے کان پر جوں تک نہیں رہ سکتی تھی۔ اُن کے لئے ایک قیدی اور کم ہو جاتا تھا۔ پورے جیل کی حفاظت کے لئے بارہ گارڈز تھے۔ رات کے وقت

ایک کو چھوڑ کر سب چلے جاتے تھے۔ اس آدمی کا نام بالی فلیٹ تھا۔ یہ شخص کتوں کا نگہاں تھا۔ یہ آدمی اتنا خوفناک تھا کہ وہ خوفناک مرنے تک بھی اس سے خوفزدہ تھے۔

دن کے وقت یہ کتے لوہے کے ایک جھنگے نما کمرے میں بند رہتے تھے۔ انھیں جھوکا رکھا جاتا تھا اور وہ کسی چیتے کی طرح خوفناک تھے۔ شام کے سات بجے ہر قیدی کو زنجیر سے باندھ کر سڑک کے دروازے پر تالا لگا دیا جاتا تھا۔ بالی فلیٹ کو چھوڑ کر باقی تمام گارڈز چھٹی کر بیٹے تھے۔ بالی فلیٹ انتہائی قوی پیکل شخص تھا۔ اس کا چہرہ کسی سور سے مشابہ تھا۔ سات بجے کے بعد قید خانے پر اسکی سلطنت ہوتی تھی۔ اپنے ہاتھ میں ایک لمبی سی لٹکری لیے وہ کتوں والا کمرہ کھول دیتا تھا۔ رات کے وقت اس سور نما شخص کے علاوہ کوئی بھی باہر نکلنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ صبح ساڑھے چار بجے کے بعد یہ شخص کتوں کو دوبارہ ان کے جھنگے میں بند کر دیتا تھا۔ اس کے بعد ہی باقی گارڈز ڈیوٹی پر آتے تھے۔

میں نے اس جیل میں کئی راتیں جاگ کر گزاریں۔ رات بھر کتوں کے غرآنے اور جھونکنے کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ اس جہنم سے نکلنے کی کوشش کے لئے کتوں کا انتظام کرنا ضروری تھا۔ اس جیل خانے میں قدم رکھتے ہی میں نے یہاں سے فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مجھے یہاں آئے دس دن ہو چکے تھے اور یہ دس دن دس مہینوں کے برابر تھے۔ اگر مجھے کتوں کا خوف نہ ہوتا تو میں پہلے ہی دن یہاں سے فرار ہو جاتا۔ ٹانگوں پر بندھی زنجیر میں لگے قفل اور باہری دروازے کے زائے کو کھولنا میرے لئے بامیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اس جیل میں آنے کے ایک دن بعد ہی میں ایک ٹیچو کی سی تار حاصل کرتے



میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ تار تقریباً تین انچ لمبا تھا اس تار سے میں یہاں کے تالوں کو آسانی سے کھول سکتا تھا۔ میں اس جگہ سے فرار کے منصوبے بناتا رہا۔ یہ سوچ کر مجھے افسوس ہوتا تھا کہ صرف کتوں کی وجہ سے میں فرار ہونے میں ناکامیاب ہو رہا تھا۔ اب میں صرف اسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے میں ان کتوں سے چکر نکل سکوں۔

ہر صبح ہمیں چھ مسلح گارڈوں کی نگرانی میں کھیتوں پر کام کرنے لے جایا جاتا تھا۔ یہ گارڈ گھوڑوں پر سوار رہتے تھے اور ان کے پاس آٹومیٹک رائفیں رہتی تھیں۔

کھیتوں تک جانے والے راستے میں چھپنے کی کوئی بھی جگہ نہ تھی اگر میں اس وقت فرار ہونے کی کوشش کرتا تو ضرور ان کی گولی کا شکار ہو جاتا۔ اس لئے فرار ہونے کا صحیح وقت صرف رات کا تھا۔ لیکن اس صورت میں کتوں کا انتظام کرنا ضروری تھا۔

کھیتوں میں کام کرتے ہوئے اور رات کو ہیرک میں بیٹے ہوئے میں اسی کے بارے میں سوچا کرتا۔ لیکن کوئی ترکیب سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ہر صبح تمام قیدیوں کی حاضری لی جاتی تھی۔ میدان میں حاضری کے لئے صبح ہونے کے لئے ہمیں کتوں کے جینگلے کے قریب سے گزرنا پڑتا تھا۔ کتے اسٹیشن اور حولف باؤنڈری کے قریب اور بے حد خوفناک رہتے۔ کوئی بھی شخص ان دس کتوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا تھا۔ یہ بے بسی بھی شخص کی منٹوں میں بکا ہوئی کر ڈالتے۔ اس سلسلے نے مجھے پریشان کر دیا۔

فادرن درخت میں ایک مہینہ گزارنے کے بعد اچانک ہی مجھے اس مسئلے کا حل مل گیا۔

مجھے جیل کے کچن میں باورچی کی ڈیوٹی پر لگایا گیا۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس سے ہر قیدی گھبراتا تھا۔

تبدیوں کو دیا جانے والا کھانا عموماً وہ کھانا ہوتا تھا جسے جانور بھی پسند نہ کرتے۔ ان کی خوراک آلوؤں کا شوربہ تھی جس میں سرے ہوئے گوشت کی چند بوٹیاں ڈال دی جاتی تھیں۔ اس ناقابل برداشت گرمی میں کام کرنا جہاں چاروں طرف سرے ہوئے گوشت کی بدبو تھی یہ جہنم کی اذیت سے کم نہ تھا۔ بد مزہ گوشت کی بدبو کو چھپانے کے لئے بادبلی شوربے میں پسلی ہوئی کالی مرچ کا ڈھیر ڈال دیتا تھا۔ اور ان پسلی ہوئی کالی مرچ کو دیکھ کر ہی میرے دماغ میں ایک خیال پیدا ہوا۔

لگے تین دن شام کے وقت بیرک میں واپس آتے وقت میں پسلی ہوئی کالی مرچ کا ایک پیکٹ لے آتا تھا جسے میں اپنے کپڑوں میں چھپا دیتا تھا۔ میں نے فرار ہونے کے منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ میرا پلان یہ تھا کہ یہاں سے بھاگتے وقت راستے پر کالی مرچ کا بڑا دھڑا جاتا گانا کہتے میری بونہ پاسکیں۔ ندی پار کر لینے کے بعد زیادہ خطرہ نہ تھا۔ لیکن اگر کتنے مجھے دیکھ لیتے تب کالی مرچ کیسی کام کی نہ تھی۔ کالی مرچ صرف اس حالت میں کام آسکتی تھی اگر میں بغیر کتوں کی نظر میں آئے ندی تک پہنچ جاتا۔ بعد میں جب کتوں کو میری ماہ پر لگا دیا جاتا تو وہ کالی مرچ کی خوشبو سے دھوکہ کھا جاتے۔

یہی بھی طرح کتوں کی نظر میں آئے بغیر ندی تک پہنچنا ضروری تھا۔ اس مسئلے کا حل ملنے ہی میں یہاں سے بھاگ جاتا۔

اگلے چار دن میں اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔ میں نے رات بیرک (BARRACK) کے باہر سے آنی والی آوازوں پر غور کیا۔

ان آوازوں سے مجھے بالی فلیٹ کے معمولات کا اندازہ ہو گیا۔ بالی فلیٹ ہم لوگوں کے بند ہو جانے پر ڈپٹی پر آتا تھا۔ تمام قیدیوں کو زنجیروں سے باندھ کر بیرک کو بند کر دیا جاتا۔ بیرک کے

باہری دروازے کو تالا لگا کر بائی فلیٹ کتوں کے جھنگے کی طرف جاتا اور اسے کھول دیتا۔ اس کے بعد وہ اپنی جھونپڑی میں سونے چلا جاتا اور وہ کچھ بیرک سے دور بنی ہوئی تھی۔ چونکہ رات بھر کتے پہرہ دیتے تھے اسلئے اس کے جاننے کی ضرورت نہ تھی۔

بائی فلیٹ صبح پونے چار بجے اٹھ جاتا تھا۔ اور کچن میں جا کر دو بالٹیوں میں گوشت کے ٹکڑے بھر کر کتوں کے جھنگے میں رکھ دیتا تھا۔ کتے فوراً اس کے پیچھے پیچھے جھنگے میں چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد اٹھنے والے شور سے عینے اندازہ لگا یا کہ وہ کتوں کی طرف گوشت پھینک رہا ہے۔ کتوں کے کھانے تک وہ ڈنڈا لئے وہیں موجود رہتا۔ چار بج کر بیس منٹ پر وہ جھنگا سن کر دیتا تھا۔ اور دوبارہ زردوں سے سٹی بجاتا۔ یہ قیدیوں کو اٹھنے کا اور گارڈوں کو اس بات کا اشارہ تھا کہ کتے بند کئے جا چکے ہیں۔

اس معمول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ میرے فرار ہونے کا صحیح وقت وہ تھا جب وہ کتوں کو کھانا دینا شروع کرتا تھا۔

میرے پاس ندی تک پہنچنے کے لئے بہت تھوڑا وقت تھا۔ جو کہ بیرک سے تقریباً ایک میل دور تھی۔ میری صحت اچھی تھی اور میرے دڑنے کی رفتار بھی کافی خاصی اطمینان بخش تھی۔ میں ندی تک پہنچنا میں پہنچ سکتا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد ہی میں کالی مڑیوں کا سقوط استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تاکہ یہ اندازہ نہ لگایا جاسکے کہ میں کس سمت فرار ہوا ہوں۔ میرا ارادہ تب تک آگے بڑھنے کا تھا جب تک کہ وہ تنگ آکر میرا تعاقب ختم نہ کر دیتے۔ ریلوے لائن تک پہنچنے کے بعد میں مال گاڑی کے کسی ڈبے میں چھپ کر فارن درخت سے

دور جاسکتا تھا۔ اگر میں ادک لینڈ شہر تک پہنچ جاتا تو میں وہاں لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو سکتا تھا۔

میرے لئے فکر کی ایک بات اور بھی تھی۔ مجھے اپنی رہنمائی کا قفل کھولنے میں تو صرف چند منٹ لگتے لیکن بیرک کے سلاخوں دار دروازے پر لگے قفل کھولنے میں غور و فکر دقت لگتا۔ تب تک قیدیوں میں سے کوئی مجھے دیکھ کر شور مچا سکتا تھا۔ قیدیوں میں چند قیدی ان کے بچر بھی تھے اس بچری کے بدلے انھیں چند سراغات دی جاتی تھیں۔

اگر کسی بچر نے شور مچانا شروع کر دیا اور بائی فلیٹ نے سن لیا تو میرا بیڑا غرق تھا۔ میں نے سوچا کہ اس مسئلے کا حل بھی تلاش کرنا غور و فکر تھا۔ وہ نہ بنا بنا یا پڑا بگڑ جاتا۔

ہر قید خانے میں کوئی نہ کوئی قیدی ایسا ضرور ہوتا ہے جس سے باقی سب قیدی خوف کھاتے ہیں۔ فارن ورڈ میں جو بوائے ایک ایسا ہی قیدی تھا۔ بوائے کا قد شکل سے پانچ فٹ تیس انچ تھا لیکن جوڑائی عام آدمی سے دگنی تھی۔ اس کا چہرہ زخموں کے نشانات سے پر تھا۔ جو کہ اسے کھلی لڑائیوں میں لگے تھے۔ اس کی جیبٹی ناک پورے چہرے پر پھیلی ہوئی تھی۔ جھوٹی کھنی اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ غرض کہ وہ نہ بڑا جنگلی تھا بلکہ نظر سے جنگلی ہی آتا تھا۔

میری داہنی سمت میں سونے والا پہاڑی قیدی بوائے ہی تھا۔ اگر میں اسے اپنے ساتھ چلنے پر راضی کر لیتا تو یقیناً کسی بھی قیدی کے شور مچانے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔

لیکن کیا میں اس پر یقین کر سکتا تھا؟

مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات نہ تھیں نہ ہی وہ کسی سے بات کرتا تھا۔ اگر کوئی اس کے نزدیک جانے کی کوشش کرتا تو اس کا آہنی گھونہ چلنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔

جو نگہ میرے نزدیک ہی سوتا تھا اس نے اُسے اپنا پلان بتا سکتا تھا۔  
صرف ہاتھ بٹھا کر چھسٹنک دیر تھا کہ وہ جاگ جاتا۔

اُدھی رات نگہ میں اس کے گرد فرماتے سنا دیا۔ اور اس کے بارے  
میں سوچا رہا۔ اسے صرف قیدی ہی نہیں بلکہ گارڈ بھی سخت ناپسند کہتے تھے۔  
لیکن اُسے کسی کا بدواہ نہ تھی۔ رات دو بجے کے قریب میں نے طے کیا کہ اب  
اس کے بات کر لینی چاہیئے۔

میں نے اپنی زنجیر کا تالا کھولا اور کھل بٹا کر اُٹھ بیٹھا۔ اندھیرے میں  
مجھے اس کے جسم کا خاکہ ہی نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس کے جسم سے اُٹھنے والی بدبو  
بجائے آرام سے پہنچ رہی تھی۔  
"بوائڈ" میں نے سرگوشی کی۔

اس کے فرماتے اچانک بند ہو گئے۔ وہ کسی جانور کی طرح چمکنا تھا۔  
میں نے اندازہ لگا یا کہ وہ گردن اٹھائے ہر طرف سے آہٹ سننے کی کوشش  
کر رہا تھا۔

• بوائڈ... سن رہے ہو؟ •

• ہاں • اس نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا •

"میں دو گھنٹوں بعد یہاں سے فرار ہو رہا ہوں • میں نے اپنی آواز کو پیچ  
رکھتے ہوئے کہا • کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟ •

"فرار ہو رہے ہو؟" اس نے دہرایا •

"ہاں • جب باقی فلیٹ کتوں کو کھانا دے رہا ہو گا میں اس وقت نکل جاؤں

گا • تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو؟ •

"تم پاگل ہو گئے ہو • کیسے نکل سکتے ہو؟ •

"میں نے اپنی زنجیر کا تالا کھول لیا ہے اور تمہارا بھی کھول سکتا ہوں • میں

دروازے کے تالے کو کھول لوں گا • تم میرے ساتھ چلنا چاہتے ہو؟ •

• اور کتوں کا کیا ہوگا ؟ •

صبح کے وقت جب ہائی فلیٹ کتوں کو کھانا دے رہا ہوگا۔ ہم تب نکل جائیں گے :

• کہاں ؟ •

• پہلے نڈی ٹک اور پھر ریلوے لائن تک۔ اگر فیسٹ نے ساتھ دیا تو ہم چار گھنٹوں بعد آزاد ہوں گے۔ اگر تم نہ آنا چاہو تو تمہاری مرضی •  
• تم کہہ رہے تھے کہ تم میری زنجیر کھول سکتے ہو :

• ہاں •

• تو کھول کر دکھاؤ۔

میں اس طرف کھسک گیا۔ اس کا موٹی ٹانگو کو ٹٹوتے ہوئے میرے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچے۔ اندر صبر سے میں نقل ہولنا مشکل تھا لیکن میں نے چند منٹوں میں اسے کھول دیا۔ اور زنجیر الگ کر دی۔ جیسے ہی میں الگ ہوا وہ مضبوط ہاتھوں سے میری گردن دبوچ لی۔ اس کی ٹوٹ آہنی تھی۔ میری سانس روکنے لگی۔ لیکن میں نے آزاد ہونے کی کوئی کوشش نہ کی۔ گھٹنوں کے بل بیٹھا دعا مانگتا رہا کہ یہ گوریلا کہیں میرا گلہ نہ کھو دے۔  
• اچانک اس نے میری گردن چبوتر دی اور میری قیض پٹر کھینچے۔ اپنے قریب گھسیٹ لیا :

• تمس خورای کے بچے • وہ غرایا۔ اگر کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو میں چند لمحوں تک اپنی سانس درست کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر ٹوٹی مسکوں سے اتنا کہہ سکا :

• جہنم میں جاؤ گوریلے۔ اگر نہیں آنا چاہتے تو صاف ہو • ہمارے قریب بیٹھا ہوا ایک قیدی نیند میں ڈرپڑا ہوا۔ ایک دوسرے قیدی نے گالی پکائی ہم دونوں سرگوشیوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ مجھے اس کے جسم سے اعلیٰ

مٹرائے خلی ہونے لگی تھی۔ اس نے دیری قیض چھوڑ دی :  
 ”میں تیار رہے ساتھ چلوں گا۔“ وہ بولا۔

”یہاں سے باہر نکلنے ہی ہم ندی کی طرف ہوا گئے۔“ میں پھسپھسایا۔  
 ”نہیں ہریم نوگ انگ انگ راہ اختیار کریں گے۔“ وہ فرد ہمارے پیچھے  
 کھٹے لگاؤں گے۔ اس لئے ہمیں ندی پار کرنا ہوگی۔ کیا تم تیر سکتے ہو؟ :  
 ”تم اسکی برواہ مت کرو کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم صرف باہری دوا نہ  
 کھول دو جانی میں بے حال ہوں گا :“

میں واپس اپنے بستر پر کھسک آیا۔ اودلیٹ کر گرنا سہلانے لگا۔  
 تارے آسمان میں پھیلنے لگے تھے۔ ہمارے فرار میں صرف ایک گھنٹہ رہ  
 گیا تھا۔

میں نے کالی مریج کے سفوف کے نیچے کو اپنی قیض کے اندر ڈال لیا ہوائی  
 کو یہ سفوف دینے کا میرا قطعی ارادہ نہ تھا۔ تنوں سے بچنے کے لئے مجھے اس  
 کے ایک ایک ذرے کی ضرورت تھی۔

میں بیٹے بیٹے باقی فلیٹ کے نکلنے کا منتظر رہا۔ مجھے ہوائی کے تیزی سے  
 سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔

اچانک اس نے میری طرف مڑ کر سرگوشی کی۔  
 ”تم دوا نہ کھول لو گے؟ :“  
 میں اس کی طرف مڑا۔

”ہاں :“

کیا تم سوچتے ہو کب تک کر نکل جاؤ گے؟ :  
 ”جو بھی ہو جو وہ حالات سے تو بہتر ہی ہوگا :“  
 ”ہاں یہ تو ہے :“

کافی دیر خاموشی رہی۔ پھر دو گھنٹہ کے آپس میں غرائے کلا عازر سنائی

انجام ہوس  
دہ۔ اس آواز نے ہمارے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

• یہ کتنے! بوائڈ بڑبڑایا۔  
• ایک بار جب یہ کھانے میں بٹ جائیں تو پھر ہماری طرف متوجہ نہ ہوں گے۔  
• یہ تو صرف تمہارا خیال ہے۔ بوائڈ نے کہا۔ اس کی آواز میں خوف کی  
لہر مشتمل تھی۔

بوائڈ جیسا دغشی بھی ان کتوں سے فخر وہ تھا!  
چالیں منٹ اور گزر گئے۔ آفت پر صبح کی سفیدی نمودار ہونے لگی تھی  
کیونکہ میرک کا اندھیرا بھی کچھ کم ہو چلا تھا۔ میں نے اندازہ لگایا کہ ہمارے  
خوار ہونے کا وقت آگیا تھا۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور ہاتھوں پر  
پسینہ جھوٹ آیا۔ باہر کتوں کے غرائز کی آوازیں بدستور جاری تھیں  
قیدی بھی اپنی اپنی جگہ کھسکانے اور ایک دوسرے کو گالی دینے لگے تھے۔  
کچھ اب بوائڈ کا چہرہ دکھائی دینے لگا تھا۔  
• تو تم تیار ہو؟ اس نے پوچھا۔ مذاق تو نہیں کر رہے؟  
• نہیں؟ میں نے کہا۔

کتوں کی غرائز میں اچانک بھونکنے میں تبدیل ہو گئیں یہ اس بات کا  
اشارہ تھا کہ بائی فلیٹ کچن سے کدورت کی بالٹیاں لے کر کتوں کے جنگل  
کی طرف جا رہا تھا۔

• تم ان لوگوں پر نظر رکھو۔ میں نے بائی فلیٹ سے کہا: کہیں یہ مجھے تالا  
کھولتے دیکھ کر شر نہ مچانے لگیں؟  
• ٹھیک ہے۔ بوائڈ نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

میں اٹھ کر دانبے کی طرف بڑھا۔  
قیدیوں میں سے ایک مخبر کی شکل جیسے تھی اور جو دبلے پتلے  
جسم کا مالک تھا اچانک اٹھ بیٹھا۔



۱۰۔ اے! وہ بولا: تم کیا کرنے جا رہے ہو؟

بوائڈ نے اس کے قریب جا کر اُسے ایک زوردار گھونہ رسید کیا کہ اُس کی  
نکسیر پھٹ گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

بوائڈ کمرے کے وسط میں ٹھرا ہو گیا۔ اور چاروں طرف دیکھا ہوا بولا۔  
۱۱۔ اور کوئی بھی پوچھنا چاہتا ہے؟

تمام قیدی جو اب تک اٹھ کر بیٹھ گئے تھے خاموشی سے مجھے دیکھتے رہے۔  
تالا میری امید سے جلد کھل گیا۔ میں نے جنگلے میں سے ہاتھ ڈال کر دیوار سے  
کو کھول دیا۔ اس وقت مجھے بائی فلیٹ کی آواز سنائی دی جو کتوں کو گالیاں دے  
رہا تھا۔

۱۲۔ آؤ چلیں۔ میں نے بھڑائی آواز میں کہا۔ میرا پورا جسم جوش و خوف کی طلی جلی  
کیفیت سے کانپ رہا تھا۔

میں نے آہستہ سے باہر قدم رکھا۔  
دائیں طرف کوئی پچاس گز دور ہی کتوں کا جھگڑا بنا ہوا تھا۔ مجھے وہاں  
بائی فلیٹ کھڑا دکھائی دیا جو کہ بائی سے گوشت نکال نکال کر بھینک رہا تھا۔  
اس کی پشت ہماری طرف تھی گئے غرا کر ایک دوسرے پر چھپ رہے تھے۔  
بوائڈ نے بھی میرے قریب آکر اس طرف دیکھا۔  
۱۳۔ میں نے کہا اور دوڑ لگا دی۔

نڈی تک جو کہ یہاں سے ایک میل دور تھی؛ چیل میدان تھا۔ کہیں بھی  
چھپنے کی جگہ یا آڑ نہ تھی۔ مجھے ایسے تھپے بوائڈ کے دوڑنے اور پانسنے کی آواز  
آ رہی تھی۔ وہ دوڑنے میں میرے مقابلے کا نہ تھا۔ میں جلد ہی کافی آگے نکل  
آیا۔ میں اپنی پوری زندگی میں اتنا تیز کبھی نہیں دوڑا تھا۔ نڈی کے کنارے  
اگلی سرکنڈے کی جھاڑیاں اور لمبی لمبی گھاس نظر آنے لگی تھی۔  
تب مجھے کوئی چلنے کا دھماکہ سنائی دیا۔

میں نے نیچے مڑ کر دیکھا۔ میں جیل کی بیرک سے دو فرلانگ نکل آیا تھا۔  
 مجھ سے کوئی آدھ فرلانگ نیچے ہوائنڈ دوڑ رہا تھا۔ اود بیرک سے کچھ دور بائیں  
 فلیٹ پر پڑے تھے۔ میں پستول نے فائر کر دیا تھا۔ ایک گولی اود چلی اور ہوائنڈ کے  
 قریب دھول اڑی ہوئی زمین میں جا دھنسی۔ یقیناً بائیں فلیٹ اچھا نشان  
 باز نہ تھا۔

موتوں کے بھونکنے کی آوازیں اب بھی آرہی تھیں لیکن اب وہ کانے میں مشغول  
 تھے۔ میں نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ ندی کے سو گز قریب پہنچ کر سیمٹ نیچے  
 دیکھا۔

ہوائنڈ مجھ سے کوئی ایک فرلانگ نیچے تھا۔ لیکن وہ دوڑا چلا کر رہا تھا۔  
 اب سیٹیاں بھی بچنا ضروری ہو گئی تھیں۔ اور میں جاننا تھا کہ چند ہی منٹوں بعد  
 گارڈز ہمارے نیچے ہوں گے۔

میں جھاڑیوں کے اندر گھسنا چلا گیا۔ اندر گھس کر میں ایک جھاڑیوں کے  
 گھنے جھنڈ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

ایک منٹ بعد ہی ہوائنڈ بھی جھاڑیوں میں آ پہنچا۔ وہ مجھ سے بیس گز دور  
 آکر رُک گیا۔ اور مجھے دھونڈنے کی کوشش کی لیکن میں جھاڑیوں میں چھپ ہی  
 نظر آنا مشکل تھا۔

اسے۔ تم کہاں ہو؟ اس نے پانچتے ہوئے داہنے بائیں دیکھتے ہوئے کہا۔  
 میں خاموش بیٹھا رہا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ رہے۔  
 میں چاہتا تھا کہ گارڈز مجھے میری طرف متوجہ ہونے کے دوسری طرف مہر و قیدی۔  
 وہ ندی کی طرف بڑھا۔ ایک لمحہ رُک کر اس نے نیچے نظر ڈالی اور پھر ندی  
 میں کود کر مخالف سمت میں ہلنے لگا۔

میں نے کالی مرچوں کا پیکٹ نکالا اور اپنے مٹرے ہوئے پانچتوں میں ہرچوں  
 کے سفوف کو بھر لیا۔ جب کچھ بقیہ ہو گیا کہ ہوائنڈ میری آہٹ نہیں سن سکتا تب

میں نے پھر دوڑنا شروع کر دیا۔ ابھی میں کچھ دور گیا تھا کہ مجھے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اب چھینے کا وقت آگیا تھا۔ میں نے چاروں طرف دیکھا اور ندی کے کنارے چار گز دور ایک بے حد ٹھنی جھاڑیوں کے جھنڈ میں ٹھپ کر بیٹھ گیا۔ میرا دل دھک دھاک کر رہا تھا اور پورا جسم پسینے سے ترابور تھا۔

گھنٹوں کے ٹاپوں کی آواز میں قریب آگیاں۔ وہ لوگ بھی جھاڑیوں میں داخل ہو گئے تھے۔

ایک زوردار آواز سنائی دی اس کے بعد وہ اس عسوس ہوا جیسے ایک گارڈ نے اپنا ٹھکانہ ندی میں اتار دیا ہے۔

پھر ایک گارڈ چلتا۔

وہ میں نے اُسے دیکھ لیا ہے۔ اور پھر دلی چلنے کی آواز آئی۔

دوسرا ٹھکانہ ابھی ندی میں تھا گیا۔ کچھ اور گوریاں چلیں۔

میں نے ندی کی سمت جھٹک کر جھاڑیوں سے جھانکنے کی کوشش کی۔ مجھے ایک گارڈ گھوڑے پر بیٹھا ندی پار کرتا دکھائی دیا۔ گارڈ کے ہاتھ میں ایک آگ تو فیک رائفل تھی۔

گارڈ گھوڑے پر سمیت دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ اچانک بوائے اس کنارے پر آگ جھاڑیوں کے نیچے سے نکلا اور واپس ندی میں چھلانگ لگا کر میری سمت تیرنے لگا۔

گارڈ نے گھوڑے سے اتر کر رائفل کندھے سے لگائی اور نشانہ لینے لگا۔ بوائے نے نشانہ فخرہ سموس کر لیا تھا کیونکہ اچانک اس نے ہائی میں غوثہ دکھایا اور غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحہ کوئی ٹھیک اس جگہ چلی جہاں اس کا سر تھا۔

دوسرا گارڈ اسی کنارے پر واپس آگیا۔

”وہ واپس آ رہا ہے۔ پہلا گارڈ خائف کنارے سے چلتا یا اس کا پیچھا کر۔“

میں یہاں سے اس پر نظر رکھ ہوں ۛ  
 دوسرا گارڈ جو کہ مجھ سے پچاس گز دور گھوڑے پر بیٹھا تھا ندی میں اتر  
 کر بوائڈ کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی اُس کے گھوڑے نے تیرنا شروع کیا ندی  
 کے وسط میں بوائڈ کا چہرہ ایک لمحہ کے لئے نظر آیا۔ گارڈ نے گھوڑا اُسی طرف  
 موڑ دیا۔

بوائڈ کے لئے اب کنارے پر پہنچنا مشکل تھا۔ شاید وہ بھی اسے سمجھ  
 چکا تھا۔ غرور وہ بہترین غوطہ خور تھا۔ وہ ہالی کے اندر ہی اندر تیرتا ہوا گارڈ  
 کی طرف بڑھا۔ اچانک اس کا چہرہ تیرتے ہوئے گھوڑے کے عقب میں اُبھرا۔  
 مخالف کنارے پر کھڑے گارڈ نے چلا کر اُسے خبردار کیا لیکن اب دیر ہو چکی تھی  
 بوائڈ گھوڑا سوار گارڈ کے اتنا قریب تھا کہ وہ غائر کرنے کا خطرہ نہیں اٹھا سکتا  
 تھا۔

گھوڑے پر سوار گارڈ نے نہ مڑ کر دیکھنے کی کوشش کی۔ خوف سے اس کا  
 چہرہ جھجکا گیا تھا۔ اس نے رائفل کے دستے سے بوائڈ پر وار کیا لیکن اس کا  
 نشانہ خطا کر گیا۔

حملہ کرتے ہوئے سانپ کی تیزی سے بوائڈ نے گارڈ کی کلائی پکڑ لی۔  
 اور اُسے نیچے کھینچ لیا۔

گارڈ اُن آنہنی پنجوں کی گرفت میں بے بس تھا۔ دونوں تہہ آب ہو کر  
 غائب ہو گئے۔ اس جگہ پانی کی سطح پر بھنبو بن گیا۔ پھر چند لمحوں بعد بوائڈ  
 تنہا سطح پر اُبھرا۔

اس نے گھوڑا اس طرح پکڑا کہ دوسرے کنارے پر کھڑے گارڈ کے  
 لئے اُس پر نشانہ لگانا ناممکن تھا۔ گولی ہر حالت میں گھوڑے کو ہی لگتی۔  
 اب وہ بجائے کسی کنارے کی طرف بڑھنے کے ندی کے بہاؤ کی بہت گھوڑے  
 سمیت جا رہا تھا۔

دوسری طرف کھڑا گارڈ کچھ ہلچکایا۔ پھر یہ دیکھ کر کہ بوائے نکلا جا رہا ہے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اسے ندی میں اتار دیا۔ اس کا گھوڑا بوائے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور بوائے کو گھوڑا قابو کرنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ وہ نکالیاں بکتا ہوا گھوڑے کو آگے بڑھنے پر اکسا رہا تھا۔

گھوڑا سوار گارڈ تیزی سے اس کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ابھی تک اسے بوائے پر نشانہ مینے کا موقع نہیں ملا تھا۔

میں نے دیکھا کہ اچانک بوائے نے گھوڑے کی نگام چھوڑ دی اور غوطہ لگا کر غائب ہو گیا۔ میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اس گارڈ پر بھی وہی ضربہ آرماء جانتا ہے۔ لیکن اس بار وہ چوک گیا۔ یہ گارڈ اپنے ساتھی کا فشر دیکھ کر چونکا تھا۔ دوسرے بوائے نے فاصلے کا اندازہ غلط لگایا تھا۔ وہ گارڈ کے غین سامنے سطح پر اُبھرا۔ وہ آنکھوں سے پانی جھٹکتے ہوئے اپنے ہاتھ گارڈ کی طرف بڑھا ہی رہا تھا کہ گارڈ نے رائفل کے دیتے کا بھرپور وار اس کے سر پر کر دیا۔

بوائے کسی پتھر کی طرح ٹھہرتا چلا گیا۔ جہاں وہ ڈوبا تھا وہاں کی سطح کا پانی سرخ ہو گیا۔ لیکن یہ گارڈ ذرا بھی خطہ نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے گھوڑے کا رخ تیزی سے کنارے کی طرف کر دیا۔ اور غصے سے کچھ دور کنارے پر اکھڑا ہوا۔

میں نے اسے پہچان لیا۔ اس کا نام گیری تھا۔ یہ شخص بھی جنگی اور ازبیت پسند تھا۔ اور مجھے اس نے بہت پریشان کیا تھا۔ اگر میرے پاس پستول ہوتا تو میں بڑی خوشی سے اسے گولی مار دیتا۔ لیکن میں غیر مسلح تھا۔ اس نے وہیں لیٹا اسے دیکھتا رہا۔ وہ گھوڑے پر بٹھا بوائے کی لاش کے اوپر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

آخر بوائے کی لاش سطح پر آ گئی۔ اس کا چہرہ نیچے کی طرف تھا۔ لاش بہتی

ہوئی کنارے پر آکر جھلایوں میں اٹک گئی۔ گیری اب بھی ندی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ اپنے ساتھی کی لاش تلاش کر رہا تھا۔ میدانے مخالف کنارے پر جھلایوں میں چھٹی اس کی لاش کو اس سے صرف چند سکنڈ پہلے دیکھا۔ گیری کے منہ سے ہنکار نکلی۔ دوسرا ٹھوکانڈی سے نکل کر اس کے قریب آگیا ہوا تھا۔ اسے آگے آگے بانٹنا ہوا واپس فاران درخت کی طرف ہٹ دیا۔ گھڑوں کی پاؤں کی آواز محدود ہو جانے کے بعد میں اپنی جگہ سے نکلا۔ لاشوں کو دیکھا کہ وہ لوگ کتوں سمیت، گیری تلاش میں نکلیں گے۔ ایک دوران میں صوبے کی سرشتی چوٹی کو مطلع کر دیا گیا ہو گا۔ ضلع کا ہر پولیس ایئرے بھیجے لگ جائے گا۔ شاید ویڈیو پر وارنٹ بھی نشر کی جائے۔ میں نے سوچا۔ اگر میرے بچنے کے امکانات تھے تو وہ بہت کم تھے۔ کالی مرچوں کے سفوف کا پیکٹ ہاتھ میں لئے میں نے چر بھانٹا شروع کر دیا۔ بھانٹتے وقت میرے تلوں کے پانچوں سے کالی مرچ کا بڑا دھ اچھلا اچھلا کر گرتا رہا۔ اب کتوں کا میری راہ پر لگنا مشکل تھا۔

دو میل آگے جا کر میں کھڑا ہو گیا۔ ندی پار کرنے کا وقت آگیا تھا۔ ریلوے لائن ندی کے پار تقریباً سولہ میل کی مسافت پر تھی۔ میں نے اپنے گہرے اتار کر ان کی ایک گٹھری بنائی۔ اسی میں میں نے کالی مرچوں کا بڑا دھ بھی رکھ دیا تھا۔ پھر اس گٹھری کو میں نے اپنے بیلٹ کا عدد سے سر پر باندھ لیا۔

پھر میں ندی میں اتر کر مخالف کنارے کی طرف تیرنے لگا۔

## باب ۲

پارنچ کر دس منٹ ہو رہے تھے۔ میں پہاڑی کی ڈھالی پر آگے ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھا تھا۔ پہاڑی کے نیچے کچھ دور پر پکی سڑک نظر

آ رہی تھی۔ جو کہ ایک شاہ راہ تھی۔

نئی کے کنارے کنارے درختوں اور جھاڑیوں سے ہوتے ہوئے میں نے  
کاغذ لے کر لیا تھا۔ مجھے اپنے پیچھے تعاقب کی کوئی آواز ہی نہیں سنائی دی  
تھی۔ کالی ریش والی ترکیب کام کر گئی تھی۔ نئے مری بو نہیں پاسکے تھے۔  
لیکن ریلوے اسٹیشن اب بھی پانچ میل پر تھی۔ جنگل ختم ہو چکا تھا۔  
اور ہر طرف تک چھیل میدان نظر آ رہا تھا۔ ایسے میں دن کے وقت بکھٹا  
خطرے سے ڈالی نہ تھا۔

ٹرک کے دھوکہ داروں ایک غلام نظر آ رہا تھا۔ اس میں ایک غلام  
ہاؤس اور تین بڑے بڑے ٹریلر تھے۔ میں نے پہلے اس پر زیادہ دھیان  
نہ دیا لیکن جب میں نے ایک شیڈ (SHED) میں سے ایک نوجوان عورت  
کو نکلتے دیکھا تو سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی ٹوکری تھی  
جس میں شاہ تر بوڑھے ہوئے تھے۔

مجھ اتنی دور سے اس کی شکل تو ٹھیک طرح اُتر نہ آئی تھی۔ لیکن اتنا  
غور نظر آیا کہ وہ بوڑھی تھی۔ میں نے لچائی نظروں سے تر بوڑوں کی طرف  
دیکھا اور میرے منہ میں پانی بھرا ہوا۔ میں نے ملے کیا کرات کے اندر میرے  
میں چند تر بوڑھے لادے گا۔

شاہراہ پر کافی ٹریفک تھا۔ لیکن اس میں زیادہ تر ٹریلر تھے جو کہ  
ادک لیڈ سٹی کی طرف تر بوڑے جا رہے تھے۔ کبھی کبھار کوئی کار بھی نظر  
آ جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ موٹر سائیکل پر گشتی پولیس کا سپاہی بھی چہرہ  
کار لے رہا تھا۔ ایک بار مجھے ایک پولیس کار بھی دکھائی دی۔  
وقت گزر رہا تھا۔

مجھ بچے کے قریب ایک گرد آلود فستہ وال ٹرک شاہراہ سے غلام ہاؤس  
جانے والی کچی سڑک پر مڑا۔ یہ ٹرک تر بوڑوں سے لدا تھا۔ اندر جا کر

وہ ایک شید کے پاس رک گیا۔

فارم ہاؤس سے وہی لڑکی باہر نکلی۔

شک میں سے دوسرا اترے۔ ان میں ایک، جوان اور ایک ادھیڑ تھلے تھلے  
واپس فارم ہاؤس میں چلے گئے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ اب وہ رات کے کھانے  
کے لئے بٹھائے گئے۔ اس خیال نے ہی مجھے بے چین کر دیا۔ مجھے بھوک لگ رہی

تھی اور ایک مہینے سے میں فارم ور تھو کے بد مزہ کھانے پر زندہ تھا۔  
دو گھنٹے اور گزر گئے۔ سورج ڈوب گیا۔ آسمان پر تارے نکل آئے

شک اب سنبھان گئی۔ بہت دیر سے گشتی پولیس کا سپاہی بھی نظر نہیں  
آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب فارم ہاؤس چلنا چاہئے۔

میں نے شک کے قریب پہنچ کر فارم ہاؤس کا جائزہ لیا۔ فارم ہاؤس  
کی ایک کھڑکی سے روشنی آرہی تھی۔ میں نے شام سے یہ دیکھنے کی کوشش  
کی تھی کہ کہیں دیاں کوئی کتا تو نہیں لیکن مجھے کوئی کا نظر نہیں آیا تھا۔ میں  
نے دوڑ کر شک پار کی اور فارم کی طرف جانے والی کچی شک پر چل دیا۔  
فارم کا چٹاٹک بند تھا۔ میں چٹاٹک پر چڑھ کر اندر چلا گیا۔ اور فارم

ہاؤس سے دور ایک شید کی طرف بڑھا۔  
شید کے کھلے دروازے کے پاس میں کچھ دیر کھڑا رہ کر آہٹ لیتا رہا۔

اندسے تربوزوں کی ہلک آرہی تھی۔ میں اندر چلا گیا۔

میرے پاس چاقو نہ تھا۔ لیکن میں نے ہاتھوں سے ہی توڑ کر تربوز کھانا  
شروع کر دیئے۔ تربوز کے میٹھے رس اور نرم گوشت نے میری بھوک اور پیاس  
عدوں کو مٹھیں کر دیا۔

میں اتنا اٹک چکا تھا کہ میری آنکھیں خود بخود بند ہوئی جا رہی تھیں۔ میں  
نے سوچا کہ ریلوے لائن تک آخری پانچ میل طے کرنے سے پہلے کچھ آرام کر لیتا  
بہتر ہو گا۔



انجام ہوس  
۲۵  
میں نے ترموزوں کے ایک ڈھیر کے نیچے جگہ بنائی اور لیٹ گیا۔ مجھے فارم ہاؤس  
میں بچتے ہوئے ریڈیو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جو کہ ڈانس میوزک بجا  
رہا تھا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ فارم درختوں سے بہت چھوٹا تھا۔  
اب تک تو قسمت نے ساتھ دیا تھا کیا میں اس طرح ترین پر پڑھنے میں بھی  
کامیاب ہو جاؤں گا؟ یہی سوچتے سوچتے میری آنکھ لگ گئی۔  
اچانک میں چونک کر جاگ گیا۔ میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ محلے  
دروازے سے دور کی پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ سورج کافی اوپر  
اچھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں دس گھنٹے سے زیادہ سوٹا رہا تھا۔ رٹرک  
پر موٹروں اور ٹرکوں کا آنا جانا شروع ہو گیا تھا۔ اب میں دن کے  
وقت ریلوے لائن کی طرف جانے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ جیل کی چار  
خانے والی پوشاک میں میں فوراً پہچان لیا جاتا۔ پھر مجھے فارم ہاؤس  
کی طرف سے آوازیں اور ہلچل محسوس ہوئی۔ ذرا دیر بعد مجھے گوشت تلنے  
کی مہک آئی۔

میں شید کے اندر دہکا خاموش بیٹھا رہا۔ آدھ گھنٹہ اور گزر جانے  
پر فارم ہاؤس سے وہ دونوں مرد اور وہی لڑکی باہر نکلے۔ لڑکی سترہ  
ماہ کا رہ سال کی رہی ہوگی۔ دھوپ میں مجلس کر اس کی رنگت گہری  
ہو گئی تھی۔ وہ خوبصورت نہیں کہی جاسکتی تھی لیکن اس کے جسم کی بناوٹ  
متناسب اور دلکش تھی۔

تینوں کچے دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر دونوں مرد ٹرک پر بیٹھ کر باہر  
چلے گئے۔ اور لڑکی واپس اندر چلی گئی۔

میں نے چند ترموز اور کھائے اور ایک طرف پڑے لکڑی کے بکسوں  
کے ڈھیر کے نیچے خیمہ کر بیٹھ گیا۔

مجھے اس شید میں رات گزر رہا تھا۔ اور موجود حالات میں یہ بڑا اذیتنا تھا۔

یہاں رہنا ایک طرح سے میرے لئے ٹھیک ہی تھا۔ وقت گزرا سہ کے ساتھ، میری تلافی کی شدت بھی کم ہونے والی تھی۔

میں نے ایک بوری کو تہہ کر کے تنگی بنایا اور لیٹ کر کچہ دیر اونگھ گیا۔ لیکن ایک گھنٹہ بعد، میری آنکھ کھل گئی۔

شد میں کوئی تھا۔

مجھے کسی کے چلنے کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ میں نے عسرا انداز میں سر اٹھا کر دیکھا۔

لاٹری تریبونوں کو ان کی جسامت کے حساب سے الگ الگ ڈھیروں میں رکھ رہی تھی۔ وہ کافی چرب۔ کار معلوم ہوتی تھی کیونکہ اُس کے ہاتھ تیزی سے چن رہے تھے۔ اس کی پشت میری طرف تھی۔ اس کے لیے بال اس کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

میں خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اُسے اپنی طرف غائب کر کے موجودگی ظاہر کرنا میرے حق میں بہتر ہوگا یا نہیں۔ لیکن شاید اس کی فحشی جس نے اُسے اس دلا یا کہ کوئی اُسے دیکھ رہا ہے۔ ایک لمحے کے لیے اس کے ہاتھ ڈب گئے۔ لیکن وہ جلدی ہی دوبارہ کام کرنے لگی۔ اس بار اگلے ہاتھوں میں چلی سی پھرتی رہی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ وہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔ کیونکہ تریبونز اُس کے ہاتھ سے چمکے جا رہے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اگر جلد ہی میں نے کچھ نہ کیا تو شاید وہ جتنی بھی باہر نکل جائے۔ میں اس کی حرکات سے اس کے ذہنی تناؤ کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ اچانک میں نے نرم لہجے میں کہا: ڈرو مت بے بی! اور آٹھ کرکھڑا ہو گیا تاکہ وہ مجھے دیکھ سکے۔

ٹڑکا تیزی سے میری طرف مڑا۔ مجھے اس کا حالت دیکھ کر اُس پر بہت غصہ آیا۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے چپنے کی کوشش کی۔ لیکن

اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔

شاید میں بہت فونناک نظر آ رہا تھا۔ میرے دو دونوں سے دائرہ نہیں بنائی تھی۔ میرا جسم گرد و غبار سے اٹا پڑا تھا۔ ویسے بھی میں لمبا چڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھے دیکھ کر بے حد خوفزدہ ہو گئی ہے۔

میں انھیں کوئی نغصاں نہیں پہنچاؤں گا۔ میں نے کہا۔ لڑکی مجھے بیٹھے بیٹھے دیوار سے جا لگی تھی۔ اس نے منہلی جین اور سفید ورنج کا ڈیو اے شرٹ پہن رکھی تھی۔ تیزی سے سانس لینے کی وجہ سے اس کی جھوٹی جھوٹی چھاتیاں اٹھتی گرتی نظر آ رہی تھیں۔

میرے قریب مت آنا۔ اس نے کہا۔

اس بات کا مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں خوفزدہ کر دیا۔ درحقیقت تم نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ میں نے کہا۔ میں مارن درتھ سے بھاگا ہوا قیدی ہوں۔ وہ لوگ میری تلاش میں ہیں۔ کیا تم میری مدد کرو گے؟ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ شواغیاتی باہر نہ جوڑ پڑے۔ اس نے میں نے مزید کہا۔ میں بہت جھوکا ہوں۔ مجھے کیڑوں کی بھی ضرورت ہے کیا تم میری مدد کرو گے؟

لڑکی اپنے خوف پر قابو پا چکی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ بحال ہو چلا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے پوچھا۔

میں بہت جھوکا تھا اس لئے تربوزوں کی لاپٹ میں رات یہاں چلا آیا۔

بعد بھرے وقتوں کی طرح پڑ کر سو گیا۔ میرا ارادہ ریلوے لائن تک جانے کا ہے۔ لیکن میں اندھیرا ہونے سے پہلے نہیں جاسکتا۔

لیکن وہ لوگ ریل لائن پر نظر رکھے ہیں۔ اس نے اٹھری سانسوں

کے ساتھ کہا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ میری طرف تھی۔

رات میں نے ریڈیو پر سنا تھا کہ وہ بولی کہ ان کا خیال ہے کہ تم ریلوے

لائسنس کی طرف ہی جاؤ گے۔

تب تو مجھے کوئی اور راہ تلاش کرنی ہوگی، میں نے کہا: میں تمہیں پریشان

نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اگر تم نے میری مدد نہیں کی تو میرا بیڑا غرق ہو جائے گا۔

وہ مجھے کافی دیر تک ٹھہرتی رہی۔

میں تمہاری مدد کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ صرف میری وجہ سے کسی شخص

کو واپس دہان بھیج دیا جائے۔ تمہیں بھوک لگی ہے؟

گوشت کی ہلک تو سبدا اشتہا انگیز تھی۔ میں نے کہا۔

اس کے چہرے پر پھینکی سی مسکراہٹ آگئی۔

تم ہمیں انتظار کرو، اس نے کہا۔ اور فارم ہاؤس کی طرف چلی گئی۔

میں اُسے دیکھتا رہا۔ میں نہیں فانتا تھا کہ وہ میری مدد کرے گی یا نہیں

کو بلائے گی۔ لیکن میرے پاس کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ اگر وہ پولیس کو بلاتی

تو میری بدقسمتی ہوتی۔

میں شڈ میں ٹپکتا رہا۔ عین جب کہ میں اُسے دیکھنے کے لئے نکلی ہی رہا تھا

کہ وہ آئی ہوئی نظر آئی۔ اس کے ہاتھ میں گرم پانی کی ماسی ایک تولیہ۔ صابن

اور داڑھی بنانے کے سامان کے علاوہ کپڑوں کی ایک گھڑی بھی تھی۔

میں تمہارے لئے کھانا بنا رہی ہوں، اس نے کہا۔

اس منٹ بعد وہ ایک بڑے اٹھلے واپس آئی۔ اُس نے میرے لئے

چھ انڈے کچھ گوشت کے قتلے اور کافی بنائی تھی۔

اس دوران میں شیوہ فرہ سے نارغ ہو چکا تھا۔ اور اس لڑکی کے

لائے ہوئے سوٹ میں ملبوس تھا جو کہ شاید اس کے بھائی کا تھا۔ سوٹ

مجھے کچھ تنگ تھا اور پرانا بھی تھا لیکن میں نے پروا نہیں کی۔ غاری درخت

کے جیل والے لباس سے بیٹھا چٹا کر میں بچہ خوش تھا۔

وہ مجھے کچھ دیر تجسس نگاہوں سے گھور رہی رہی۔ میں اطمینان سے کھانا کھانا رہا۔ وہ میرے قریب ہی بیٹھی تھی۔

”تم کس طرح فرار ہوئے؟“ اس نے پوچھا۔ میں نے تو پتہ چھا تھا کہ اس جیلخانے سے فرار ہونا ناممکن ہے۔

میں نے اُسے پوری روداد سنائی۔ شروع سے۔ کہ کس طرح میں نے جیلوں کے لئے رائے کے ساتھ مل کر ڈاکر ڈالنے کی کوشش کی۔ کس طرح میں نے رائے کو بچایا اور کس طرح میں اس جہنم سے نکلنے میں کامیاب ہوا۔ آخر میں پکڑا گیا۔ میں نے آخر میں کہا: ”تو وہ مجھے ماری ڈالیں گے۔ وہ مجھے ایک کوٹھری میں بند کر دیں گے۔ جہاں تین گارڈز کوڑے مار مار کر میری کھال الگ کر دیں گے۔ یہ دستور کم سے کم ایک ہفتے تک چلے گا۔ میں نے کچھ لوگوں کی اس جگہ ٹٹ بٹے دیکھی ہے۔ ایک آدمی کی تو ایک آنکھ ہی نکل گئی تھی اور دوسرے کا ہاتھ ڈٹ گیا تھا۔“

اس نے گہری سانس لی اور کانپ لگی۔

”سکین میں گرفتار ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا“ میں نے کہا۔ ان کے ہاتھوں پٹرن سے مر جانا بہتر ہو گا۔

تب تک میں نے کھانا ختم کر لیا تھا اور اس کے لئے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ جلا رہا تھا۔ اب میں خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ تمہیں ریلوے لائن کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ بولی۔ اگر تم ادک ایجنڈر ہی جانا چاہتے ہو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔

”میں وہیں جانا چاہتا ہوں۔“

”ایک گھنٹے بعد ایک ٹرک پر تریبوز شہر جانے کے لئے آئے گا۔ وہ بولی۔ ٹرک ڈرائیور کھانا کھا رہا ہو گا اس کا نام دلیپ ہے۔ وہ روزانہ آتا ہے۔“

اودھیں کھانا کھاتا ہے۔ جب وہ کھانا کھا رہا ہوگا۔ تم اسے ٹرک میں چپ جانا۔ وہ ادک لینڈ مارکیٹ میں جائے گا۔ ٹرک ایک جگہ روک کر وہ پیچھے وصول کرنے لگتا ہے۔ تم اس وقت جیکے سے اتر کر غائب ہو سکتے ہو۔ اس طرح میں ادک لینڈ بیچا۔ مجھے ذرا بھی دقت نہ ہوئی۔ ٹرک کمانے سے پہلے لڑکی نے اپنی کل پونجی یا پانچ دالر مجھے دی۔ اس نے مجھے سگریٹ کے دو پیکٹ بھی دئے۔ اس نے مجھے خبردار کیا کہ میرے پاس زیادہ دقت نہ ہوگا کیونکہ اس کا بھائی واپس آتے ہی دیکھ لے گا کہ اس کا سوٹ غائب ہے اور تب اُسے حقیقت بتانی پڑے گی۔ اس لئے مجھے ادک لینڈ سے فوراً ہی کہیں اودھانا ہوگا۔ لیکن میرے پاس چھ سات گھنٹے تو تھے کیونکہ اس کا باپ اور بھائی شام ہی کو واپس آتے تھے۔

میں نے اسکا سگریٹ ادا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے یہ عرف اس سے کیا کہ وہ مجھے فارن ورلڈ واپس نہیں بھیجنا چاہتی تھی اور دوسرے یہ کہ اس کی رائے میں مجھے کافی سزا مل چکی تھی۔

جب ٹرک فارم سے باہر نکلا تو میں نے بکسوں کی آڑ سے اُسے دیکھا۔ وہ نیلی جین اور سرخ دغید قمیض میں ملبوس شیڈ کے قریب کھڑی تھی۔ جب ٹرک شاہراہ کی طرف مڑا تو اس لڑکی نے اپنا ہاتھ اٹھا دیا اور مجھے الوداع کہا۔ میں نے اس لڑکی کی تصویر کو دماغ میں محفوظ کر لیا۔ اس لڑکی کی یاد میں ذہن سے ہرگز فراموش نہ کر سکوں گا!

فارن ورلڈ سے نکلنے کے پانچویں دن میں ٹل کریک (LITTLE CREEK) پہنچ گیا۔ یہ جگہ ادک لینڈ سے تقریباً ایک ہزار میل دور تھی۔

خوش قسمتی سے میں ادک لینڈ اسٹیشن کے باہری سگنل پوائنٹ پر ایک مال گاڑی کے دبے میں بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ بیس گھنٹے کے اس طویل

سفر میں بھوک پیاس سے میری حالت بہت دگرگوں ہو گئی تھی۔ اور میں سوچنے لگا کہ کیا میں اس شہر میں سے زندہ اتر سکوں گا یا نہیں۔

آخر وہ مال گاڑی ٹلل کریک کے اسٹیشن پر آڑکی۔ اور میں کسی کی بھی نظر میں آئے بغیر اسٹیشن سے باہر نکل آیا۔

شام ہو چکی تھی۔ اور موسم بے حد گرم تھا۔ میں اسٹریٹ بھی سنسان نظر آ رہی تھی۔

اس لڑکی کے دیئے ہوئے پیسوں میں سے میرے پاس ڈیڑھ ڈالرنچا تھا۔ میں ایک ہوٹل میں داخل ہوا اور پھر گرادر کافی کا آرڈر دیا۔

مال گاڑی کے اس سفر نے میرا کچھ مزہ نکال دیا تھا۔ میری داڑھی کا پھر بڑھ آئی تھی اور اس لڑکی کا دیا ہوا سوٹ مال دبے کے فرش پر بیٹھنے بے حد گندہ ہو گیا تھا۔ لیکن اس شہر میں مجھے اپنی ظاہری وضع قطع کی ذرا بھی پروا نہ ہوئی۔ یہ شہر تو خود ہی لمبی گزری حالت میں تھا۔

کھاتے وقت میں اپنے مستقبل کے بارے میں جلدی بنانے لگا۔ اگر میں پہاڑی سلسلے کے دوسری طرف ٹروپیکا اسپرنگ (TROPICA SPRING) تک پہنچ جاتا تو شاید میرے گرفتار ہونے کا امکان نہ رہتا۔

ٹروپیکا اسپرنگ اس شہر سے دو میل دور تھا۔ میرے پاس پیسے نہ تھے اس لئے میرے وہاں تک پہنچنے کی امید صرف تبھی تھی جب کوئی ٹرک والا مجھے ہفت دے دیتا۔ کیونکہ مجھ جیسے میلے کچیلے شخص کو کوئی کار میں تو ہر گز سیٹ نہ دیتا۔

کاڈنٹر پر بیٹھا شخص خوش مزاج اور ہنسناک معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا کوئی ٹرک ڈرائیور مجھے پہاڑوں کے پار لیجانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ اس نے انکار میں سر ہلایا۔

• یہاں سے ٹرک تو درجنوں گزرتے ہیں لیکن کوئی رکتا نہیں۔ شاید

انجام ہیں

کوئی تھیں ہفت دے سے مگر اس کا امکان بہت کم ہے :  
اس نے اپنے لئے کافی کا ایک کپ اٹھایا اور بولا :

لیکن پوائنٹ آف نورٹرن (POINT OF NO RETURN) پر تھیں  
ہفت مل سکتی ہے۔ وہاں تقریباً ہر ٹرک کو ٹھہرنا پڑتا ہے کیونکہ اس کے  
بعد پورے پہاڑی سلسلے پر کوئی پٹرول پمپ نہیں۔ وہاں تم کسی سے ہفت  
مانگ سکتے ہو :

پوائنٹ آف نورٹرن - یہ کہاں ہے ؟  
۔ کارل جینسن کی جگہ ہے۔ اس کی پوری زندگی وہیں گزری ہے۔ اس سے  
قبل وہ جگہ اس کے باپ کی ملکیت تھی۔ ایک پٹرول پمپ اور چھوٹا سا ہوٹل۔  
اس کے بعد ایک سو ساٹھ میل تک کوئی پمپ نہیں۔  
۔ یہاں سے وہ جگہ کتنی دیر ہے ؟

۔ پچاس میل :  
۔ میں وہاں کس طرح پہنچ سکتا ہوں ؟ پیدل ؟  
۔ وہ مسکرایا :

۔ نہیں۔ تمہاری قسمت اچھی ہے۔ ہر جنسن تھوڑی ہی دیر میں یہاں  
آنے والے ہیں۔ وہ ہر برسے ماہ کو ہے کا پرانا مال خریدنے اس شہر میں  
آتے ہیں۔ یہاں موٹروں ٹرکوں کے انجنوں کا کراڑا بہت اڑتا ہے۔  
ہر جنسن بہت اچھے آدمی ہیں وہ تمہیں اپنا جگہ تک ہفت دے دیں گے۔  
وہ ہمیشہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں :  
۔ تو وہ کب تک آئیں گے ؟

۔ اس نے دیر پرچی گھڑی پر نظر ڈالی :  
۔ تقریباً آدھ گھنٹے میں۔ تم نہیں ٹھہرو۔ ان کے آنے پر ہی تمہیں اشارہ  
کے دوں گا۔ ایک ہفتی اور چلے گی ؟



• میں ایک کپ اور جینا چاہتا تھا۔ لیکن میرے پاس دام نہ تھے۔  
 • جی نہیں۔ شکریہ۔ اور اگر آپ بڑا نہ مانیں تو میں کہیں بیٹھوں گا۔  
 اس نے ایک کپ میں کافی انڈیلی اور میری طرف کھینکائی۔  
 • شاید تم بہت دیر سے آرہے ہو؟ اس نے پوچھا۔  
 • ہاں۔ میں نے ٹھوڑی کھجائے ہوئے کہا۔ میں اپنے ایک دوست کے  
 پاس ٹھوڑا اسپرنگ میں جا رہا ہوں۔ کافی لمبا سفر کیا ہے میں نے۔ میں اور  
 میرا دوست شرکت میں کاروبار کر رہے تھے۔ یہ سہ ہجانے کسے ہی میں لہٹ  
 مانگ مانگ کر سفر کر رہا ہوں۔

• پیسہ! اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ میرے پاس ہمیشہ  
 پیسوں کی قلت رہی ہے ورنہ میں اس ننھوس شہر میں نہ ہوتا۔ میں اپنے  
 بال بچوں سمیت کسی اچھی جگہ رہتا۔ پیسوں کے بغیر آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔  
 اس نے خاموش ہو کر کھڑکی سے باہر جھانکا جہاں سے ایک بڑی سی  
 کیڑا لاک کار اسی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن کار بغیر رُکے گرد  
 اڑاتی آگے بڑھ گئی۔

• یہ پیسے والے لوگ! اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ یہاں رُکنا پسند  
 نہیں کرتے۔ لیکن میٹر جینس خوش قسمت ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے یہاں  
 ٹھہرنا ہی پڑتا ہے۔ میں شرا دگا سکتا ہوں کہ وہ وہاں اچھی رقم کما رہے  
 ہیں۔

تبھی ایک لمبا چوڑا شخص اندر داخل ہوا۔

• جلدی سے ایک بناؤ مائیک۔ وہ بولا۔ میں جلدی میں ہوں اس نے  
 ایک نظر مجھ پر ڈالی پھر دوسری طرف دیکھنے لگا۔  
 • تمہاری بیوی کہاں ہے؟ اس نے کاوش والے سے پوچھا جو کہ کافی  
 بنا رہا تھا۔ آج دکھا کی نہیں دی؟

• وہ آج دپنٹ ورہ گئی ہے۔ سٹر جنسن کاؤنٹر والے نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے آپ سے بچنے کا بہت افسوس ہوگا:

میں جان گیا کہ یہی شخص کارل جنسن تھا۔ میں نے اُسے غور سے دیکھا۔ اس کا قد چھ فٹ چار انچ رہا ہوگا اور اسی تناسب سے وہ موٹا بھی تھا۔ شکل سے نرم دل اور خوش مزاج نظر آتا تھا۔ اس کی عمر پچاس کے آس پاس رہی ہوگی۔ حالانکہ وہ کافی بھاری بھکم تھا لیکن ادنیٰ قد کی وجہ سے بے ڈول نہیں نظر آتا تھا۔

کارل نے کھڑے شخص نے جکا نام مانیک تھا۔ اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "مخاف کیجئے گا سٹر جنسن! یہ شخص پہاڑوں کے پار جانا چاہتا ہے۔ ہم نے اسے بتایا ہے کہ ٹرک پر لیفٹ ہلنے کی امید صرف پوائنٹ آف نوڈرن پر ہی ہو سکتی ہے۔

جنسن نے میری طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

• ہیلو۔ وہ بولا۔ مانیک صحیح کہہ رہا ہے۔ یہاں تو کوئی ٹرک نہیں آئے گا لیکن میری جگہ انہیں رکنا پڑتا ہے۔ مجھے تمہاری مدد کر کے خوشی ہوگی۔ میں اپنی جگہ تک تمہیں لیفٹ دے دوں گا۔ لیکن آگے تو تمہیں کسی ٹرک ڈرائیور کو راضی کرنا ہوگا۔ وہ آسانی سے تمہیں لے جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ ٹرک پر سواری بٹھانا یہاں تو انہیں کے خلاف ہے۔ کسی ایکسیڈنٹ کی صورت میں ہر جانے کا سلسلہ کھڑا ہو جاتا ہے اسی لئے! میں آپ کی مہربانی کا شکر گزار ہوں، میں نے کہا:

وہ خوش دلی سے ہنسا۔ اور آٹھ کر میری مین کے قریب آگیا۔

• مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی۔ میرا نام کارل جنسن ہے" اس نے

میری طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سے ہاتھ ملایا:

”میں جیک پیٹ مور ہوں“ میں نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔  
 ”تم ٹرو پکا اسپرنگ جا رہے ہو! اس نے پوچھا۔  
 جی ہاں!“

اس نے کافی ختم کی اور کاؤنٹر پر ادا ایلی کر دی۔  
 ”تو تم تیار ہو؟“  
 ”ہاں!“

اس نے مائیک سے ہاتھ ہٹا لیا۔ میں نے بھی مائیک سے ہاتھ ہٹا لیا اور  
 زکاموں ہی نگاہوں میں اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جینسن کے ساتھ باہر آ گیا۔  
 باہر اس کا بھاری ٹرک کھڑا تھا۔ ٹرک میں نوپے کے نٹ بولٹ پڑانے  
 انجن اور ٹرینکروں کے پڑوں کا ڈھیر لدا ہوا تھا۔  
 جینسن ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ میں اُس کے ساتھ والی سیٹ  
 پر بیٹھ گیا۔ ہم دونوں نے کوٹ اُتار دیے۔  
 جینسن نے سگریٹ کا ایک پیلٹ نکالا۔ اور بے بھی ایک سگریٹ  
 پیش کیا۔ جب ہم سگریٹ سلگا رہے تھے تو وہ بولا:  
 ”آرام سے پیچھا جاؤ۔ سفر کچھ لمبا ہے۔“  
 پھر اس نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔  
 شہر سے باہر آنے تک ہم دونوں خاموش رہے۔ پھر وہ بولا:  
 ”تم یہاں پہلی بار آرہے ہو؟“  
 ”ہاں۔“

”میں تو پیدا ہی یہیں ہوا۔ جگہ کافی دیرانی ہے یہاں گری بھی بہت  
 جاتی ہے۔ سکین بچے پسند ہے۔ تم کہاں سے آرہے ہو؟“  
 ”لوک لینڈ سے۔“

”تم گاؤں کے رہنے والے تو نہیں نظر آتے۔ اگر بُرا نہ مانو تو میں بے پوچھنے

کی جہانت کروں کہ تم کیا کرتے ہو؟

”تلے بنانے کے دھندے میں ہوں۔ میرا! آپ بھی یہی کام کرتا تھا۔۔۔“

”تلے؟ تمہیں لوسے کی کچھ جانکاری ہے؟“

”ہاں۔ بخوری اور قفل سازی میں فولاد کے بارے میں جانکاری

ہوتی ہی چاہئے۔“

ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”ہم جس علاقے سے گزر رہے تھے وہ ریگستان ہی نظر آ رہا تھا۔“

دھول اڑا کر اندر تک آرہی تھی۔“

”تم کارانجن کے بارے میں بھی جانتے ہو؟“ اس نے کافی دیر بعد پوچھا۔

”ہاں“ میں نے جواب دیا۔ میں حیرتھا کہ وہ یہ سب سوالات کیوں کر رہا

ہے۔ میں کارانجن کھول لیتا ہوں۔ اور ایک بار میں نے اپنے باپ کی

پڑائی نوڈ کے لئے بلسنڈر ہیڈ بھی بنایا تھا۔“

”اس نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔“

”تب تو تمہیں موٹروں کی فامی جانکاری ہے؟“ اس نے کہا۔ کیا تم

ٹرویکا اسپرنگ میں ہی رہنے کا پلان بنا رہے ہو؟“

”ہاں“ میں نے جواب دیا۔ میں اس کے ان سوالات سے پریشان ہو

چلا تھا۔

دور آسمان میں ایک تنہا عقاب اڑتا نظر آ رہا تھا۔ بڑا بے حد گرم

تھی۔

”وہاں تمہیں کام مل جائے گا؟“ اس نے پوچھا۔ یہ میں اس لئے کہہ

رہا ہوں کہ اگر تمہیں کام کی ضرورت ہو تو میں تمہیں کام دے سکتا ہوں۔“

”کس طرح کا کام؟“ میں نے پوچھا۔“

”مجھے ایک ایسے اسپیشٹ کی ضرورت ہے جسے موٹروں اور انجنوں

کی معلومات ہو۔ پچھلے دو سال سے مجھے اور لولا کو بہت کام کرنا پڑ رہا ہے۔ لولا میری بیوی ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ ایک مددگار رکھ لیا جائے۔ تمہیں دیکھ کر مجھے لگا کہ ہم دونوں کی بڑی بیٹھ جائے گی۔ ایک بات بتا دوں کہ یہ جگہ ویران ہے اور تمہیں ٹائمٹ ٹرسٹ بھی دینی ہوگی۔ میرا مطلب ہے باری آنے پر۔ نزدیکی شہر وینٹ ورثہ ہے بیس میل دور۔ لیکن کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ لولا کھانا بہت اچھا بناتی ہے۔ اٹالین ہے وہ۔ تمہیں اٹالین کھانا پسند ہے؟

ہاں۔

تب ذرا اس کی بنائی ہوئی چیزیں چک کر دیکھنا! رہنے کے لئے تمہیں ایک کیمپ مل جائے گا۔ اس میں ایک ریڈیو بھی ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس ایک ٹائیڈلٹی وی سیٹ بھی ہے وہ میں تمہیں دے دوں گا۔ اس نے میری طرف پُر امید نظروں سے دیکھا۔ اور اس کے علاوہ تمہیں چائیس ڈالرفی ہفتہ تنخواہ بھی دوں گا۔ وہاں خرچ کرنے کی کوئی جگہ نہیں اس لئے تم یہ رقم پس انداز کر سکو گے۔ میں ایک لمحہ بھی نہ ہچکچایا۔ اس کے یہاں چند ماہ کام کرنے اور کچھ رقم بنا لینے کے بعد میں کہیں اور جا سکتا تھا۔ مجھے منظور ہے۔ میں نے کہا۔

”تو بیٹے تمہیں کام مل گیا۔ اس نے اپنا بھاری ہاتھ میری ٹیٹھ پر مالتے ہوئے کہا۔“

## باب ۴

پوائنٹ آف لورٹرن کی پہلی تھلک میں نے تب دیکھی جب ٹرک ایک چھوٹی پیاز کی جھونک کے دوسری طرف کی ڈھلان اترنے لگا۔ سامنے دور تک منسلح میدان نظر آ رہا تھا۔ زمین رقبیل تھی اور دیت کے ذرات سوچ کی ڈھلتی روشنی

میں چمکتے نظر آ رہے تھے :

” وہ رہی : جنسن نے خوش ہو کر کہا ” میری جگہ ! :

وہاں ایک چھوٹا بنگلہ ۔ وہ چھوٹے شہد ایک بڑا شیڈ اور تین پٹرول پمپ لگے تھے ۔ سڑک کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا کیبن تھا ۔ عمارتیں نیلے رنگ سے رنگی گئی تھیں :

وہ دوسری طرف والا کیبن تمہارے لئے ہے ، جنسن نے کہا ” میں وہیں پیدا ہوا تھا ۔ اُسے میرے والد نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا ۔ اور یہ بنگلہ میں نے بنوایا ہے ۔ یہاں رہنا بڑی بہت کلام ہے ۔ جگہ دیران ہے اور کلام زیادہ ۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے ایک ایسی عورت مل گئی جو کلام میں میری مدد کرتی ہے ۔ میرا مطلب ہے میری بیوی لولا ۔ اس کے بغیر میرا کام چلنا مشکل ہے ۔ ہمیں رات میں بھی کئی بار پٹرول دیسٹ کے لئے نکلنا پڑتا ہے ۔ سڑک ڈرائیور زیادہ تر رات میں بھی سفر کرتے ہیں کیونکہ موسم خوشگوار ہوتا ہے : دن کے وقت تو بے حد گرمی ہوتی ہے ۔ تمہاری وجہ سے میں بہت مدد مل جائے گی ۔ رات کا ڈیوٹی ہم باری باری دیا کریں گے :

ہم اب دادوں میں پہنچا گئے ہیں ۔ گرمی کے مارے میرے کپڑے پسینے سے بھیگ گئے تھے ۔

” تمہیں شاید گرمی پریشان کر رہی ہے ۔ لیکن فکر مت کرو ۔ راتیں سرد و خوشگوار ہوتی ہیں : اس نے اپنا بڑا سا پنجہ ہارن پھد کھا اور آتے دوبارہ بجایا :

” یہ لولا کے لئے اشارہ ہے کہ میں واپس آ گیا ہوں ” وہ مسکرا کر بولا :  
” وہ مجھے ہمیشہ یہی کہتی ہے کہ بھی آدمی رکھنے کی ضرورت نہیں ۔ اسی لئے اب ملک میں نے کوئی انسٹنٹ نہیں رکھا تھا ۔ تمہیں معلوم ہو گا جبکہ کہ یہ ایشیائی کتنے خبیثی جوتے ہیں ۔ میں بیسوں کے بابے میں ہوشیار رہتا ہوں

جی نے سر ہلایا :

• مستقبل کے لئے پس انداز کر کے فاضل رقم سوج مٹانے میں خرچ کی جاسکتی ہے :

میں نے سختے ہوئے کہا :-

بالکل ٹھیک۔ اس نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ پہلے استقبال کی فکر سبونی چاہئے۔ میں اسکا انتظام کر چکا ہوں۔ اب میرا ارادہ کچھ دیر عیش کرنے کا ہے۔ اب چونکہ تم یہاں ہو گئے اس لئے میں اور لوہا۔ دینٹ درخت کھوٹنے جا سکیں۔

لیکن اُسکی آواز میں شک کا ایک ایسا عنصر تھا جس نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ شاید وہ اپنی بیوی کی ناراضگی کا خطرہ نہیں مول لیتا چاہتا بھی رہے۔  
 لیکن اُسکی آواز میں نے ایک بڑا سا بورڈ دیکھا جس پر تحریر تھا۔  
 پوائنٹ آف نوٹرٹن۔

آپ کو فہرہ ر کیا جاتا ہے کہ آگے ۱۶۵ میل تک کوئی بھی بٹرول پیپ نہیں۔

• ریٹائرمنٹ - گیارہ - سروس - پٹرول : - سامنے ہی  
 بی تین گیس پمپ اور گیارہ کاسٹنگ کھائی دے رہا تھا۔ بجٹے اور

کیسب میں جانے کے لئے چھوٹی چھوٹی روشیں بنی ہوئی تھیں پٹروں پیمپوں کے  
چھ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جو کہ شاید یہاں کا رسلپوراں تھا۔ اور اسی  
سے بلا ہوا وہ خوبصورت چھوٹا سا نمکلا تھا۔ بنگلے کی کچھ کیوں پر نیلے رنگ  
کے پردے لگے ہوئے تھے۔ اور اس کا باہری دروازہ کریم کلر کا تھا۔

”بہت اچھی جگہ ہے“ میں نے کہا۔

”میں کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

”جی ہاں؟“ وہ بولا: ”میں نے اس پر بہت محنت کی ہے اور ہم دونوں  
ملکر اسے اور بھی بہتر بنادیں گے۔ میرے دماغ میں اس بارے میں کئی  
پلانا ہیں۔ اب تک تو سب کچھ مجھے ہی کرنا پڑتا تھا۔

ہم دونوں بچے اترے۔

اگر یہ جگہ میری ملکیت ہوتی اور میں شادی شدہ ہوتا تو ہارن کا اشارہ  
دینے پر ضرور میری بیوی باہر نکل آتی۔ اور میرا استقبال کرتی۔  
لیکن بنگلے یا عمارت میں سے کوئی بھی جینسن کے استقبال کو نہ نکلا۔

عجیب بات تھی۔ لیکن کارل شاید اس کا عادی تھا۔

”تم کیسب میں جاؤ“ اس نے کیسب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور  
فصل ولیرہ سے فارغ ہو لو۔

پھر اس نے میری پسلیوں پر کہنی سے ہٹو کا دیا جس نے مجھے لڑکھڑانے  
پر مجبور کر دیا۔ بھوک لگی ہے؟ تم آؤ۔ میں تمہارے لئے کچھ تیار کرتا ہوں  
”کہاں آؤں؟ میں نے پوچھا۔

اس نے پنچ روم کی طرف اشارہ کیا۔ ”یہاں“ اور بنگلے کی طرف  
بڑھ گیا۔

میں نے کیسب میں جا کر دروازہ کھولا۔ اور لیونگ روم میں داخل ہوا  
مکے میں ضروریات کی ہر شے موجود تھی۔ ایک کونے میں ایک ٹیلی ویژن بھی



رکھا ہوا تھا۔

میں نے کپڑے اتارے اور ہاتھ روم میں گھس گیا۔ شیوکتہ وقت میں نے مونچھوں پر نظر ڈالی اور فیصلہ کیا کہ سوچیں رکھنا میرے حق میں بہتر ہوگا۔ نہادھو کہ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور پھر آئینے میں دیکھا۔ مونچھوں کی وجہ سے میری شکل میں مٹولی کی تبدیلی آگئی تھی۔ اگر اظہارات میں میری تصویر بھی ہو تو مونچھوں کی وجہ سے مجھے پہچانتے میں دقت ہوگی میرے تدرے اظہارات کا سانس لیتے ہو سوچا :

پھر میں غور و خوض پر اگر سرگ بار بنگلے اور شیڈوں کی طرف دیکھا۔ اور اطراف میں نظر ڈالی۔ چاروں طرف سناٹا تھا دور بہت دور پہاڑوں کا سلسلہ تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے پہلی بار تحفہ کا احساس ہوا۔ پوئیس مجھے ادک لٹڈ یا اور نزدیکی شہروں میں تلاش کر رہی ہوگی۔ کسی کے خیال میں بھی نہ ہوگا کہ میں اتنی دور پہنچ چکا ہوں ؟

میں نے سرگ بار کی اور لچے آدم میں آگیا۔ یہی یہاں کاربیسٹوریاں تھا کادٹر کے سامنے دس اسٹول لگے تھے۔ اور دیواروں کے ساتھ ساتھ پانچ میزیں لگی تھیں۔ شاید ان کے لئے جنہیں جلدی نہ ہو۔ کادٹر کے ساتھ ایک الماری میں ہیر اور سوڈے کی بوتلیں رکھی تھیں۔ کادٹر کے ایک طرف شیشے کے جار میں مختلف قسم کی پیٹریاں رکھیں تھیں۔ ایک دوسری الماری میں گلاس۔ نمک دانیاں۔ چٹنی کی بوتلیں۔ چاقو۔ چھری اور کانٹے وغیرہ قرینے سے لگے تھے۔ دیوار پر ایک بورڈ مندرجہ ذیل منبوتا ہوا تھا

آج کی اسپیشل ڈش

۱۰ تلی ہوئے چکن :

۱۱ گوشت کے قتلے :

(۱۷) جھٹی ہوئی پھل :

(۱۸) فردٹ پیڑی :

کادڑا کچھ ادم کھلے دروازے سے پیاض تلنے کی ہلک آرہی تھی ۔  
میرے منہ میں پانی بھر آیا ۔ میں کاؤنٹر پر دستک دینے ہی والا تھا  
کہ جینسن کی آواز سن کر رُک گیا :

دیکھو لولا! اب زیادہ خور تھانے کی ضرورت نہیں ۔ میں جانتا ہوں  
کہ میں کیا کر رہا ہوں ۔ یہ جوان یہاں کا نرئال رکھا کرے گا ۔ اور ہم دونوں  
بچتے میں دو بار وینٹ درخت گھوم آیا کریں گے ۔ بچے تمہارا تنہا جانا  
پسند نہیں ۔ کسی تنہا عورت کے لئے وینٹ درخت اچھی جگہ نہیں :  
" آخر فراموش کیا ہے وہاں :

عورت کے بچے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اٹالین ہے ۔ اس کی آواز  
تیز اور بلند تھی ۔

" تم ایک شادی شدہ عورت ہو ۔ اور وہاں بے شمار لفنگے پھرتے رہتے  
ہیں :  
" تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں وینٹ درخت میں غیر مردوں کے ساتھ گھومتی  
ہوں ! :

" نہیں ۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ تمہارا تنہا جانا ٹھیک نہیں ۔  
اس آدمی کے آجانے سے ہم دونوں اکٹھے جا سکیں گے ۔ اور یہی ہم چاہتے  
ہیں ۔ ہے نا ؟ :

" میں تو صرف ایک چیز چاہتی ہوں وہ یہ کہ یہاں کوئی اجنبی نہ آئے  
میں تم سے کئی بار کہہ چکی ہوں :

" کہہ لو جی پیو لکھی آدمی رکھے بخیر گزارہ ہی نہیں ۔ کل رات تمہیں کتنی  
بار اٹھا پڑا تھا ؟ چھ یا سات بار ۔ تمہیں نیند کی ضرورت ہے ۔

اس آدمی کی وجہ سے ہمیں کافی آرام ملے گا۔ ہم دونوں بچہ دیکھتے ہی جا  
سکیں گے۔۔۔۔۔ ٹھیک رہے گا نا؟

• میں تم سے کتنی بار کہوں کہ مجھے یہاں کسی اجنبی کی آمد پسند نہیں ہے۔  
اسکی آواز میں غصہ تھا۔ وہ یہاں مفت میں تو کام نہیں کرے گا۔ یہ تم  
شاہ فریح کب سے ہو گئے ہو؟

• مجھ پر چیخنا بند کرو۔ اُسے چند دن رکھ کر دیکھ لیتے ہیں اگر تمہیں پسند  
نہ آیا تو جلتا کر دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ تم اُسے پسند کر دو گی۔ اب یہ بحث  
بھڑد۔ کچھ کھانے کے لئے ہے؟

• کون جانے یہ آدمی کیسا نکلے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری غیر موجودگی میں  
وہ ہماری رقم لے کر فرار ہو جائے۔ تم تو پاگل ہو گئے ہو۔  
میں نے سوچا کہ انہیں اب اس بات کا احساس دلانا چاہئے کہ میں یہاں  
آگیا ہوں۔ میں دے پاؤں دروازے تک گیا اور اُسے کھول کر اندر سے  
بند کر دیا۔ پھر میں ہماری قدموں سے چلتا ہوا کاؤنٹر کے قریب آیا۔  
کوئی ہے؟ میں نے آواز لگائی۔

فصیلی آواز میں اچانک تم گئیں۔ ایک لمحہ جینسن کچن سے باہر  
نکلا۔ اس کا موٹا خوش مزاج چہرہ سُرخ تھا۔ اور آنکھوں میں پریشانی  
کے آثار تھے۔

• آگئے؟ وہ مجھے دیکھ کر بولا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ مجھے  
پسندیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ شاید غفلت کرنے اور دائرہ بنانے کے  
بعد میں قابل قبول نظر آ رہا تھا۔  
• کیسی کیسا ہے؟ کسی ہنر کی کمی تو نہیں ہے۔

• جی نہیں، میں نے کہا۔ مجھے زور دہن کی جھوک لگ رہی تھی۔ اور  
یہ جگہ بھی بہتر ہے۔ سٹر جینسن۔ سچ پچ آپ ایک بہترین جگہ کے مالک

اس نے اتفاق میں رہ لایا لیکن اب اس کی نگاہوں میں وہ جوش نہ تھا۔ شاید بیوی سے جھگڑے کی وجہ سے اس کا موڈ اب تک خراب تھا۔

وہاں .... اچھی جگہ ہے۔ اس نے اپنا جیڑا کھجاتے ہوئے کہا: تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی۔ تمہارے لئے کچھ انتظام کروں۔

میری فکر مت کرو میں مسٹر جنسن! صرف مجھے بتا دیں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

تمہارے میں ابھی اپنی بیوی سے بات کرتا ہوں۔

مجھے اس کی حالت پر ترس آنے لگا۔ وہ کافی گھبرایا اور پریشان نظر آ رہا تھا۔ وہ کچن کی طرف بھاگا تھا کہ باہر پچپ کے سامنے ایک پیکارڈ کار آکر رُک۔ ڈرائیور نے ہارن بجایا۔

”میں دیکھوں؟“ میں نے پوچھا۔

”نہیں میں جا رہا ہوں۔ پہلے تم کچھ کھا لو پھر کام شروع کرنا۔“

وہ باہر نکل گیا۔ میں کھڑکی سے اسے۔ پٹرول ڈالتے دیکھتا رہا۔

تھی ایک آہٹ سن کر میں پیچھے مڑا۔

کچن کے دروازے پر ایک عورت کھڑی تھی وہ مجھے پُر تجسس نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

اس کے بال سُرخ رنگ کے تھے۔ اس کے ہونٹ کچھ مڑے اور دہانہ ضرورت سے زیادہ بڑا تھا لیکن بھر بھی وہ بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا سڈول اور خوبصورت جسم کسی بھی مرد کے جسم میں سنسنی پیدا کر سکتا تھا۔ مجھے بھی وہ اچھی لگی۔

اس نے ایک سفید لبادہ پہن رکھا تھا اور جب اس نے ذرا سی حرکت کی تو میں نے اندازہ لگایا کہ اس نے لبادے کے اندر کچھ بھی نہیں پہن رکھا تھا۔ اس کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ آنکھیں سبز اور جسم کی رنگت پرانے ہاتھی دانت کی طرح تھی۔

وہ کچھ بھی نہ بولی :

کچھ دیر ہم خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اسی وقت جنس جیسی سہولت ہنسی بنستا اندر داخل ہوا اور جبکہ اس سے متعارف کرایا :  
اس نے سر بلا پر حرف اکتفا کی۔ اس کی سبز آنکھوں میں سرکشی کے آثار تھے :

”اے نبوک لگی ہے“ آفر جنسن نے کہا۔ ”کچھ مل سکتا ہے؟“  
”لائی ہوں“ اس نے جذبات سے عاری ہنپے میں کہا۔ اور منہ کرکچن میں داخل ہو گئی :

چلتے وقت اس کے کولھے بجای انگیز انداز سے ہل رہے تھے۔ مجھے اپنے جسم میں ایک سنسنی کا احساس ہوا۔ اس عورت میں غضب کی جنسی کشش تھی :

میں نے دو مال نکال کر چہرے کا پسینہ پونچھا :  
”گرمی بہت ہے نا؟“ جنسن مسکرایا اور بولا :  
”ہاں“ میں نے بھی جواب دیا چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا :

جب جنسن اور میں ٹرک سے سامان اُتار رہے تھے تب اس نے اپنی بیوی کی بات چھیڑ دی :

شام کے وقت میں نے اپنی زندگی کا بہترین کھانا کھایا تھا۔ وہ دو بڑی پلیٹوں میں ہمارے لئے کھانا لائی تھی اور اُسے دکھ کر بغیر کچھ کہے کچن میں لوٹ گئی تھی :

کھانا کھاتے وقت میں نے جنسن کا موڈ بحال کرنے کے لئے پوچھا تھا کہ مجھے یہاں کیا کام کرنا ہوگا۔

اس نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے گیراج کی دیکھ بھال اور پمپ پر کام کرنا

ہوگا۔ تاکہ وہ اور لولائی دم پر پوری توجہ دے سکیں۔ مجھے ہفتے میں دو روز نامٹ شیٹ دینی ہوگی۔ اگر کوئی مرمت کا کام آگیا تو وہ بھی مجھے دیکھنا ہوگا۔ اس کے علاوہ مجھے باہری حصے کی صفائی بھی کرنی ہوگی۔ تم کافی مصروف رہو گے جیک۔ اس نے کہا تھا، لیکن اس گری میں کچھ نہ کچھ کرتے رہنا اچھا ہے۔

میں نے اسے جواب دیا کہ یہ میرے لئے ٹھیک تھا۔ میں خود اپنے آپکو مصروف رکھنا چاہتا تھا۔ تاکہ میرا دھیان تجن کی طرف سے ہٹ کے جی ہاں۔ اس عودت میں اتنی کشمکش تھی۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے مجھے بچ دکھایا تھا اور سمجھایا تھا کہ وہ کیسے کام کرتا ہے اور گلاب کے آٹے پر مجھے کیا کرنا چاہئے اس کے علاوہ اس نے مجھے پیٹرول اور تیل کے نرخ بھی بتائے۔

اس کے بعد اس نے مجھے کہا کہ میں سامان اتارنے میں مدد کروں۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور گرمی بھی کم ہو گئی تھی۔

سامان اتارنے وقت میں فوش تھا کہ تھوڑی درزش ہی نصیب ہوگئی

مال گاڑی میں دو دلوں کے سفر نے مجھے اگڑا کر رکھ دیا تھا۔

، تمہیں لولا کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بولا۔ دراصل وہ اپنی

مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں ہونے دینا چاہتی۔ وہ شروع سے ہی اس بات

کے خلاف رہی ہے کہ یہاں کوئی آدمی رکنا جائے۔ نہ جانے کیوں؟

یہ تو عورتوں کی خاصیت ہے کہ کوئی نہ کوئی بات لیکر ضد پکڑ لیتی ہیں؟

اس نے ایک لمحہ رک کر میرے چہرے کے تاثرات کا اندازہ لگانے کی

کوشش کی۔ تم اس کی کسی بات کا خیال نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے وہ چند

دن تھک چلائے رہے لیکن بعد میں ٹھیک ہو جائے گی۔

میں خاموش رہا۔ میرے پاس کہنے کے لئے تھا بھی کیا؟



ہم نے ٹریڈ کے انجن کا ایک بھاری جہتہ بچے اٹارا۔ میں جینسن کی جسمانی قوت سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے اتنے بھاری بوجھ کو اس طرح اٹھایا تھا گویا وہ کوئی کھونا ہو۔ جب ہم اس مشین کو ٹریڈ میں لے جا رہے تھے تو اس نے کہا "تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ بہت خوبصورت ہے نا؟"

ہاں میں نے کہا "ہم نے مشین ٹریڈ میں رکھ دی ہے۔ اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکیٹ نکالا اور ایک مجھے بھی آفر کیا۔ ہم دونوں نے سگریٹ سلگائے۔ اس نے کہنا شروع کیا: ہماری ملاقات بھی عجیب طرح ہوئی تھی۔ دو سال پہلے وہ یہاں بس سے اتری تھی اور سیدھی لٹچ روم میں آئی۔ اس وقت میں بہت ادا اس تھا۔ میری پہلی بیوی انھیں دونوں میں فوت ہوئی تھی۔ اور میں تنہا سب کام سنبھال رہا تھا۔ کھانا بھی میں ہی بناتا تھا حالانکہ وہ اتنا اچھا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے مجھے کہا اور ایک ہمرگرن فرمائش کی۔ مجھے اس ملاقات کی ایک ایک بات یاد ہے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اس نے اس دن سبز رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ بس یہاں بیس منٹ رکتی ہے۔ تاکہ مسافر ناشہ پانی کر لیں۔ بس کے تمام مسافر لٹچ روم میں آگئے۔ اور مختلف چیزوں کا آرڈر دینے لگے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انھیں کیسے بنیادوں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی لوگوں کو آرڈر کی اشیا دے رہی ہے۔ میں اُسے بتاتا جا رہا ہوں کہ فلاں چیز کہاں ہے باقی مرارا کلام وہ ہی دیکھتی رہی۔ بس کے جانے سے پہلے تمام مسافر کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ یہ سب سنبھالنا میرے بس کی بات نہ تھی۔ اسے دیکھ کر میرے دل میں وہی خیال آیا جو تمہیں دیکھ کر آیا تھا۔ میں نے اُسے کام کی پیشکش کی۔

وہ اس مشین کے پاس بیٹھ گیا اور ایک پُرزے کو کھولنے لگا۔  
تمہاری طرح اس نے بھی میری پیشکش قبول کر لی۔ بس اس کے بغیر لگے

انجام ہو کر  
جرم گئی۔ میں نے اُسے بھی تہارے رہنے والا کیسوں دیا۔ اُسے کام کرتے ہوئے  
چند منٹے گزر گئے تو مجھے کچھ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا۔

اس نے نظر میں اٹھا کر میری طرف دیکھا : میں جانتا تھا کہ اس کا یہاں تنہا  
رہنا ٹھیک نہیں تھا۔ وینٹ وہ تھا میں لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دی تھیں۔  
جب بھی وہ یہاں پٹرول وغیرہ لینے آئے تو ہمیں معنی فیز نظروں سے گھورتے  
تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ میں اس عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہوں جبکہ  
حقیقتاً ایسا نہ تھا۔ اس لئے میں نے اس سے صاف صاف بات کر لی۔ میں نے  
اس سے پوچھا کہ کیا وہ یہاں رہنا چاہتی ہے : اس نے جواب دیا کہ ہاں اُسے  
یہ جگہ پسند ہے۔ میں نے اس سے شادی کی پیشکش کی۔ اور کہا کہ اس طرح  
ہم لوگوں کا منہ نہ کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ اُسے مستقبل کی فکر بھی نہیں  
رہے گی۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو یہ جگہ اس کی ملکیت ہوگی۔ وہ مان گئی اور  
ہم نے شادی کر لی۔

اس نے گیر بکس کھولنا شروع کیا۔ میں اس کے پاس کھڑا سگریٹ پیتا  
اور اس کی باتیں سنتا رہا :

یہ میں تمہیں بتا دوں کہ وہ مجھ سے تیس سال چھوٹی ہے : وہ بولا اور  
اس نے مجھے یہ فیصلہ کرنے میں کافی ہچکچاہٹ ہوئی۔ لیکن وہ یہاں رہنے کو  
بقدر تھی اور شادی کے لئے یہ فیصلہ ممکن نہ تھا۔ میری عمر کا کوئی شخص جب شادی  
کرتا ہے تو اُسے بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ وہ چند دن نادار رہے  
گی۔ لیکن اپنا کام کرتی رہے گی۔ اس کی ایک بات کی تعریف کرنا پڑتی ہے کہ  
وہ کام کرنے سے کبھی جی نہیں خیراتی۔ نہ ہی ٹھکتی ہے۔ میں نے کسی کو بھی  
اس طرح کام کرتے نہیں دیکھا :

دور سے ایک کار دھول اُڑاتی آئی اور گیس پمپ کے سامنے رک گئی۔  
اور بھاری ٹنٹکو وہیں فتم ہو گئی۔ میں اپنے پیلے لاکھ کو سنہالنے باہر نکلا



میں نے اس کی کار میں پٹرول ڈالا ۔ ٹانگوں میں ہوا چیک کی ۔ اور ونڈا سکرین صاف کئے :

یہ کام کرتے ہوئے مجھے اس بات کا احساس تھا کہ جینسن ٹیڈ کے دروازے پر آچکا تھا اور مجھے کام کرتے دیکھ رہا تھا۔

کام میں بیٹھا شخص موٹا اور ادھیڑ عمر تھا۔ جب تک میں کار کی صفائی میں لگا رہا وہ دانتوں میں فلل کرتے ہوئے مجھے گھورتا رہا۔ میں نے اس پر اپنی سکرین خراب کرنے کا فیصلہ کر لیا :

”کیوں جناب میں نے اس کی کار کا ونڈا سکرین چمکاتے ہوئے کہا“ آپ ٹروپکا اسپرنگ جارہے ہیں ؟“

”ہاں“

”تب تو آپ کو کم سے کم تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ دس بجے سے پہلے آپ وہاں ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ آپ کو بھوک تو نہیں لگی ! ہمارے یہاں کا گوشت پورے قلعہ میں مشہور ہے۔ ذائقے دار گوشت کے قتلے !“

اس نے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھا اور بولا :

”اچھا ! گوشت کے قتلے !“ اس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور کہا :

”نہیں۔ میں کچھ جلدی میں ہوں“

”بالکل تیار ہیں جناب“ میں نے کہا ”صرف دس منٹ رکتا بیٹھا اور بھاری

یہاں کی فروٹ پانی کا تو جواب نہیں۔ میں نے ابھی ایک ٹکڑا چکھا تھا۔

بہترین فروٹ پانی !“

”سچ کہہ رہے ہو ؟“ اس کے منہ میں پانی بھرا آیا : ”اگر بالکل تیار ہے تو

میں بھی چلے بیٹھا ہوں : وہ کار سے اترتے ہوئے بولا۔ کس طرف جاؤں ؟

میں نے نیچے روم کی طرف اشارہ کیا : ”اور آپ کی بریکیں کچھ ڈھیلی ہیں اگر

اجازت ہو تو ٹھیک کردوں :“

” ضرور۔ شکریہ :“

وہ پنچ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جنسن میرے قریب آیا۔ اس کی باغچیں کھلی  
پڑ رہی تھیں :

” شامش جیک۔ اسے کہتے ہیں سلیز میں شپ ! میں ہریکیں ٹھیک کرنے میں  
تمہاری مدد کرتا ہوں :“

ہم اس کار پر کام کر رہے تھے کہ ایک سیاہ کیڑا پلاک پچپ کے سامنے  
آکر ڈگ گئی۔ میں نے جنسن کو وہیں چھوڑا اور ان کی طرف بڑھا۔ اس میں  
ایک مرد اور ایک عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے جسم پر دھول کی پرت  
نظر آرہی تھی :

” کیا یہاں غسل کا انتظام ہے ؟ مرد نے اترتے ہوئے کہا :  
” جی ہاں۔ آپ کے بائیں طرف پچھلے حصہ میں۔ اور اگر آپ پسند کریں  
تو ہمارے یہاں بھی ہوگی پچھلی اور گوشت کے قتلے بتا رہی ہیں۔ اٹالین طریقے  
سے بنائے ہوئے۔ آپ کو ٹروپیکا اسپرنگ میں بھی ایسا کھانا نہ ملے گا :  
مرد نے میری طرف شک بھری نظروں سے دیکھا :

” میں نے ابھی ابھی کچھ پچھلی چکھی ہے۔“ میں نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا :  
” یقین جانیئے کہ دیر انگلیاں چاٹتا رہا : ویسے بھی آپ دس بجے کے بعد بھی  
ٹروپیکا اسپرنگ پہنچیں گے۔ اسی لئے میں نے آپ کو ایک رائے دی تھی :  
” مجھے بھوک لگی ہے بھی۔ عورت نے کار سے اترتے ہوئے کہا : کیوں  
نہ یہیں کھالیں۔ آخر کوئی زہر تو نہیں کھلائیں گے :“

” ٹھیک ہے اگر تمہاری مرض ہے تو میں بھی کچھ کھالوں گا :  
دس منٹ بعد دو بڑی بیوک گاڑیاں آئیں۔ اس میں دس مسافر  
تھے۔ ان کی کاروں میں پیٹرول ڈالتے وقت میں نے اپنے یہاں کے تلے پوئے  
لیکن کہ انہی تعریف کی کہ وہ بھی پنچ روم کی طرف بڑھ گئے :“

جینسن بریک ٹھیک کر کے اپنی بیوی کی مدد کرنے اندر جا چکا تھا۔  
 دو ٹرک اور آئے۔ ان کے ڈرائیور بھی انڈے اور سبزی گرکھانے اندر چلے  
 گئے۔ اس کے بعد ایک جیگر میں ایک نوجوان جوڑا آپہنچا۔ میں نے انھیں بھی  
 جھنی ہوئی پھل اور فروٹ پائی کھانے کی رائے دی۔ اور یاد دلایا کہ وہ  
 اپنی منزل پر ساڑھے دس سے پہلے نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہ بھی اندر چلے  
 گئے۔

تھی جینسن باہر نکلا۔ اس کا چہرہ فکر مند تھا۔  
 + جیک + وہ بولا "گوشت اور پھل ختم ہو چکے۔ صرف ایک ہلکی بچا

۲۔

اس نے زیادہ گالک مت بھجو :

میں نے اسے گھورا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کھانا ختم ہو گیا؟"

"ہاں" اس سے پہلے یہاں تین چار لوگ ہی ڈنر کھاتے تھے۔ آج

پندرہ لوگ کھا چکے ہیں :

"تو آج مزید گالک نہ بھیجوں ؟"

"ہاں : اس سے قبل میرے پاس تمہارے جیسا سبزی نہیں تھا۔

کل سے ہم تیار ہوں گے۔ بولا اور میں کل دینٹ درتھ جاکر سامان خرید

لائیں گے۔ تب جتنے مرضی ہو بھیجنا :

وہ میری طرف دیکھ کر خوشی سے مسکرایا :

"لیکن انڈے اور سبزی گرک کا اسٹاک کافی ہے۔ دیکھیں تم ان کے لئے کیا

کرتے ہو :

وہ واپس کچن میں چلا گیا :

اس کے بعد زیادہ تر آنے والے ٹرک ڈرائیور ہی تھے۔ پراسٹیوٹ کاروں

کا نام رک گیا تھا۔ مجھے ان سے زیادہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔

ٹرک ڈرائیور جانتے تھے کہ انہیں کیا چاہیے۔

آخر میں بچے کے قریب ٹریفک ختم ہو گیا۔ بیس منٹ انتظار کرنے کے بعد یہ دیکھ کر کہ اور کوئی گاڑی نہیں آرہی تھی میں بھی کچن کے اندر چلا گیا۔

دو ٹرک ڈرائیور کاؤنٹر کے سامنے بیٹھے پانی کھا رہے تھے۔ جینسن میزوں سے برتن اٹھا رہا تھا۔ کسی نے جیوک بکس میں بگ ڈالکر اسے

چلا دیا تھا اور وہ ایک یہودیہ ماگ الاپ رہا تھا۔  
لولہ نظر نہیں آرہی تھی۔ لیکن کچن کے اندر پلیٹوں کی کڑکھڑاہٹ اس کی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔

میرے لائق اور کوئی کام! میں نے پوچھا:

جینسن نے نفی میں سر ہلایا:

نہیں اب ہم سنبھال لیں گے تم سونے جاسکتے ہو۔ آج میری ٹائٹ

شفٹ ہوگی۔ اور سنبھالی کل ہوگی۔

اس نے کچن کی طرف اشارہ کیا اور سر اکر بولا: وہ ابھی تک ناراض

ہے۔ لیکن جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔ کل صبح آٹھ بجے تیار رہنا۔

ضرورت میں نے کہا:

صحیح بریک فاسٹ کے لئے یہیں آ جانا۔ اور جیک سچ کہنا تھیں یہ

کام کیسا اچھا! میں تو تمہارے کام سے بہت خوش ہوں۔

کام مجھ بہت پسند آیا۔ میں نے کہا: کچھ خوشی ہے کہ آپ میرے کام

سے مطمئن ہیں۔ اچھا اگر میری ضرورت نہ ہو تو میں جاؤں؟

گڈ نائٹ۔ اس نے کہا۔

میں کہیں میں گیا۔ کپڑے اتارے بستر پر دراز ہو گیا۔ میں بہت

تھک چکا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں پلچلی پی تھی۔ میں جینسن کی بیوی



کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ رہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ٹھیک نہیں ہیں اپنے دماغ سے اس کا خیال نہ ہٹا سکا۔

بستر کھڑکی کے ساتھ ڈھایا گیا تھا۔ میں بیٹے ہوئے سڑک پار کے بنگلے کے گردوں کو دیکھ سکتا تھا۔

ایک ٹھٹھے بعد جب میں سونے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ بنگلے کے ایک کمرے میں روشنی ملی۔ میں کمرے کی کھلی کھڑکی سے مجھے کمرے کا سمندر صاف نظر آ رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں، لولا کھڑی تھی وہ سگریٹ پی رہی تھی۔ پھر اس نے سگریٹ کا جھانکوا کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔ پھر اس نے بالوں سے ہیر پیر نکال لئے۔ سڑک بال کھل کر اس کے کندھوں پر پھیل گئے۔

میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور آگے کی طرف جھک کر دیکھ رہا تھا۔ وہ مجھ سے چپاس گز سے زیادہ دور نہیں تھی۔

پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر بالوں میں برش کرنے لگی۔ تقریباً پانچ منٹ وہ بالوں میں برش کرتی رہی۔ پھر اس نے برش روک دیا اور اٹھ کر کھڑکی کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ اچانک اس نے اپنے لبہ کے بٹن کھول دیئے۔ لبہ کے بٹن کھلتے ہی مجھے اس کے گرد از بدن کی ایک جھلک دکھائی دی۔ اس نے لبہ کے اندر چوٹی اور انڈر ویر پہن رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کا پردہ گرا دیا۔

اس کے پریشاب جسم کی اس جھلک نے میرا حلق خشک کر دیا۔ اس کے روشنی بکھا دینے کے بعد بھی میں کافی دیر تک بیٹھا اسی طرف دیکھتا رہا۔

پھر ایک ٹرک پٹرول پمپ کے سامنے آڑکا میں نے جنسن کو بنگلے سے نکل کر اس طرف جاتے دیکھا۔

میں دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اس رات میں ٹھیک سے سو بھی نہ سکا!

## باب ۵

دوسری صبح جب میں پونے سات بجے اپنے روم پہنچا تو لولا زرد رنگ کی قمیض اور رُخ اسکرٹ میں ملبوس کاؤنٹر صاف کر رہی تھی۔ وہ اس وقت بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔ اس کے رُخ بال۔ سبز آنکھیں۔ اور گورا کنبالی چہرہ۔ مکھن سی ملائم جلد۔ نیکر سے جھانکتی گداز رانوں نے مجھے مبہوت سا کر دیا۔

اس نے صرف ایک بار مجھ پر نظر ڈالی پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔  
 "گد مارینگ مسز جینس" میں نے کہا۔ کوئی مدد کر سکتا ہوں؟  
 اس نے میری طرف غصیلی نظروں سے دیکھا۔  
 "جب کوئی کام ہو گا تو میں خود ہی تم سے کہہ دوں گی" اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی بہت اچھا۔"  
 "اگر بریک فاسٹ چاہئے ہو تو کچن میں چلے جاؤ" اس نے کہا۔  
 "وہ کاؤنٹر پر بھکی اُسے دگر کر صاف کر دینی تھی۔ مجھے اس کی ابھری ہوئی چھاتیاں صاف نظر آرہی تھیں۔"  
 اس نے میری طرف دیکھا۔  
 "کیا دیکھ رہے ہو؟"

"جی کچھ نہیں" میں نے کہا۔ اور کچن میں داخل ہو گیا۔  
 جینس ایک طرف ایک میز پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے سگوں اور انگوروں کا چھوٹا سا ڈبیر لگا تھا۔ مینو کے کنارے پر کافی کا خالی کپ اور ایک پنیٹ بھی تھی۔

"اؤ جیک! اس نے کہا" کیا لوگے! انڈے اور ہام؟

”جی نہیں۔ صرف کافی“ میں نے کہا۔ اور چوٹھے پر رکھی کیتلی کی طرف بڑھ گیا۔

صفائی کے فوراً بعد میں ایلو لادینٹ درختہ جائیں گے“ وہ بولا۔

”کل کا دن ہمارے لئے بہت اچھا رہا۔ کئی سالوں سے کسی دن اتنی آمدنی

نہیں ہوئی۔ تم اسی طرح کام کرتے رہو جیک۔ میں ویسٹوران کی آمدنی کا

پانچ فی صدی حصہ تمہیں بطور کمیشن دوں گا۔“

”بہت بہت شکریہ۔ مسٹر جینسن۔“

”میں دینٹ درختہ سے تمہارے لئے ایک اور آلہ کام کرتے وقت پہنچے

دالا لہا کوٹس لے آؤں گا۔ تمہیں اور کچھ تو نہیں چاہئے؟“

”مجھے چند چوڑے کپڑوں کی ضرورت ہے۔ لیکن بہتر ہوگا کہ میں خود جا کر

خریدوں۔“

”ٹھیک ہے۔ کل تم کار بیکر دینٹ درختہ چلے جانا۔ اور اپنے لئے

کپڑے خرید لینا۔ میں تمہیں کچھ ایڈولس دے دوں گا۔ ایک سو ڈالروں سے

کام چل جائے گا؟“

”جی ہاں۔ شکریہ۔“

اس نے بیس بیس ڈالر کے پانچ نوٹ میری طرف کھسکائے۔

”تو کل تم دینٹ درختہ جا رہے ہو۔ اس نے کہا۔ اور کرسی پر آرام سے

پس گیا۔ کل میں نے جو بڑا نہ کریکٹر انجن خریدا تھا اس کے بارے میں کیا خیال

ہے؟ کچھ محنت سے کام چلاؤ بن سکتا ہے؟“

”میں نے ٹھیک سے دیکھا نہیں۔ آج دیکھوں گا۔“

”ہم ایک گھنٹے بعد روانہ ہوں گے اور دوپہر تک آجائیں گے۔ ہماری

غیر جو دگی میں تم کام سنبھال لو گے۔“

”ضرور۔“

”میں نے کافی کا ایک کپ دھو کر واپس رکھ دیا اور نچہ روم میں آگیا۔“

لولا مختلف مرتبوں میں فروٹ پائیاں سجاد ہی تھی۔ اس کی پشت میری طرف تھی۔ اس کی پتلی کمر اور بھاری کولہوں کی دید نے میری دگوں میں خون کے دوران کو تیز کر دیا۔ اُسے میری موجودگی کا احساس تھا لیکن اس نے میری طرف مڑ کر نہیں دیکھا۔ میں باہر نکل آیا اور ایک تھارڈے کرگیس پمپ کے اطراف میں صفائی کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد دوٹرک پٹرول بھردانے کے۔ میں نے انھیں بریک فاسٹ کرنے کے لئے آگیا لیکن وہ جلدی میں تھے۔ پٹرول بھروا کر وہ فوراً آگے بڑھ گئے۔

صفائی ختم کرنے کے بعد میں شید میں آیا اور اس پیرانے انجن کا معائنہ کرنے لگا۔ ایک دراز میں مجھے زنگ ہٹانے والے محلول کا ایک ڈبہ دکھائی دیا۔ اسے لے کر میں کام میں جُٹ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ بعد جنینس اندر داخل ہوا۔

۔ جیک ہم جا رہے ہیں۔ تم سنبھال لو گے نا۔

۔ آپ اطمینان رکھیں مسٹر جنینس۔

۔ یہ کیسا ہے؟ اس نے انجن کی طرف اشارہ کیا۔

۔ تھوڑی محنت لگے گی لیکن درست ہو جائے گا۔

اس نے میرا کندھا تھپتھپایا۔

۔ تم زنگ اُتار دو۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔ اچھا تو دو دیر کو ملیں گے۔

میں شید کے دروازے تک اس کے ساتھ آیا۔

لولا بنگلے سے باہر آرہی تھی۔ سبز رنگ کی قمیض اور اسکرٹ میں وہ

قیامت ڈھارہی تھی۔ میں اُسے دیکھا رہ گیا۔

جنینس نے میری پسلیوں پر کہنی سے ہٹو کا دیا۔

۔ کیوں؟ کسی لگ رہی ہے؟ بہت اسکاٹ ہے نا؟



جی ہاں : میں نے کہا :

دونوں کار پر بیٹھ کر دینٹ درخت کی طرف چلے گئے :

میں نے ایک سنگریٹ سلگایا اور وہیں کھڑا گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا۔  
میں نے وہ گوتستی دی کہ یہ جگہ میرے چھپنے کے لئے بہت مناسب تھی۔ کاش کہ  
یہ جگہ میری ملکیت ہوتی اور لولا جیسی عورت میری بیوی !

وہ اس شید میں آکر میں انجن پر کام کرنے لگا۔ لیکن وہ رہ کر میرے ذہن  
میں لولا کی تصویر بچل جاتی رہی :

مجھے کام کرتے ہوئے قریباً ایک گھنٹہ ہوا ہو گا کہ ایک کار عین اس شید  
کے دروازے کے سامنے آڑکی :

کار پُرانے ماڈل کی شیدرلیٹ تھی۔ کار سے ایک دبلا پتلا مگراونچے  
قد کا شخص اُترا جس کا عمر پینالیس سال کے آس پاس رہی ہوگی :

اس شخص نے اپنی سارس جیسی گردن کے گرد سرخ رنگ کا ایک رومال  
باندھ رکھا تھا اور ایک پُرانا کوٹ اور نیلے رنگ کی چٹون پہن رکھی تھی :  
جس پر گھٹنوں پر پھڑے کے بیوند لگے تھے۔ اس نے ایک پُرانا تنگوں  
والا ہیٹ پہن رکھا تھا :

اس شخص کے ساتھ ساتھ ہی بھورے رنگ کا ایک لاغر گتا بھی اُترا اور  
اپنے مالک کے ساتھ ساتھ میری طرف بڑھنے لگا۔ کتنے کی آنکھوں سے اُداسی  
بھانک رہی تھی۔

وہ شخص میرے قریب آکر ٹھہر گیا۔ اس کی ناک لمبی اور مونڈ پتلے تھے۔  
وہ آٹھیں بقباب کی طرح تیز تھیں۔

مجھے یہ شخص پسند نہ آیا۔ اسے دیکھ کر سی پولیس والے کی یاد آ جاتی  
تھی :

ہم دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کو گھومتے رہے۔ پھر میں سیدھا ہو کر

”کیا میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں“ میں نے پوچھا :  
اس نے اپنے دلوں ہاتھ اپنے لمبے کوٹ کی جیب میں ڈال لئے اور دیر تک  
مجھے ٹھونارہا۔ کتابھی اپنے مالک کی طرح نکٹکی لگا کر مجھے دیکھ رہا تھا۔  
”خائید“ وہ بولا ”پہلے تو مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اور یہ بھی کہ کارل  
جینس کہاں گیا ہے :“

”میرے جینس اپنی بیوی کے ساتھ دینٹ درتھ گئے ہیں“ میں نے کہا ”میرا نام  
جیک بیٹ مور ہے اور میں انکا نیا ملازم ہوں :“  
”کیا یہ حقیقت ہے ؟“ اس نے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا ”تمہارا مطلب ہے  
کارل نے تمہیں ملازم رکھا ہے ؟“

”ہاں :“  
”بڑی عجیب بات ہے“ وہ سر ہلاتا ہوا بولا : ”میں تو سوچتا تھا کہ وہ کبھی  
کوئی ملازم نہیں رکھے گا :“  
اس کی چھوٹی چھوٹی سخت آنکھیں میرے پورے جسم کا جائزہ لے رہی تھیں۔  
”خاص کرتب جب کہ اسکی بیوی اس بات کے خلاف ہے۔ میں اس کا برابر  
نہیں ہوں۔ اور میرا نام خارج رکس ہے :“

”میں نے اندازہ لگایا کہ یہ لولا کا بھائی نہیں ہو سکتا تھا۔ فردریر جینس کی  
پہلی بیوی کا بھائی ہو گا۔ مجھے اس سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔  
”تم نے کہا ہے کہ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ گئی ہے ؟ رکس نے پوچھا۔  
”ہاں“ میں نے کہا اور اس کی طرف پشت کر کے انجن کے قریب بیٹھ گیا۔  
”تو تم یہاں تنہا ہو ؟“

”ہاں :“  
”وہ کچھ آگے بڑھ آیا۔ مجھے اپنے پیچھے اس کے قریب آنے کی آہٹ سنائی دی۔

میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں کہ کارل نے یہ کوڑیوں کے مول خریدا ہوگا۔  
بلکہ ممکن ہے کہ کسی نے اسے پیسے بھی دیئے ہوں تاکہ وہ اسے اٹھائے جائے۔  
میں خاموش رہا۔ رگس میرے اعصاب پر سوار ہونے لگا تھا۔

کارل بہت ہوشیار ہے۔ رگس کہتا گیا: وہ اُن کباڑ چیزوں سے بھی  
پیسے پیدا کر لیتا ہے۔ میں شرط لگا سکتا ہوں کہ وہ اس انجن کو درست کر  
کے بیچ دے گا اور خاصہ نفع کمائے گا۔ جہاں تک دھاتوں کا سوال ہے وہ  
بہت ہوشیار ہے لیکن اس میں کسی انسان کو پہچاننے کی قابلیت نہیں ہے  
میں نے گیس رگس کھول لیا۔ اور اُسے شرول میں ڈبو کر رکھ دیا۔

تمہارا اس کی بیوی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

مجھے خوشی ہوئی کہ میری پشت اس کی طرف تھی اور وہ میرے چہرے کے  
تائرات نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مجھے اس سوال کی امید نہ تھی۔ مجھے ایک جھٹکا  
سا لگا۔

اچھی ہے۔ میں نے کہا:

اچھی ہے؟ یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ تمہاری اس  
جگہ موجودگی کے خلاف ہے۔ بلکہ وہ کسی کا بھی آنا پسند نہیں کرتی۔ اُسے  
را آنا بھی پسند نہیں ہے۔ جبکہ میں اُس کے شوہر کا برادرِ زبانی ہوں۔ مجھے  
امید نہ تھی کہ کارل اُس جیسی شاطر عورت سے شادی کر لے گا۔ وہ بہت  
چالاک عورت ہے۔ نہ جانے وہ کس جگہ سے آئی تھی۔ ایک دن اسی طرح  
اچانک وہ غائب بھی ہو جائے گی۔ یہاں اگر اس نے کارل کے سامنے اپنے  
خو بخورت جسم کا چارہ کھینکا اور بیچارہ کارل اس کے دام میں آگیا۔ تم بھی  
اسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ کیونکہ وہ کارل سے کہہ کر تمہاری جلد ہی چھٹی کر دے  
دے گی۔ جانتے ہو کیوں؟

اب تک میں اپنے جذبات پر قابو پا چکا تھا:



• میں تو صرف تجوہ دار ملازم ہوں۔ مجھے کما معلوم میں نے کہا۔

وہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اس کے بڑے بڑے زرد دانت نمایاں ہو گئے۔  
 ”یہ تو تم مجھے بتا چکے ہو“ وہ میڈ کی دیوار سے ٹیک لگاتا ہوا بولا۔

”اُسے یہ خوف ہے کہ کوئی کارل کی دولت نہ لے اڑے۔ درحقیقت وہ کارل کی دولت کے پیچھے ہے۔ میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں اس کی بہ چال کا مطلب سمجھتا ہوں۔ تم اُسے ابھی نہیں سمجھ سکتے کیونکہ تم نئے ہو۔ کارل مجھے میرے سے اچھی رٹم کمارا ہے اور اس نے کافی دولت جمع کر لی ہے۔ پیسے خرچنے کے معاملے میں وہ بہت محتاط رہتا ہے۔ حالانکہ کبھی کبھی وہ فیاضی بھی دکھا جاتا ہے۔ لیکن اس عورت کے ہوتے ہوئے اس کا امکان نہ کے برابر ہے۔ اس عورت کے آنے سے پہلے مجھے یہاں ہیث خوش آمدید کہا جاتا تھا۔ میرے لئے ہمیشہ کھانا تیار رہتا تھا۔ لیکن اب نہیں۔ میرے آتے ہی وہ ناک بھونچ رہا ہوتی ہے۔ جانتے ہو وہ کیا کرتی ہے؟ وہ اپنے بیڈروم کا دروازہ کارل کے لئے بند کر دیتی ہے اور جب شوہر کارل کی عمر کا ہو تو اس بیچارے کے لئے بیوی کی بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اس طرح وہ اُسے اپنے قابو میں رکھتی ہے۔ اگر اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا جائے تو بیڈروم کا دروازہ بند کر دیکھنا تم بھی زیادہ دن نہیں ٹیک پاؤ گے۔ وہ سوچے گی کہ تم کارل کی دولت پر آنکھ لگائے بیٹھے ہو۔“

میں کلچر بیلیٹوں کا معائنہ کرنے لگا۔ ایک پلیٹ ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے انھیں بھی پٹرول میں ڈبو کر رکھ دیا۔ پھر میں اٹھ کر میز تک گیا اور ہاتھ صاف کر کے لئے پرانا کپڑا اٹھا لیا۔

رکس غور سے میری سرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔ میری لائقیت سے اُسے بھلاہٹ ہونے لگی تھی۔

• دوست تم کہاں سے آئے ہو؟ اچانک اس نے پوچھا۔ شاید تم ان اطراف میں

اجنبی ہو ؟ :

ہاں :

• کا دل سے کیسے ملاقات ہوئی :

• وہ مجھے بٹل کریک میں بلا تھا :

• اچھا ! تم کام تلاش کر رہے تھے ؟ :

ہاں :

• ہوں ! اس نے دیوار سے الگ ہٹتے ہوئے کہا۔ کتاب تک اپنی جگہ ساکت بیٹھا تھا۔ ریکس کو ہٹتے دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے مالک کو بُرا امید لگا ہوں سے دیکھنے لگا۔

• میں تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ریکس ٹول بکس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ذرا اصل میں چند اوزار مستوار لینے آیا تھا۔ میرے گھر پر کچھ کام ہے۔ ضرورت کے وقت میں ہمیشہ یہیں سے اوزار لے جایا کرتا ہوں۔ اس نے ٹول بکس کے قریب رک کر اندر کا جائزہ لیا اور بولا۔ ذرا دیکھو مجھے کیا کیا چاہئے ؟ اس نے ٹول بکس سے دو اسکر وڈ اور ایئور ادا ایک چھوٹی اٹھائی۔ اس کے بعد وہ سوراخ کرنے والی بڑی ڈریل (DRILL) کی طرف ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ میں نے کہا، مجھے فوس ہے مٹر ریکس۔ میں تمہیں یہ اوزار لے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا :

اس نے تیز نظروں سے بکھوڑا اور بولا، کیا کہا دوست ؟ :  
• یہی کہ جب تک مٹر جنسن کا حکم نہ ملے میں کسی کو ایک بھی اوزار نہیں دے دوں گا۔ میں نے کہا، ان کی غیر موجودگی میں ہر چیز کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔  
ہاں اگر وہ لوٹ کر اجازت دے دیں تو اور بات ہے :

اس نے ٹول بکس کے خانے سے ڈریل نکال لی اور پھر بڑی آری کی طرف

ہاتھ بڑھایا :

• اطمینان رکھو دوست • وہ بولا • میں کوئی غیر نہیں • اُس کا برادرِ نسبتی ہوں ۔  
میں مانتا ہوں کہ ہسٹریجنس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی یہاں سے اذرا نہیں لے جا  
سکتا لیکن میری بات اور ہے ۔

اب اس شخص کو مزید برداشت کرنا میرے لئے ممکن نہ تھا ۔ میں اس  
کے قریب جا کھڑا ہوا ۔

• مجھے افسوس ہے ہسٹریجنس • میں نے کہا : تم یہ اذرا نہیں لے جا سکتے :  
اس کی نگاہوں میں غصے کے آثار پیدا ہو گئے ۔ کتا بھی گویا کسی غڑبڑی  
کے اندیشے کو بھانپ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ۔

• دیکھو دوست • اس نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا • تم اتنی جلدی اس نوکری  
سے ہاتھ دھونا تو پسند نہ کرو گے ؟ اگر میں کاؤل سے تمہاری شکایت کر دوں  
• ضرور کر دوں ۔ لیکن یہ اذرا یہیں رہیں گے ۔ اگر تمہیں اتنی ہی زیادہ فرقہ  
ہے تو ہسٹریجنس کے واپس آنے کا انتظار کرو ۔ اگر انھوں نے اجازت دے  
دی تو مجھے شوق سے لے جانا ۔

• تو یہ بات ہے • اس نے کہا ۔ اس کے چہرے سے پچھلے نکل آیا تھا ۔  
کتا شہد سے نکل کر کار کی طرف جا رہا تھا ۔

• تو اب یہاں دو بد معاش • گئے ہیں • ایک ہم اور دوسرے وہ شاہر  
عورت • ممکن ہے وہ تمہیں اپنے بستر پر بھی مدعو کر لی ہوں ؟

میری آنکھوں میں خون اتر آیا ۔ میں نے آگے بڑھ کر اُسے کوٹ سے بکڑا  
اور اتنی زور سے جھجھوٹا کہ اس کا ہیٹ نیچے گر گیا ۔ پھر میں نے اس کے  
ایک دھکا لگایا اور کہا : نکل جاؤ ۔ سنا تم نے ؟ خور آیا ہوں سے  
نکل جاؤ ۔

رکس گرتے گرتے بھاگا ۔ اس نے اذرا واپس ٹول بکس میں رکھ دئے  
اپنا ہیٹ اٹھایا اور باہر نکل گیا ۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اور



آنکھیں دہشت سے کھیل گئی تھیں۔

• میں تمہیں ٹھیک کر دوں گا : وہ جانے جاتے بولا • میں کارل سے کہہ کر :  
• گٹ آؤٹ • میں نے کہا :

• وہ تیزی سے اپنی کار میں جا بیٹھا۔ گٹا پہلے ہی کار میں بیٹھ چکا تھا۔ اس  
نے زور سے دروازہ بند کیا اور دھول اڑاتا واپس چلا گیا۔

مجھے کچھ تشویش ہونے لگی۔ نہ جانے جنسن اس کی شکایت کا کیا اثر لے۔  
کم سے کم ایک بات تو میرے حق میں تھی وہ یہ کہ بیان دینے کا موقع پہلے مجھے مل  
چکا تھا۔ لیکن میں جنسن سے وہ بات تو نہ کہہ سکتا تھا جو رکس نے اسکی بیوی  
کے متعلق کہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ جنسن ایسے الفاظ میرے منہ سے سُنا ہرگز  
پسند نہیں کرے گا :

وہ دونوں دوپہر بعد واپس آئے۔ اسٹیشن دیکھنے سے سامان اُتارتے  
وقت میں نے جنسن سے رکس کے آنے کی بات کہی اور یہ بھی بتایا کہ وہ چند  
اوزار لینا چاہتا تھا۔

• مجھے اس کے ساتھ خدا سی سختی سے بیش آنا پڑا تھا میرے جنسن • میں نے  
کہا • چونکہ وہ میری بات نہیں سن رہا تھا اس لئے میں نے اسے بھگا دیا۔  
آخر غلطی تو میں معافی چاہتا ہوں :  
جنسن بائیرن طرف دیکھ کر مسکرایا :

• تم نے بالکل ٹھیک کیا جیک • وہ بولا • مجھے چاہیئے تھا کہ میں اس کے  
بارے میں تمہیں پہلے بتا دیتا۔ اس شخص نے غرے سے مجھے پریشان کر  
رکھا ہے۔ یہ کئی بار مجھ سے اوزار لے گیا لیکن کوئی بار بھی اوزار واپس  
نہ دیا۔ اس لئے اب میں اسے کوئی بھی چیز نہیں دیتا۔ یہ شخص پورا اٹھل  
ہے قھل ! جب میری پہلی بیوی زورہ تھی تو یہ ہر وقت یہی منڈلاتا رہتا  
تھا۔ دونوں وقت کھانا۔ مفت پیڑول ادرتہ اور میری پہلی بیوی سے پیسے بھی

مانگا کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد میں نے لولا سے شادی کی تو لولہ نے اس کا  
آٹا جانا بند کر دیا۔ پچھلے دو مہینوں سے وہ اس طرف نہیں آیا تھا۔ خیر!  
اگرچہ مجھ میری غیر موجودگی میں آئے اور کچھ مانگے تو ہرگز مت دینا  
میں نے راحت کی سانس لی۔ اس کا مطلب تھا کہ میں نے کوئی غلطی نہیں  
کی تھی۔ لیکن میرا دل کہہ رہا تھا کہ میں نے رکس سے دشمنی مولے کراچیا نہیں کیا؟  
میں نے فیصلہ کیا کہ مجھ اس شخص پر نظر رکھنی ہوگی۔ یہ شخص میرے لئے  
مشکلات پیدا کر سکتا تھا۔

کبھی کبھی میں سڑکوں کا عرصہ بھی ایک طویل عرصہ معلوم ہوتا ہے :  
میں بستر پر لیٹا کھڑکی سے باہر دو درپہاڑیوں کے عقب میں ابھرتے سورج  
کی طرف دیکھتا ہوا پچھلے تین ہفتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو کہ میں نے  
پوائنٹ آف نوڈرن میں گزارے تھے :  
مجھے اب تحفظ کا احساس ہونے لگا تھا۔ فارن ورلڈ۔ وہاں کی غلیظ  
اور بدبودار جیل اور خونخوار گارڈ۔ یہ سب ایک خواب پریشاں بن کر رہ گئے  
تھے۔ اب کسی گاڑی یا ترک کو آنے دیکھ کر مجھے قطعی خوف نہیں محسوس ہوتا تھا۔  
مجھے اب یقین ہو چلا تھا کہ پولیس میری تلاش بند کر چکی ہوگی۔ کم سے کم اس  
ویران اور دور افتادہ جگہ پر مجھے کوئی خطرہ نہیں نظر آ رہا تھا :  
لولہ اب تک مجھ سے بات چیت نہیں کرتی تھی۔ وہ مجھ سے کسی کام کیلئے  
اسی وقت کہتی جب کہ اور کوئی ہارہ نہ ہوتا۔ مجھے وہ اب بھی خوبصورت اور  
پُرکشیش نظر آتی تھی لیکن اس سے زیادہ میں نے اس کے بارے میں کچھ  
نہیں سوچا۔

میں اب جنس کو بے حد پسند کرنے لگا تھا۔ میرے دل میں اس کے لئے  
بہت مڑت پیدا ہو چکی تھی۔ جنس ان لوگوں میں سے تھا جو خود بخود دوسروں



کے دل میں جگہ پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ ایک شریف و صبح دار احمد مہربان شخص تھا۔ اس عرصے میں میں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ تمام ترک ڈرائیوروں اور دیگر مستقل کامیوں میں بے حد مقبول تھا صرف جارج ریکس جیسا ذلیل شخص ہی ایسے انسان کو دھوکا دے سکتا تھا :

ہم دونوں میں اس عرصے میں خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ میں نے جلد ہی یہ دیکھ لیا کہ لولا سب سے بڑھ کر محبت کرنے کے باوجود وہ کسی مرد دوست کی محبت کا مستلاشی تھا۔ رات کے وقت تب گاؤں کا ہجوم فتم ہو جاتا تھا تو ہم دونوں تاش لیکر چلے جاتے اور دیر تک رہی کھیلتے۔ اس دوران وہ مجھے اپنی رانی زندگی کے بارے میں بتاتا تھا۔ لولا کو یہ سب پسند نہ تھا۔ لیکن میں اس کے ساتھ تاش کھیلتا اور اس کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ میں نے جلد ہی دیکھ لیا کہ جنس بہت ہوشیار اور قابل بھی تھا اور خاص کر لوہے کے کباڑ اور پٹانے انجنوں کے بارے میں تو وہ استاد تھا۔ وہ پٹانے موٹروں اور ٹریکٹروں کے انجن تقریباً مفت ہی خریدتا تھا اور انھیں درست کر کے فاصلہ قح کما لیتا تھا۔ وہ انجن جو کہ اس نے میرے ساتھ پہلی ملاقات والے دن خریدے تھے اس نے ایک کسان کے ہاتھوں ایک سو پچاس ڈالر میں بیچ دیا تھا۔ اس وقت وہ بے صفوں تھا :

• ایک تیس ڈالر کا لفظ ہوا ہے جیک۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ میں نے اس کباڑ کو بیس ڈالر میں خرید لیا تھا۔ اسے کہتے ہیں سودا ! ایک رات جب کہ ہم رکا کا ایک دور فتم چکے تھے۔ پچ روم کے براہے میں بیٹھے ہوئے اچانک جنس نے مجھ سے کہا "جانتے ہو جیک میں دو سال بعد کیا کروں گا؟" میں دنیا کی سیاحت کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ اس میں کم سے کم تین سال لگ جائیں گے۔ میں یہ جگہ بیچ دوں گا اور لولا کے ساتھ سیاحت کے لئے ٹکٹوں کا۔ سفرزسٹ کلاس ہو گا۔ ہم عمدہ ہوٹلوں میں ٹھہریں گے

ہر چیز بہترین ہوگی بہترین :

• لیکن اس کے لئے تو بہت بڑی رقم چاہئے، میں نے کہا :

• ہاں، اس نے اپنا پائپ سلگاتے ہوئے کہا۔ میں نے اسکا انتظام کر چکا ہوں۔ اس میں ساڑھ بیڑا ڈالر خرچ ہوں گے۔ اس کے علاوہ دیگر خرچ بھی ہوگا۔ جیسے کپڑے۔ تیاری کا سامان وغیرہ۔ کچھ لو کہ کل چلا کر ایک لاکھ ڈالر خرچ ہے۔ اور میرے پاس اتنی رقم ہے۔ جیک ! میں کچھ ٹیکس سالوں سے محنت کر رہا ہوں اور میں نے کبھی فضول خرچی نہیں کی۔

مجھے صرف اتنی رقم اور درکار ہے جس سے کہ میں واپس آ کر نیا کاروبار شروع کر سکوں۔ میرے خیال میں اگلے دو سالوں میں اتنی رقم پس انداز کر لوں گا اور تب ہم چلے جائیں گے :

• آپ کا مطلب ہے آپ کے پاس سچ بچ ایک لاکھ ڈالر ہیں ؟ :

• ہاں، اس نے مسکراتے ہوئے کہا : جیک یہ ایک راز ہے۔ میں اور کسی کو ہرگز نہ بتاتا لیکن تم میرے دوست ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ بات باہر نہیں جائے گی۔ مجھے پڑانے انجنیوں کے کاروبار سے فائدہ منافع ہوتا رہا ہے۔ یہ کاروبار کاغذوں یا حساب کتاب میں نہیں رکھا گیا۔

اس لئے میں نے اس پر کوئی انکم ٹیکس بھی نہیں دیا۔ میں نے ٹیکس انسپکٹر کے لئے جو حساب رکھا ہے وہ صرف پیڑول اور ریٹیرمنٹ کی آمدنی کا ہے۔ پڑانے انجنیوں کی لین دین اس میں نہیں دکھائی گئی۔ میرے اندازے کے مطابق میرے پاس ایک لاکھ ڈالر جمع ہو چکے ہیں :

• صرف کنڈر کے کاروبار سے ؟ :

• ہاں، اگر اس پر ٹیکس لگتا تو پھر اتنی نہ رہتی۔ لیکن میں نے اس طرح حساب رکھا ہے کہ انکم ٹیکس والوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔ یہ صرف میرے لارڈ لولا کے لئے ہے۔ دنیا کی سیاحت کے لئے ! :

اچانک مجھے یاد آیا کہ رکس نے لولا کے بارے میں یہ کہا تھا کہ اس نے صرف دولت کی خاطر جنس سے شادی کی ہے۔

”کیا وہ اس بارے میں جانتی ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”ہاں۔ اُسے معلوم ہے۔ لیکن اُسے یہ نہیں معلوم کہ میں نے اس رتم کو فروغ کرنے کا کیا پلان بنا رکھا ہے۔ میں اُسے عین اس وقت بتاؤں گا جب میری تمنا ہی ممکن ہو چکی ہوگی۔“

”ذرا سوچو اُسے کس قدر حیرت ہوگی، خوش گوار حیرت! پوری دنیا کا سفر!“ اس بات کو سونے دو جن گزر چکے تھے۔ اور میں بستر پر لیٹا پورے واقعات پر غور کر رہا تھا۔ مجھے یہاں آکر تمہیں پہنچے ہو چکے تھے۔ پچھلی رات کو لولا نائٹ شفٹ میں تھی۔ سونے سے پہلے میں کافی دیر تک اپنی کھڑکی سے اُسے گلاڑیوں میں پٹرول ڈالتے دیکھا رہا۔

جنس کی خواہش تھی کہ لولا اب رات کی ڈیوٹی نہ دے۔ دستور کے مطابق ہفتے میں چار بار مجھے۔ دو بار جنس کو اور ایک بار لولا کو نائٹ ڈیوٹی دینی پڑتی تھی۔ جنس کو یہ پسند نہ تھا کہ ایک مہینہ گار کی موجودگی میں بھی لولا نائٹ شفٹ میں کام کرے۔ لیکن لولا بھید تھی کہ وہ کام ضرور کرے گی۔ غیوراً جنس کو حامی بھرنا پڑی تھی۔

رات ایک بجے کے بعد نائٹ شفٹ والا بھی کر سکتا تھا کیونکہ ایک بجے کے بعد شاذ و نادر ہی کوئی گاری آتی تھی۔ ایسے مواقع کے لئے ایک گھنٹی تو لگی ہی تھی۔

اس وقت صبح گئے تھے۔ مجھے اپنے کیمپ کی کھڑکی سے سامنے مٹرک پارک روڈ کے برآمدے میں بیٹھی لولا کام کرتی نظر آرہی تھی۔ وہ دوپہر کے کھانے کے لئے مٹرک صاف کر رہی تھی۔ پھر میں نے اس مٹرک کو آتے دیکھا جو کہ ہر روز صبح چھ بجے گوشت۔



لوہہ بند بھل۔ ڈبل روٹیاں۔ دودھ اور دیگر اشیاء چھوڑ جاتا تھا۔ ٹرک نیچے روم کے باہر آکر رُک گیا۔

جبھی میں نے چادر ایک طرف پھینکی اور بستر سے نکل آیا۔ ٹرک ڈرائیور سامان کے بکس اٹھا کر کچن میں رکھنے لگا تو ابھی کچن میں چلی گئی تھی۔ میں غسل خانے میں جا گھسا۔ ٹھنڈے پانی کی دھاروں کے میرے رگڑے پٹے میں جستی درڑادی تھی۔ مجھے ایک لمحہ غارت درتھ کی یاد آئی۔ ضرور قیمت مجھ پر مہربان تھی۔ ورنہ وہاں سے نکلتا کسی عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔

لیکن اس وقت مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ مجھ پر قیمت کی مار پڑنے والی ہے۔ اس ٹرک ڈرائیور نے اشیائے خورد و ذی کے ساتھ ایک ایسی چیز لائی گئی تھی۔ جس نے میرے مستقبل کو بدل کر رکھ دیا۔ یہ مجھے کچھ دیر بعد معلوم ہوا۔ آج تنخواہ کا دن تھا۔

میں بریک فاسٹ کے بعد شیف میں ایک پیرانے انجن پر کام کر رہا تھا جب جنسن نوٹوں کی ایک گڑی لئے اندر داخل ہوا۔ یہ انجن اسے نہ صرف مفت حاصل ہوا تھا بلکہ اسے اٹھالے جانے کے لئے مالک نے جنسن کو کچھ پیسے بھی دیئے تھے۔

”کیوں جیک؟“ اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ ٹھیک ہو جائے گا؟“ میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

”یقیناً میں نے کہا“ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب تک کام کرے گا۔

”بہت گھسا ہوا ہے۔ لیکن ٹھیک ہو جائے گا۔“

”شاباش“ اس نے خوش ہو کر کہا۔ اس میں ہمیں کچھ نہ کچھ تو مل ہی جائے گا۔

”میں تمہاری تنخواہ لایا ہوں۔ چالیس ڈالر پچھلے ہفتے کے۔ ٹھیک ہے نا؟“

”جی ہاں۔“

اور اس کے علاوہ تمہارا ریستورنٹ کی فروخت پر کمیشن .... ایکسٹوڈس

ڈالر بنتا ہے :

۱۔ اتنی رقم

وہ ہنسا :

”جیسے تمہیں اندازہ ہی نہیں۔ تمہاری آمد کے بعد ریستورنٹ کی آمدنی میں دس گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ میں تمہیں اس کباڑ کے کام کے حساب میں ایک سو ڈالر الگ دے رہا ہوں :

میں اسے گھورتا رہ گیا :

”لیکن میں اس کا حقدار نہیں میٹر جنسن۔ یہ کام تو میری ڈیوٹی کا حصہ ہے :

اب زیادہ باتیں نہ بناؤ وہ بولا، میں کیا بے رہا ہوں یہ مجھے ابھی

مرح معلوم ہے۔ تمہاری آمد کے ساتھ ہی میری فوش بختی کا دور شروع ہو گیا

ہے۔ جو میں دے رہا ہوں چپ چاپ لے لو اور کچھ اس بند کرو :

”اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو بہت بہت شکریہ میٹر جنسن“ میں نے اسے

ہاتھوں سے لوہوں کی چھوٹی سی گڈی لیتے ہوئے کہا ”آپ نے میرے لئے ایک

مسلمہ پیدا کر دیا ہے میٹر جنسن۔ میں اب یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ یہ پیسے

کہاں رکھوں؟ میرے پاس یا بخیر سے زیادہ ڈالرز جمع ہو چکے ہیں۔ کیا آپ

مجھے اپنے بینک کے نام تحارفی فنادیں گے؟ :

”میرا بینک؟ اس نے حیرت سے کہا : میں اپنے پیسے بینک میں نہیں

رکھتا۔ تین سال قبل وینٹ ورثہ کا ایک بینک قفل ہو گیا تھا۔ اور کافی

لوگوں کی رقمیں ڈوب گئی تھیں۔ اسی لئے میں بینک پر بھروسہ نہیں کرتا۔

میں نے کبھی کسی بھی بینک میں کھاتہ نہیں کھولا۔ میں اپنی نقدی اپنے پاس

رکھنا ہی پسند کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو لولا کو

میری وراثت پانے کے لئے بینک کے چکر نہ لگانے پڑیں۔ اب تمہارے پاس

پانچ سو ڈالر ہو گئے ہیں تو تم میرے پاس جمع کر سکتے ہو۔ میرے پاس ایک تجوری ہے۔ میں اپنی رقم اسی میں رکھتا ہوں۔ میں تمہارے پیسے بھی تجوری میں رکھ دوں گا۔ تمہیں جب ضرورت ہو مجھ سے واپس لے سکتے ہو۔ بینک کے سود کی لالچ میں تم اپنی اصل رقم سے بھی ہاتھ دھو سکتے ہو۔ اس کے علاوہ بینک سے پیسے نکلوانے میں جو دقتیں ہیں وہ الگ، تم اپنی رقم میرے پاس رکھ کر اس کی رسید لے سکتے ہو۔  
 تو آپ اپنے ایک لاکھ ڈالر اسی تجوری میں رکھتے ہیں؟ میں نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں اور کیوں نہ رکھوں؟ کسی بینک پر بھروسہ کرنے سے تو اپنے پاس ہی رقم زیادہ محفوظ رہتی ہے۔ اور میری بھی ایک بہترین تجوری ہے۔ لارنس والوں کی ہے۔ بازار میں ملنے والی بہترین تجوری۔ تم کہہ رہے تھے کہ تم تجوریوں کے بارے میں تمہیں اچھی طرح معلومات ہے۔ لارنس کی تجوریاں بہتر ہیں نا؟

کیا آپ کے پاس وہی ہے؟

ہاں۔ پانچ سال قبل یہاں ایک سیلزمین آیا تھا۔ اس نے مجھے یہ تجوری فروخت کی تھی۔ بہت ہی اچھا آدمی تھا وہ۔ کہتا تھا کہ لارنس تجوری میں رقم ہر طرح سے محفوظ رہتی ہے۔ سچ کہتا تھا نا وہ؟  
 وہ مین کا ڈبہ میں نے بڑا سا منہ بتاتے ہوئے سوجھا جیسے میں تین منٹ سے بھی کم عرصے میں کھول سکتا تھا۔ لیکن میں نے اس کا دل توڑنا حاسب نہ سمجھا۔ جینسن کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی اور وہ پرامید نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ لارنس تجوریاں بے حد مضبوط اور بہترین ہیں۔



جنس نے ہاتھ بڑھا کر میرا کندھا تھپتھپایا۔ حالانکہ میں اس کا عادی ہو چکا تھا۔ لیکن ہر بار اس کا بھاری ہاتھ لڑکھڑانے پر مجبور کر دیتا تھا۔ اُسے شاید خود ہی اپنی قوت کا اندازہ نہ تھا۔

”اوہ کے! تو میں تمہاری رقم بھی اپنی تجوری میں رکھ دیتا ہوں۔ تمہیں جب بھی ضرورت ہو۔۔۔۔۔“  
شکر پر مسٹر جنسی :

”تو باؤ اور جا کر پیسے آؤ۔ میں تمہیں اس کی رسید دے دوں گا۔ اسی وقت ہی تجوری میں رکھ دینا بہتر ہے۔ کیہیں میں رقم سراسر غیر محفوظ ہے۔ کیہیں میں آگ لگ سکتی ہے۔“

کسی احمق کی طرح میں اٹھا اور کیہیں میں جا کر بے ٹکے کے بچھوڑی وہ رقم اٹھالایا جو کہ میں نے اب تک پس انداز کی تھی۔ جنس نے مجھ یا پچھوڑی ڈاکر کی رسید دے دی۔

”میں اسی وقت ہی اسے تجوری میں رکھ دوں گا۔ اس نے کہا۔ جب بھی ضرورت ہو صرف مانگنے کی دیر ہوگی کہ تمہیں فوراً رقم مل جائے گی۔“

”بہت اچھا۔ میں نے کہا۔“

اس نے ٹھٹھری برائے ڈاکر۔ اور بولا :

”بارہ بجنے والے ہیں۔ آدھ گھنٹے بعد بس آجائے گی۔ کہتے کم تیس آدمیوں کا کھانا ہوگا۔ بہتر ہوگا تم لولا کی مدد کرو۔“

میں تمہاری رقم تجوری میں رکھ کر پپ کا کام سنبھال لوں گا۔ کافی بھڑ بھڑی :

”ٹھیک ہے“ میں نے کہا اور نیچے روم کی طرف چل دیا۔

لولا شیٹے کے مرتبان میں انوائس اقسام کی پیٹریاں بدلیں

سجاری تھی۔ اس نے ٹٹو کر میری طرف دیکھا :  
اس کی سبز آنکھوں میں کچھ ایسا تاثیر تھا جس نے مجھے چوکنا کر دیا۔

• میں کچھ مدد کروں ؟ میں نے پوچھا :  
وہ مسکرائی۔ مجھے دیکھ کر وہ پہلی بار مسکرائی تھی لیکن اسکی مسکراہٹ  
طنز پر تھی۔ میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔

• بہت کام ہے مٹریٹ مور۔ وہ بولی۔ اس نے میرے نام پر زور دیتے  
ہوئے کہا : میں نے سامان کے پیکیٹ کھول لئے ہیں تم سب سامان قرینے  
سے لگا دو۔

میں کچن کے اندر داخل ہو گیا۔ ڈبہ بند پھل اور گوشت کے ڈبے  
دور دیگر سامان دو میزوں پر بکھرا ہوا تھا۔

گوشت کے ڈبوں کے اوپر ایک ٹٹرا ٹٹرا اخبار پڑا ہوا تھا جس میں  
شاید کوئی سامان بندھ کر آیا تھا۔ میں نے اُسے اٹھایا۔ پورا جانکائی  
دل کی دھڑکن تیز ہو گئی :

اب یہ میں نہیں جانتا کہ ادک لینڈ کا مقامی اخبار ایک ہزار میل دور  
وینٹ ورٹھ کے اسٹور میں کیسے آیا۔ لیکن وہ میرے سامنے موجود تھا۔  
تسکت کی عجیب رسم ظریفی تھی۔

یہ ادک لینڈ ٹائٹلز کا باہری صفحہ تھا۔ اس پر میری تصویر چھپی ہوئی  
تھی جس کے نیچے یہ لکھا ہوا تھا :

• تجوی توڑنے والا ڈاکو جیل سے فرار :۔

ابھی تک پکڑا نہیں گیا :۔

میں پتھر کی طرح ساکت اخبار کو گھورتا رہ گیا :۔  
فوٹو صاف نہ تھا لیکن اتنا بُرا بھی نہ تھا کہ میری شکل نہ پہچانی جاتی :۔  
لولانے فوٹو پر میرے چہرے پر ہنسنے سے متوجہ نہیں بنا کر یہ اشارہ کر دیا



تھا کہ وہ مجھے پہچان لگتا ہے :-

اچانک میری نظروں کے سامنے غارن درخت کی جمل اور وہاں کے خوشخوار گارڈز گھومنے لگے تھے۔ میں نے عالم تصور میں ایک شخص کو پہچان زمین پر اڑیاں رگڑتے دیکھا۔ جس پر وہاں کے گارڈز کوڑے برسوا رہے ہیں۔ مجھے اس شخص کی یاد آئی جسکی ایک آنکھ جاتی رہی تھی :-

میرے تحفظ کا احساس پارہ پارہ ہو کر بکھر گیا :- کیا وہ جنس کو بتا چکی ہوگی؟ میں نے سوچا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ اس نے ابھی تک جنس کو نہیں بتایا۔ درنہ مجھ اس کے روئے سے اندازہ ہو جاتا۔ لیکن وہ اُسے بتائے گی ضرور۔ مجھ سے جھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے یہ ایک اچھا بہانہ تھا۔ اُسے صرف پومیس کو ٹیلی فون کرنا تھا اور اسکے ٹھوڑی ہی دیر بعد میں غارن درخت لے جایا جا رہا ہوتا :-

اوپر ہاں میری کیا گت۔ سنی یہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا۔ دوسرے قیدی بڑی خوشگت سے میری پٹائی کا نظارہ دیکھتے :- میں نے اخبار کو سرور کر چوٹھے کے اندر ڈال دیا۔ لیکن اس کے چل جانے سے میری پوزیشن پر کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔ میں زبردست ایک خطرے میں تھا :-

مجھے یہاں سے بھی بھاگنا ہو گا میں نے سوچا۔ لیکن کدھر جاؤں؟ میں اس وقت ٹرویکا اسپرنگ سے ایک سو پینسٹھ (۱۶۸) میل دور تھا۔ اگر وہ پومیس کو مطلع کر دے تو سب سے پہلے مجھے وہی تلاش کیا جائے گا۔ میں واپس اوک لیٹ جاؤں گا خطرہ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا :- ہاں ایک ترکیب تھی۔ ٹرویکا اسپرنگ جا کر وہاں سے نیویارک کے لئے جہاز پکڑ لوں۔ میرے پاس پانچ سو ڈالر تو تھے ہی۔ لیکن اُن! وہ ابھی اُدھ گھنٹ پہلے میں نے جنس کو دے دیئے تھے۔ اگر ابھی اس سے مانگوں تو وہ نہ جانے کیا

سوچے..... کیا کر رہا ہے؟

میں اس قدر دہشت زدہ ہو چکا تھا کہ مجھے سانس لینے میں وقف ہونے لگی۔  
تبھی کچن کا دروازہ کھلا اور لولا اندر داخل ہوئی۔

اس نے مجھے جسٹس لگا ہوں سے دیکھا:

”ارے؟ ابھی تک سامان نہیں رکھا؟“ وہ بولی:

”جی رکھ رہا ہوں“ میں نے چند ڈبے اٹھاتے ہوئے کہا:

”کُتیا میں نے دل ہی دل میں کہا۔ کیا تم پولیس کو بلا چکی ہو؟ کیا کر چکی ہو

تم؟“

وہ پلاسٹک میں رکھے ”ڈسٹ (MEAT) کو ریفریجریٹر میں رکھنے لگی۔

جب تک اس نے گوشت کی تمام تھیلیاں فریج میں رکھ دیں اور میں نے باقی

سامان سیلف میں لگایا ہم دونوں خاموش رہے۔ پھر اچانک اس نے کہا:

”بھین صاف صاف بات کر لینی چاہیے۔ تمہاری آج نائٹ شیفت ہے نا؟“

”ہاں“ میں نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا:

”جب جینسن سو جائے گا تو میں تم سے بات کرنے آؤں گی۔“

اسکا مطلب تھا کہ اس نے ابھی تک پولیس کو مطلع نہیں کیا۔ وہ شاید

کوئی شرط رکھنا چاہتی تھی۔ میری سانسیں بے اعتدال پر آنے لگیں:

”اچھا۔“

اب یہاں سے باہر نکلوا کر سنی“ وہ بولی۔ میں تمہارے بغیر بھی کام

چلاؤں گی؟ اس نے مجھے میرے اصلی نام سے مخاطب کیا تھا۔ اسکا مطلب

صاف تھا کہ وہ مجھے بلیک میل کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کے خوبصورت

رُجھ کو دیکھا اور کہا: ”جیسی آپ کی مرضی؟“

”وہ مسکرائی۔“

ہاں۔ مٹر کارسن۔ آج کے بعد یہاں میری مرضی چلے گی۔: سمجھے؟

جیسے ہی میں باہر نکلا۔ بس اگلی۔ چھس بھوکے مسافروں نے پہنچے روم پر

تلاش کر دیا یہ

ہم تینوں بڑی طرح معذرت ہو گئے۔ جنس ادب میں نے پہنچے روم سمجھا لا  
اور بولا بھئی سے سامان بھیجتی رہی۔ ہر مسافر نے پہنچ لیا۔ پہنچ پہنچ میں  
باہر جا کر بیٹروں بھی دیتا رہا۔

لولا کے بارے میں یہ تو کہنا ہی پڑیگا کہ وہ بچلی کی سی تیزی سے سامان  
بھیج رہی تھی کسی کو بھی انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ہر شخص کو اس کی مطلوبہ  
شے پیش کی گئی۔

آخر بس آگے بڑھ گئی۔ ہم نے اطمینان کا سانس لیا جنس مسکراتا ہوا

میری طرف آیا۔

آج تو ریکارڈ تھا جیک۔ آج سے پہلے ہم نے بھی بیک وقت تیس  
پہنچ نہیں پیش کئے۔ یہ صرف تمہاری وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ اس سے پہلے  
بہت لوگوں کو عرف ناشتے پر ہی صبر کرنا پڑتا تھا۔

• نہیں " میں نے کہا " میری وجہ سے نہیں بلکہ جنس کی وجہ سے۔  
• ہاں " ٹھیک کہتے ہو۔ کیا بیوی نصیب ہوئی ہے؟ خیریم تینوں نے  
کافی تھکن کی۔ تم ذرا یہاں کچھ لمبوں کا خیال رکھو میں اور لولا بہت  
صاف کرتے ہیں۔ تمہاری ٹاسٹ شفٹ ہے اس لئے ذرا آرام کر لو۔

اد کے وقت تو میں کام کے لئے فردر اصرار کرتا لیکن اس وقت میں لولا  
کے قریب کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں کچھ دیر سوچنے کے لئے تہائی چاہتا تھا  
اور اگلے میں باہر برآمدے میں کرسی بچا کر بیٹھ گیا۔ جنس اندر چلا گیا تھا۔  
میرے سگریٹ سلگایا اور کش لیتے ہوئے اپنی موجودہ پوزیشن پر  
غور کرنے لگا۔

اجانک مجھ پر حساس ہوا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے۔



میں نے مڑ کر دیکھا۔ لولا باہر برآمدے میں کھڑی تھی گھوڑی تھی۔ اس کی سبز آنکھوں میں جارحیت کے آثار تھے۔  
جینسن بھی کھڑکی پر آکھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں کچھ پلیٹیں تھیں۔  
وہ کچھ متفکر نظر آ رہا تھا۔

”یہ یہاں بیٹھا کیا کر رہا ہے؟“ لولا جینسن ”کیا یہ یہاں کام نہیں کرتا؟  
کیا میں نے پورے کام کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟“  
”دیکھو ڈارلنگ، جینسن نے خوشامدانہ لہجے میں کہنا ”اس کی رات کی  
ڈیوٹی ہے۔۔۔۔۔“

”تو میں کیا کروں؟“ وہ چلائی۔ پھر سری طرف دیکھ کر بولی ”جاؤ جا کر  
برتن صاف کرو۔ اگر یہاں کوئی گرسی پر بیٹھ کر آرام کرنے کا قصد ہے  
تو وہ میں ہوں۔ اب فوراً انھوں ہم صرام کی تحواہ لےیں دیتے۔“  
”اے لولا، جینسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں اُٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف بڑھا۔  
”صاف کیجئے گا مہربان جینسن۔ آپ کا حکم سنا آنکھوں پر۔“  
”لولا۔ جینسن نے سخت لہجے میں کہا: اس سے اس طرح مت پیش آؤ۔  
میں نے ہی اُسے پیپ پر بیٹھنے کے لئے کہا تھا۔“  
”اچھا؟ تو میری یہاں کوئی وقعت نہیں؟“ وہ اس پر چلائی: ”کیا میں  
صرف کام کرنے اور بستر پر تمہارے نیچے سونے کے لئے ہوں؟“  
وہ دوڑتی ہوئی بیگلے کی طرف چلی گئی۔ اور اندر داخل ہو کر دروازہ  
بند کر لیا۔

جینسن نے پلیٹیں رکھ دیں اور باہر نکل آیا۔ اس کا چہرہ اُتر ہوا تھا۔  
”وہ بہت تھک گئی ہے۔ میں نے کہا: کام کی زیادتی میں انسان چڑچڑا  
ہو ہی جاتا ہے اور عورتیں تو خاص کر۔ آپ فکرم نہ کریں۔ کل وہ پھر ٹھیک ہو جائے گی۔“

گی۔ وہ میرے قریب کھڑا جبراً لگھا تار ہوا۔

اچھا؟ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو جبکہ میں نے اسے پہلے بھی اس طرح چیتے نہیں دیکھا۔ کیا میں اس سے بات کروں؟ یا منانے کی کوشش کروں؟

میں اسے یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہ یہ سب ایک ڈرامہ تھا۔ ف اس لئے کہ وہ الگ کمرے میں سو سکے تاکہ جنسین کے سونے کے بعد وہ ٹھکے بات کر سکے۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو اسے اکیلا چھوڑ دیتا۔ میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں کہ کل اس کا رویہ نارمل ہوگا۔ آئیے ہم دونوں مل کر برتن صاف کر دیں۔ جنسین نے مسکرا کر اپنی بانہ میرے کندھے کے گرد پھیلا دی۔

تم بہت اچھے ہو جبکہ تمہاری جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو لولا کا ہجہ بڑا نہ کرتا۔ میں تم سے شرمندہ ہوں۔ جیسا کہ تم نے رائے دی ہے میں اس سے مل رہا ہوں بات کروں گا۔ وہ نہیں مانتی کہ تم ہماری کتنی مدد کر رہے ہو۔ اب اسے بھول جائیے۔ آئیے کام کریں۔

میں کچن کی صفائی میں کافی دیر لگی۔ اس کے بعد ہم اگے ڈاکٹر کے رومے والے سافروں کی طرف متوجہ رہے۔ چار بجے تک لولا بیٹکے میں ہی رہی۔ پھر مجھے ایک کار کے آگن کی آواز سنائی دی۔ میں نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ لولا سبز رنگ کا لباس پہنے کار میں ورنٹ درخت کی طرف جا رہی تھی۔ میں خوفزدہ ہو گیا۔ کیا وہ پولیس کو بلانے جا رہی تھی؟ میں نے جھپٹ کر کہا کہ لولا ورنٹ درخت جا رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔

ایسا وہ پہلے بھی کر چکی ہے۔ جب بھی ہم میں کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو وہ ورنٹ درخت چلی جاتی ہے اور کچر وغیرہ دیکھ کر دل ہلاتی ہے۔ آج بھی وہ گارہ مجھے سے پہلے نہیں آنے والی۔ ہمیں سارا کام خود نبھانا ہوگا۔ جیک؟ کیا تم کھانا بنائیتے ہو؟

• جی ہاں • میں نے کہا • اور چکن تو بہت اچھی طرح :

جب میں چکن بنا رہا تھا اور وہ ڈبل روٹیوں کی سلائیس کاٹ رہا تھا تب پہلی بار اس نے اس بات کا اشارہ دیا کہ وہ لولا کے ساتھ بہت خوش نہیں ۔

• میری پہلی بیوی مختلف مزاج کی تھی • وہ سلائیس کاٹتا ہوا بولا • ہم دو لولہ نے ایک ہی اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی • ہم بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے تھے • لیکن یہ لولا • ذرا سخت مزاج کی ہے • ممکن ہے اس کی عمر کا تقاضہ ہو • میں نے نہیں کہتا کہ وہ کام نہیں کرتی • کام تو بہت کرتی ہے لیکن مخالفت برداشت نہیں کرتی • ایسی میری پہلی بیوی تھی تم سے کبھی اس طرح نہیں آتی جس طرح یہ آرہی ہے • کبھی کبھی تو میں سوچتا ہوں کہ مجھے اس کے ساتھ کچھ سختی کرنی چاہئے • جب وہ گلا پھاڑنے لگتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ دو چار ہاتھ جمادوں •

یہ کسی سانپ کو چھیڑنے کے مترادف ہوگا میں نے دل ہی دل سوچا • لیکن بظاہر خاموش رہا •

• مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ آئی کہاں سے ہے • نہ ہی اس نے فور مجھے بتایا • شاید اس نے کافی تنگی دیکھ رکھی ہے اسی لئے وہ فضول خرچی کے خلاف ہے • اس کا اکیلے دینٹ ورکھ جانا مجھے پسند نہیں • تمہارے آنے کے بعد میں نے اُس سے کہا کہ وہ بیٹے میں ایک دوبار میرے ساتھ جایا کرے لیکن وہ مانتی ہی نہیں • جب بھی میں نے یکسر دیکھنے یا کھونسنے کا پردہ گرام بنایا تو وہ کسی نہ کسی بہانے ٹال گئی • میں تو کبھی کبھی یہ سوچتا ہوں • ... •

وہ اچانک خاموش ہو گیا • پھر وہ بو جھلی قدموں سے الکاری نک گیا • اور کچھ مکھن کے اور پکٹ نکال لایا •

• آپ کیا کہہ رہے تھے ؟ • میں نے پوچھا • میں اس کے لئے ہمدردی فوس کر



رہا ہوں :  
 • کچھ نہیں • وہ سلاٹس پر ملنے لگتا تھا بولا : میں زیادہ ہی بوسے لگ گیا ہوں •

میر نے بھی اس موضوع سے ہٹ کر گفتگو شروع کر دی لیکن میرے خیال میں وہ یہ کہنے والا تھا کہ اُسے یہ شک ہے کہ کہیں لولا اُسے دھوکہ نہ دے رہی ہو۔ گیارہ بجے کے بعد گاڑیوں کا آنا بند ہو گیا۔ ہم دونوں نے نیچے روم کا کام بخوبی سنبھال لیا تھا۔ میرے تیار کردہ چکن بہن بسند کئے گئے تھے۔ کل جلا کر دس آدمیوں نے کھانا کھایا جو کہ کچھ بُرا نہ تھا۔ سو اگیا وہ بجے جنسن کی کار بنگلے کے سامنے آئی اور لولا باہر نکلی •

وہ بغیر ہماری طرف دیکھے سیدھی بنگلے کی طرف چلی گئی اور اپنے بیڈ روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا •  
 جنسن نے مایوس ہو کر سر ہلایا •

• بہتر ہو گا اگر میں اس سے بات کر ہی لوں •  
 • آپ کل تک خاموش ہی رہیں تو بہتر ہے • میں نے کہا • کل وہ ٹھیک ہو جائے گی •

• خیر۔ شاید تمہاری رائے درست ہو ! •

• وہ اب بھی متفکر تھا •

• میں بھی اب چلوں • وہ بولا • کام تو ختم ہو چکا ہے نا ؟ •

• جی ہاں • میں نے کہا • گڈ نائٹ مسٹر جنسن •

• گڈ نائٹ جیک •

میں اُسے بنگلے کی طرف جلتے دیکھتا رہا۔ لولا کے کمرے کی روشنی جل رہی تھی۔ لیکن جیسے ہی جنسن نے باہری دروازہ کھولا۔ اس کے کمرے کی روشنی بجھ گئی۔ پھر جنسن کے بیڈ روم کی روشنی چلی جو کہ لولا کے کمرے کے بغل میں تھا •

میں بچہ روم سے نکل کر باہر ہر آمدے میں رکھی بانس کی کرسیوں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ میں خود کو شکست خوردہ اور بے بسی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے ایک سگریٹ سلگایا اور انتظار کرنے لگا۔ میں جانتا تھا کہ وہ کافی دیر بعد آئے گی۔ مجھے کافی دیر انتظار کرنا تھا۔

میں نے عالم تصور میں اُسے بستر پر کروٹ بدلتے اور جنین کے سو جانے کا انتظار کرتے دیکھا۔ میں حیران تھا کہ وہ اس وقت کیا سوچ رہی ہوگی! اگر میں نے اپنے سے جنین کو نہ دئے ہوتے تو میرا بٹک یہاں سے جا چکا ہوتا۔ میں کسی بھی ٹرک ڈرائیور کو لاپچہ دیکر ٹروپکا اسپرنگ تک جاسکتا تھا۔ لیکن بیسوں کے بغیر یہ ناممکن تھا۔ اس لئے میں اندھیرے میں بیٹھا بنگلے کی طرف نظر جمائے اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

## باب ۶

میرے ہاتھ پر بندھی گھڑی ایک بجکر چالیس منٹ بتا رہی تھی۔ پچھلے آدھ گھنٹے سے کوئی کس گاڑی نہیں گذری تھی۔ میں پچھلے تین گھنٹوں سے اس کے انتظار میں سوکھ رہا تھا۔

پھر ایک میں نے اُسے بنگلے سے نکلنے دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ میری طرف آرہی تھی۔ اس نے سفید رنگ کی قمیض اور ہلکے رنگ کا اسگریٹ پہن رکھا تھا جو کہ کمر کے گرد تنگ اور نیچے کی طرف کافی پھیلا ہوا تھا۔ وہ میرے قریب آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ مجھے ایک سگریٹ دو، اس نے کہا۔

میں نے اُسے سگریٹ کا پیکٹ اور اپنا لائٹر دکھا دیا۔ میں اب اتنا بھی نہیں رہنا چاہتا تھا کہ اس کا سگریٹ جلا کر دیتا۔ اس نے سگریٹ سلگایا۔ پیکٹ اور لائٹر مجھے واپس کر دیئے ایسا



کرتے وقت اس کی انگلیاں حیرت انگیزوں سے مس ہو گئیں مجھے وہ خشک اور گرم عوس ہوئی :-

”تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے“ وہ بولی :- اتنا تو میرا اندازہ تھا کہ تم کوئی تھک ہو سکتے ہو مگر وہ مفرد ڈاکو نظر آئے یہ میں نے نہیں سوچا تھا۔ تم تو کافی مشہور ہستی تھے :-

”تھیں اس سے کیا کہ میں کون ہوں جب تک کہ میں اپنا کام ایمانداری سے کرتا ہوں۔ تمہارے شوہر کے لئے پیسے کھاتا ہوں۔ تھیں کیا فکر ہے؟“  
”مجھے اپنے شوہر کا نہیں اپنا فکر ہے۔ اس نے اپنی ٹانگیں پھیلاتے ہوئے کہا :-

”اگر میں پولیس کو مطلع نہ کروں تو بھی مشکل پڑ سکتی ہے مجھ پر :-  
”تو تم انھیں مطلع کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟“  
”ابھی تک میں نے اسکا فیصلہ نہیں کیا :- اس نے سگریٹ کاشن لے کر کیا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی ”اور یہ تم پر منحصر کرتا ہے۔ اخبار میں لکھا تھا کہ تم لارنس جوری والوں کے یہاں کام کرتے تھے؟“  
میں نے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن اٹھ بڑے کا وجہ سے اس کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ نہ لگا سکا :-

”مجھ پر منحصر ہے؟“ میں نے کہا۔ کس طرح؟ :-  
”کارل کے پاس ایک لارنس والوں کی تجوری ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اسے میرے لئے کھول دو :-

”تو رکس بھی کہہ رہا تھا۔ یہ عودت کارل کی دولت کے بیچھے تھی :-  
”اس میں کیا ایسی چیز ہے جو انھیں چاہئے؟ میں نے پوچھا۔ تم اپنے شوہر سے ہی وہ چیز کیوں نہیں مانگ لیتیں؟ :-  
”فصلی باتیں مت کرو۔ اس نے بے مہنی سے ہیچو بدل کر کہا۔

یاد نہیں صبح میں نے کیا کہا تھا کہ آج کے بعد تم وہی کرو گے جو میں چاہوں گی :  
کیا وہ خیر کے لئے کافی ہے نہیں دیتا ؟ تم اس کی رقم چوری نہیں

کرنا چاہتی ہو ؟

اگر تم نے چوری نہیں کھولی تو سمجھ لو کہ واپس فارن درتھ پہنچ جاؤ گے :  
اس نے کلت پیچے میں کہا : میں نے اس جیل کے بارے میں کافی کچھ سن رکھا  
ہے ایک بار وہ تمہیں پکڑ لیں تو تمہیں ادھر مرا ہی کر کے پھوڑیں گے : تم  
تجوری کھولو گے یا وہاں واپس جانا پسند کرو گے ؟

تو رکس ٹھیک ہی کہہ رہا تھا کہ تم اس کی دولت کے پیچھے ہو :

رکس نے کیا کہا اس کی فکر مت کرو۔ تم تجوری کھولی رہے ہو یا نہیں ؟  
فرخا کرو میں کھول رہا ہوں ۔ پھر کیا ہو گا :

میں تمہیں ایک ہزار ڈالر اور بھاگ جانے کے لئے چوبیس گھنٹوں کا وقت  
دوں گی :

اسکا پلان بہت اچھا تھا کہ کچھ سے تجوری کھلو اگر پوری رقم قبضے میں  
کر لیتی اور مجھے ایک ہزار دے کر بھاگ جانے کو کہتی ۔ جنسین کھلی تجوری رکھ  
کر صرف مجھ پر شک کرتا ۔ پولیس کے پاس میری فوٹو اور حلیہ موجود تھا ۔  
وہ بھی فوراً اس نتیجے پر پہنچ جاتے کہ تجوری میں نے ہی توڑی ہے اور پوری  
رقم بھی میرے ہی پاس ہے ۔ کوئی بھی اس پر شک نہ کرتا ۔ اسے صرف اتنا  
کرنا تھا کہ رقم کہیں چھپا دیتی اور انتظار کرنی ۔ اگر میں پکڑا جاتا اور اپنے  
بیان میں لولا کو ملزم ٹھہراتا تو میری سزا ہی کون ؟ :

کچھ عرصے بعد وہ رقم لے کر خاموشی سے غائب ہو جاتی ۔ واقعی بہت  
اچھا پلان تھا :

تم جو رقم جبراً لے جا رہی ہو جانتی ہو جنسین اسکا کیا کرنے والا تھا ؟  
میں نے صرف اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا : وہ تمہارے ساتھ پوری

دنیا کے دورے پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسی کے لئے وہ پچھلے تیس سالوں سے کج خود سی کر رہا ہے۔ پورا سفر فرسٹ کلاس ہو گا۔ کیا تم سیر و تفریح کا لطف نہیں اٹھانا چاہتی ہو؟

سیر و تفریح اور اس سوٹے بوڑھے کے ساتھ؟ اس کے بچے میں جھگڑا تھی۔ اس کے ساتھ تو میں رینٹ ور تھ ہی نہیں جانا چاہتی۔ لیکن وہ انھیں پیار کرتا ہے۔ کیا تم نے صرف اس کی دولت چرانے کے لئے شادیاں کی تھیں؟

ادہ شٹ آپ۔ انھیں بخوری کھونے میں کتنی دیر لگے گی؟ کبر نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ میں اُسے کھول ہی نہ سکوں یہ عجوریاں بہت مضبوط ہیں۔ غبروں کی ترکیب معلوم ہوئے بغیر انھیں کھولنا ناممکن ہے۔ لیکن تمہارے لئے بہتر یہی ہو گا کہ اُسے کھول دو۔

میں اس سے کچھ وقت لینا چاہتا تھا کوئی بھی لارنس بخوری ایسی نہیں تھی جسے وہ کھول نہیں سکتا تھا۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ جنسن اپنی رقم گنوائے مجھے یہ بھی پسند نہیں تھا کہ وہ یہ سوچے کہ میں اس کی پوجی لے اڑا۔ وہ میرے دوست تھے۔ اور اس کے علاوہ میرا ایک بھی دوست نہ تھا۔ مجھ پر اسکا زبردست احسان تھا۔ دوسری طرف مجھے فارن ور تھ جاتا بھی منظور نہ تھا۔ مجھے کوئی ایسی ترکیب سوچنی تھی جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

میرا دماغ اسی کشمکش میں تھا۔

بخوری کہاں ہے؟ میں نے پوچھا۔

بیلے کے سنگ روم میں۔

تب دہاں میں کیسے جاسکتا ہوں؟ وہ دیکھ نہ لے گا۔

وہ سینچر کے روز ایک میٹنگ میں جا رہا ہے۔ رٹائرڈ فوجیوں نے ایک

۱۰۔  
قلب بنا رکھا ہے۔ اُسی کی میٹنگ ہے۔ تم اس کی غیر موجودگی میں تجوری کھول  
سکتے ہو۔

میں نے اپنا بچھا ہوا سگریٹ دورا چھال دیا اور نیا سگریٹ سلگاتے  
ہوئے بولنا: جب میں تجوری کھول رہا تھا تو تم کیا کر رہی تھیں یہ تو پولیس  
خود پوچھے گی اس کا کیا جواب دو گی؟

• میں کہہ دوں گی کہ میں بچی میں ایک بنانے میں مصروف تھی اس لئے تمہیں  
نہ دیکھ سکی۔ بلکہ تمہارے غائب ہو جانے کے بارے میں بھی جنسین کے  
آنے کے بعد یہ چلا:

اپنا کبھی ایک ترکیب سوچہ لگئی۔ بے بہت آسان تھی۔ میرا نقصان  
صرف اتنا ہوتا کہ چھپنے کی ایک جگہ ہاتھ سے نکل جاتی لیکن جنسین کی رقم بچ  
سکتی تھی۔ میرے لئے یہی بہت تھا:

• وہ کتنے بچے فائے گا اور کب واپس آئے گا؟

• وہ سات بچے نکلے گا اور تقریباً دو بجے واپس آئے گا:

ٹھیک ہے کتیا میں نے دل ہی دل میں کہا کچھ بھی اچھا سبق دوں گا  
ٹھیک ہے میں تجوری کھولوں گا۔ لیکن جب تم رقم لینے آؤ گی تو میں تمہیں بیوش  
کر کے رقم سمیت غائب ہو جاؤں گا۔ میں اس بات کا انتظام کر جاؤں گا  
کہ جنسین کی واپسی تک رقم پولیس کو فون کر سکو رہی کسی کو مدد کے لئے  
پکار سکو۔ اور یہاں سے دور نکل جانے کے بعد میں جنسین کو فط بلکہ  
کر پوری تحقیقت بتاؤں گا اور اس کی رقم کی ایک ایک پائی واپس بھیج  
دوں گا صرف اسی ترکیب سے جنسین کو میرے بیان پر یقین آ سکتا ہے۔  
تب اُسے معلوم ہو گا کہ اس نے کسی دغا باز عورت سے شادی کی ہے۔  
اُسے بہ وقوف بنانے کے لئے میں نے کہا:

• نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کچھ پر اس کے بہت احسان ہیں:

”یہ بکو اس بند کرو“ اس نے بے فیضی سے کہا: کیا تم سیف کھولو گے یا میں پولیس کو مطلع کروں؟

”اچھا: میں ایک لمحوں تک پچانے کی اداکاری کرتا رہا۔ پھر بولا: میں فارن درخت واپس جانا نہیں چاہتا“

”تو پھر سنیچر کو تجوری کھول دو“

”میں نے پھر کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کی۔ اور چند لمحوں بعد بے بسی سے کندھے اچکا تا ہوا بولا: کھولنی ہی پڑے گی۔ ٹھیک ہے کھول دوں گا: اس نے اپنا سگریٹ اندھیرے میں اچھا لایا اور آٹھ کھڑی ہوئی۔

”یہ نہ سمجھنا میری جیٹ کار سن کہ میں صرف دھکی دے رہی ہوں“ وہ بولی: ”اگر تجوری نہ کھولی تو خود کو فارن درخت میں ہی سمجھنا: بار بار ڈرانا کی کوشش نہ کرو۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں تجوری کھول دوں گا“

”یہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا: اس نے کہا اور برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر بنکے کی طرف چل دی:

”میں اُسے جاتے دیکھتا رہا“

”میں میز پر رکھ دئے جا چکے تھے۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ کون بہتر کھلاڑی ہے لیکن مجھے یقین تھا کہ اگر اُس کے پاس چار بادشاہ ہیں تو میرے پاس بھی چار کچے ہیں!“

”اگلے دن جب میں لپے کے بعد صفائی کرو رہا تھا اور جینس باہر پٹرول پمپ پر مصروف تھا میں نے لولا سے کہا: مجھے تجوری کا نمبر چاہئے۔ اس کے بغیر میں اُسے نہیں کھول سکوں گا“

”ٹھیک ہے“ اس نے کہا:

بعد میں جب جنسن کچھ دور تھا اس نے مجھے ایک کاغذ تھا دیا جس پر  
نمبر لکھا ہوا تھا :

اس نمبر سے مجھے معلوم ہوا کہ جنسن کو ایک بڑا نا ماڈل بیجا گیا ہے۔  
اس میں نمبر ملانے کے بعد چابی لگانی پڑتی تھی اس کے علاوہ اسکا تا لاٹود  
کار تھا یعنی دروازہ بند کرنے پر جو ری خود خود مغفل ہو جاتی تھی۔ اس ماڈل  
لاہنا اس لئے بند کر دیا گیا تھا کہ اسکا قفل زیادہ مضبوط نہ تھا اور چور اسے  
آسانی سے کھول لیتے تھے۔ میں اسے چابی بغیر بھی صرف دس منٹ میں کھول  
سکتا تھا۔ اور میرے پلان کے لئے بہت اہم تھا۔

جمعرات کے دن جب میں اور جنسن گیارح میں کام کر رہے تھے تو وہ

بولتا :

”جیک مجھے سنیچر کی رات ونٹ درتھ میں ایک میٹنگ میں جانا ہے۔  
تم ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی ڈرائیور لولا سے بدتمیزی نہ کرے۔  
اس دن اس کی ٹائمٹ ڈیوٹی ہوگی :

مجھے اپنی چھائی پر گھونہ سال لگا :

جنسن مجھ پر بھروسہ کرتا تھا۔ وہ اپنی بیوی کو تنہا میرے پاس چھوڑے  
جاءا تھا اور جانتا تھا کہ میں اُسکی حفاظت کروں۔ اس کے دماغ میں یہ  
شک نہ آیا کہ میں خود بھی لولا پر دست درازی کر سکتا تھا :

”میں خیال رکھوں گا مسٹر جنسن“ میں نے کہا، آپ فکر نہ کریں۔ وہ  
مجھے دیکھ کر مسکرایا :

”میں جانتا ہوں جیک۔ میں آدمی کو دیکھ کر پہچان لیتا ہوں کہ وہ کیسا

ہے۔ تم ایک اچھے آدمی ہو جیک :

جمعہ کے دن میری چھٹی تھی۔ میں نے جنسن سے پوچھا کہ کیا میں اسکی  
کار لے جا سکتا ہوں :

۔ کہاں جاؤ گے ؟

۔ ٹرڈپکا اسپرنگ تک خدا گھوم پھر آؤں گا ۔

۔ شوق سے لے جاؤ ۔

۔ اور مجھے کچھ رقم بھی چاہئے ۔ برائے مہربانی مجھے ایک سو ڈالر دے دیکھئے ۔

۔ ابھی دیتا ہوں ، اس نے کہا ، لیکن اس کی آنکھ ۱۰ میں حیرت کے آثار تھے ۔

شائد وہ سوچ رہا تھا کہ میں اتنی رقم کیا کروں گا ۔ میں نے ایک بار پھر خود کو کوسا کر میں نے اپنی رقم اس کے پاس کیوں رکھ دی ۔

وہ بنگلے کے اندر گیا اور تھوڑی ہی دیر میں پیسے لے آیا ۔

میں نے اس سے اچھا کہ ٹرڈپکا اسپرنگ سے وہ کچھ مڈگانا تو نہیں چاہتا

اس نے انکار میں سر ہلایا پھر مجھے کہنی سے ٹھوکا دیتے ہوئے بولا ۔

۱ وہاں کوٹھوں سے دور رہنا اور بہت زیادہ شراب نہ پی لینا ۔

جب میں نے کار اسٹارٹ کی تو لولا مجھے کچن کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی ۔

خراہ ادا ہی تھے تو میں اچھا سبق دوں گا میں نے دل ہی دل میں کہا ۔

پہاڑی راستہ گھماؤ دار اور خطرناک تھا ۔ پوری کوشش کے باوجود

مجھے ٹرڈپکا اسپرنگ پہنچنے میں چار گھنٹے لگ گئے ۔ میری تھوڑی سی بڑبڑ گئی ۔

اس طرح میرے فرار کا بیشتر وقت یہاں پہنچنے میں ہی صرف ہوا تھا ۔ میں

نے فرار کا پورا منصوبہ بنالیا تھا ۔ میں نے ہوائی سفر کا ارادہ ترک کر دیا

تھا ، کیونکہ کسی گٹر بڑی کی صورت میں سب سے پہلے وہ ہوائی اڈہ ہی چیک

کرتے ۔ اس لئے میں نے طے کیا کہ ریل گاڑی ہی مناسب رہے گی ۔ ویسے بھی

آدھی رات کے بعد نیو یارک کے لئے کوئی جہاز نہ تھا ۔

میں نے کار ایک طرف روک کر ایک سفری کمپنی سے رجوع کیا ۔ انھوں

نے مجھے بتایا کہ ساڑھے بارہ بجے ایک میل ٹرین نیو یارک کے لئے روانہ ہوتی



۔ جلسہ رات بجے باہر جائے گا۔ میں نے سوچا۔ ساڑھے سات بجے تک میں چوری کھول کر رقم پیک کروں گا۔ پونے آٹھ بجے میں وہاں سے چل دوں گا۔ لولا کو بے ہوش کر کے باندھنے میں صرف چند منٹ لگیں گے۔ اگر میں ٹیلی فون کی تار کاٹ دوں تو اس ٹرین کو پکڑا سکتا تھا۔

سفری الجھسی۔ سے نکل کر میں ایک جرنی اسٹور میں آیا۔ یہاں میں نے اپنے لیے کپڑوں کے دوڑے جوڑے خریدے۔ ایک سوٹ کیس خرید کر میں نے پیسے اس میں رکھے۔ پھر ایک کیسٹ کی دکان سے بڑے شیشو کا ایک دھوپ کا چشمہ اور بالوں کا رنگ بدلنے والی ایک بوتل خریدی۔ یہ سب سامان میں نے سوٹ کیس میں رکھ دیا۔

میں جانتا تھا اگر ہوش میں آنے پر لولا میری مکمل تفصیل پولیس کو بتائے گی۔ اس لئے میں نے اپنا حلیہ بدلنے کا بھی انتظام کر لیا۔

اچھی طرح سوچ کر کہ مجھے اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں میں واپس چل دیا۔ واپسی پر سڑک کے کنارے ایک جگہ گنجان جھاڑیاں دیکھ کر میں نے کار روک دی اور سوٹ کیس ان میں چھپا دیا۔ مجھے یقین تھا کہ اس پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکتی۔ میں نے یہ جگہ اچھی طرح زمین نشین کر لی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ فرار ہوتے وقت اس جگہ کا ردھ کر لباس بدل لوں گا۔

سات بجے کے قریب میں پوائنٹ آف نورٹھن واپس پہنچ گیا ڈنر کے لئے رخص شروع ہو گیا تھا۔ گیارہ بجے تک ہم منوں مہر دف رہے۔ آج میری ٹارٹ خفٹ تھی۔ جنس گیارہ بجے اپنا کافتم کر کے سونے چلا گیا۔ میں پٹرول پمپ پر بیٹھا تھا اور لولا کچن کی صفائی کر رہی تھی۔

ساڑھے گیارہ بجے کے قریب جب میں کرسی پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ لولا کچن سے باہر نکلی اور میرے قریب آکھڑی ہوئی۔

۔ تم ٹروپکا اسپرنگ کیا کہنے گئے تھے؟ میں نے پوچھا۔

• قہار کیا خیال ہے میں کیا کر رہا تھا؟ میں حان فرانسکو کے لئے ہوائی میں جگہ مخصوص کرانے گیا تھا۔

• تو وہاں جانے کا ارادہ ہے؟

• تمہیں اس سے کیا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ میں نے اُسے گھورتے ہوئے

کہا:

• تو صرف اس سے غرض ہے کہ تم تجوری کھوتے ہو یا نہیں؟

• کہہ تو چکا ہوں کہ کھول دوں گا۔

• تمہیں کھولنا ہی پڑے گا۔ اس نے کہا۔ اور بیٹنگ کی طرف بڑھ گئی۔

میں نے کرسی سے ٹیک لگا کر چاروں طرف نظر دوڑائی۔ صرف ایک رن اور

پھر ہی اس جگہ کو بھی نہ دیکھ سکوں گا۔ مجھے اس جگہ سے ٹیبت میں ہو گئی تھی اور

جنسین کی طرح میں بھی اسے پسند کرنے لگا تھا۔ کل میں دونوں سے دور چلا جاؤں گا میں نے ٹھنڈی سانس لے کر سوچا۔

باقی رات میں نے نیچے بیٹھے ہی گزار دی۔ میں یہ سوچ کر حیران تھا کہ اگلے

پہتے میں نہ جانے کہاں ہوں گا۔ پاس میں ایک لاکھ ڈالر ہوتے ہوئے بھی میں

پیسے پیسے کو محتاج رہوں گا۔ میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ جنسین کی رقم ہر حالت

میں اس تک واپس پہنچا دوں گا۔

حالانکہ اتنی رقم سے میں کسی جگہ بھی جا کر کوئی کاروبار شروع کر سکتا

تھا۔ فلوریڈا ساحل پر کوئی پٹرول پمپ لے کر باقی زندگی آرام سے گزار

سکتا تھا۔

لیکن نہیں۔ میں جنسین سے غرداری نہیں کر سکتا تھا۔ خاص کرتب

جبکہ وہ مجھ سے ہمیشہ بہادرانہ شفقت سے بڑھا، اتار رہا تھا۔ مجھے اس کی رقم

واپس کرنا ہی تھی۔ میں اپنے ضمیر پر اتنا بوجھ نہیں لاد سکتا تھا۔

دوسرے دن یعنی سینچر شام کو مجھ کے جنسین میرے پاس آیا۔ میں اس

وقت گیسراج میں ایک پٹانے انجن کی مرمت کر رہا تھا۔

• جیک • میں غسل کرنے جا رہا ہوں۔ سب ٹھیک ہے نا؟

• جی ہاں • مسٹر جینسن •

• مجھے واپسی میں دیر لگ جائے گی۔ شاید دو بج جائیں • وہ بولا:

• میٹنگ کے بعد شراب کا ایک دور چلے گا • وہ مجھے آنکھ مار کر بولا لیکن

تم لولا کو نہ بتانا •

• آپ کوئی خبر نہ کریں • میں نے کہا۔ باوجود کوشش کے میں اپنے چہرے پر

سکراہٹ نہ لاسکا۔ میں بہت پریشان تھا۔ صرف ایک گھنٹے بعد جینسن ہمیشہ

کے لئے میری زندگی بے نکل جائے گا۔ اب میں اسے کبھی دوبارہ نہ دیکھ

سکوں گا •

اسکے جانے کے بعد میں نے اسٹیشن وگن کو چیک کیا۔ اسکی ٹنکی فل تھی

نزار کے لئے میں نے اسی گاڑی کو استعمال کرنا چاہا تھا •

اس کے بعد اگلے آدھ گھنٹے تک ٹرور کا اسپرنگ جانے والی گاڑیوں

کا تانتا لگا رہا • میں نے کسی بھی ڈرائیور کو کھانے کے لئے رکنے کو نہیں کہا •

جینسن کے جانے کے فوراً بعد ہی مجھے تجورنی کی طرف جانا پڑا تھا •

لولا کے کہیں آثار نہ تھے۔ لیکن برتنوں کی کھڑکھڑاہٹ سے کچن میں اسکی

موجودگی کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

سات بجنے کو پانچ منٹ تھے جب جینسن چمکے سے باہر نکلا۔ اس نے اپنا

بہترین سوٹ زیب تن کر رکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں میں ایک سگارد بٹا تھا۔

اور وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ لولا کو گڈ بائی کہنے کچن کی طرف چلا گیا۔

یہ اذہنی امتحان عروج پر پہنچ چکا تھا۔ میں دل ہی دل میں دعا مانگ

رہا تھا کہ وہ جلد سے جلد چلا جائے۔ اس کی موجودگی میرے اعصاب پر ایک

بوہم غموس ہو رہی تھی •

انجام ہوس  
۱۱۱  
آخر سات بجکر چند منٹ پر وہ باہر نکلا۔ اور کار کی طرف بڑھا۔ میں  
میں اس کے ساتھ ساتھ کار تک گیا۔

• آپ بے فکر ہو کر جائیے میں نے اسے دیکھتے اور یہ سوچنے ہوئے کہا۔  
کہ میں اُسے آخری بار دیکھ رہا ہوں۔

• یہاں کافیال رکھا جیک "وہ بولا : میں جانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن  
مجبوری ہے۔

• آپ بالکل فکر نہ کریں " میں نے دہرایا " میں اور مسز جینسن سب کام  
سنبھال لیں گے۔

• مجھے ہی امید ہے " وہ کار میں بیٹھتا ہوا بولا۔

میں اس سے ہاتھ ملانا چاہتا تھا۔ لیکن صرف ہاتھ ملانے پر اکتفا کر سکا۔  
" اچھا جیک :

• گڈ بائی مسز جینسن :

• میں کار کو گرد آلود سڑک پر وینٹ ورتھ کی طرف جاتے دکھتا رہا۔

میں تب تک وہاں کھڑا رہا جب تک کہ کار نظر دس سے ادھل نہ ہو گئی۔ پھر میں  
بنگلے کی طرف بڑھا۔

لولا پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھی اور دروازے پر میری منتظر تھی۔

اس کا چہرہ زرد تھا لیکن آنکھیں چمک رہی تھیں۔

• تجوی کہاں ہے " میں نے پوچھا۔

• سٹنگ روم میں مرنے کے لیے۔

• تم جیب کا خیال رکھو : میں نے کہا " اسے کھولنے میں کم سے کم دیکھتے  
ڈبی جائیں گے۔

اس کی آنکھوں میں شگ کر اٹھا لگا آئے " اتنی دیر؟ " اس نے پوچھا۔

• میں تم سے بہت چکا ہوں کہ یہ تجوری ہے " رمنیوٹا ہے۔ اسے کھولنے میں

دو گھنٹے ضرور لگ جائیں گے۔ تب تک تم باہر کا خیال رکھو۔

میں نے سٹنگ روم میں جا کر سیف کا محاذ نہ کیا۔ حالانکہ اُسے کھولنا میرے لئے مشکل نہ تھا لیکن میں نے یوں ظاہر کیا گویا یہ کافی مشکل کام ہے۔

وہ دروازے پر کھڑی مجھے دیکھتی رہی۔

مجھے چند اذرا دلانے پڑیں گے۔ بہتر ہو گا کہ پانچ روم بند کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی باہر آکر کھانے کے لئے شور مچانے لگے۔

میں پہلے ہی بند کر چکی ہوں۔ اس نے کہا۔

میں باہر نکل کر گریچیاں آیا۔ میں نے چند اذرا ایک تھیلے میں رکھے۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ تھوڑی سی نوٹوں کی گڈیاں نکال کر اس تھیلے میں بھر لوں گا۔ جب میں واپس شنگ کی طرف جا رہا تھا تو مجھے ایک بیکارڈ کار پٹرول پمپ کے سامنے رکتی دکھائی دی۔ میں نے کار میں بیٹھے ہوئے دونوں آدمیوں پر نظر ڈالی اور میرے دل میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔

دو آدمیوں پولیس کے آدمی تھے۔ حالانکہ وہ سادے لباس میں تھے لیکن انہیں پہچاننے میں مجھے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ دونوں لمبے چوڑے اور گرفت نقوش والے تھے۔ ان کی آنکھیں سرد اور پوئٹی تھیں۔

میرے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ لیکن میں شنگ کی طرف بڑھتا رہا۔

اے۔ ان میں سے ایک نے چلا کر کہا۔ ادھر آؤ۔

میں ان کی طرف مڑا۔ دونوں کار سے اتر چکے تھے۔ اور میری طرف دیکھ رہے تھے۔ گولا شنگ کے دروازے پر کھڑی انھیں کا طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی سس قدر سچی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

میں نے خود پر قابو لانے کی کوشش کی اور ان کی طرف بڑھا۔

میرا ایک ہاتھ پیچر ہو گیا ہے۔ ان میں سے لمبے دالے نے کہا۔ ڈرنگ میں رکھو۔ اُسے بنا دو۔ میں ایک زائد ہاتھ کے پنا آگے نہیں بڑھنا چاہتا۔

میں نے ان سے چابی لے کر کار کی ڈگی کھولی اور پنجر ٹائمر باہر نکال لیا۔ دوسرے پولیسٹ  
نے لولا کی طرف دیکھا جو عیب پر اکھڑی ہوئی تھی۔ اور کہا  
”سیر۔ اس کی ٹکلی فن کر دینے۔ اور کھانے کے لئے کچھ مل سکتا ہے؟“  
میں نے ہلکی کر لولا کو دیکھا۔ لیکن انکار کرنے کی اس میں ہمت نہ ہوئی۔  
”سینڈویچ چلیں گے؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں۔ ذرا جلدی کر دو۔ ہمیں پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔“  
میں ٹائمر کو لڑھکاتا ہوا ٹیڈ کے اندر لے آیا۔ میں نے اس سے پہلے کبھی  
ٹائمر نہیں کھولا تھا۔ مجھے پنجر بنانے میں آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ دونوں پولیسٹ  
لنچ روم میں بیٹھے سینڈویچ کھاتے رہے۔  
جب میں نے ٹائمر ڈگی میں واپس رکھا تو آٹھ بج رہے تھے۔ اس وقت  
تک مجھے راستے پر ہونا چاہئے تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا گویا میں وہ ٹرین نہ چکر  
سکوں گا۔

جیسے ہی وہ دونوں گئے دو کار میں مسافروں سے لدی آپہنچی۔ انھیں  
بھی کھانا چاہئے تھا اور وہ انکار سننے کے موڈ میں نہ تھے۔  
میں نے لولا سے کہا۔

”معلوم ہوتا ہے ہم آج وہ کام نہیں کر سکیں گے۔ پھر کسی دن کوشش کریں  
گے۔“

اس نے مجھے سخت نفروں سے دیکھا اور لنچ روم کی طرف بڑھ گئی۔  
اگلے دو گھنٹوں ہم تین کی طرح جٹے رہے۔ کاروں کا تانا باندھا  
رہا۔ ہر کوئی اپنے کا طلب کار تھا۔ دس بجے کے قریب جاکر بیٹر ختم ہوئی۔  
ہم دونوں بہت تھک چلے تھے۔ رات بہت گرم تھی۔ جب سے میں یہاں  
آتا تھا آج کا درجہ حرارت سب سے زیادہ تھا۔  
ہم لنچ روم کے دروازے پر کھڑے پلیٹوں اور رکابوں کے ڈھیر کی طرف

دیکھتے رہے ۔

”جاؤ“ جا کر تجوری کھولو“ لولانے کہا :

”نہیں آج رات نہیں“ میں نے کہا : آج بہت دیر ہو چکی ہے ۔ اور کسی دن کو شیش کریں گے :

اس نے مجھے سرد تیز لگا ہوں سے گھورا ۔

”سنا نہیں میں نے کیا کہا ۔ جاؤ ۔ تجوری کھولو“

”تم تو کہہ رہی تھیں کہ تم مجھے چھبیں گھنٹوں کا وقت دو گی ۔ وہ ابھی چار گھنٹوں میں واپس آ جائے گا :

وہ دیوار پر لگے شیلی فون کی طرف بڑھی ۔

اگر تم نے تجوری نہ کھولی تو میں پولیس کو مطلع کر دوں گی کہ تجوری توڑ ڈاکو یہاں چھپا ہے :

”لیکن مجھے فرار ہونے کے لئے کچھ وقت تو دو“ میں نے کہا :

”اُسے تمہارے فرار کے بارے میں شک سے پہلے تو علم نہیں ہو گا ۔ اور ممکن

ہے ایک دو درجہ وہ تجوری نہ دیکھے ۔ اس طرح تمہارے پاس کافی وقت ہے“

اب فوراً جا کر تجوری کھولو ورنہ مجھے پولیس کو بلانا پڑے گا :

میں نے عس کر لیا تھا کہ وہ کوری دھمکی نہیں دے رہی تھی ۔ وہ سچ بچ

اپنا دھمکی کو عملی جامہ پہنانے والا تھی ۔ میں نے واپس گیسراج میں جا کر اوزار لیا

والا قبلا آٹھایا ۔ اس وقت دس بجکر دس منٹ ہوئے تھے ۔ میں سچ نہیں بچ

سے پیلا شروع ہوا اسپرنگ نہیں پونچ سکتا تھا ۔ اور اس وقت باہر کے لئے

کوئی بھی گاڑا نہ تھا ۔ مجھے شہر میں داخل ہوتے ہی اسٹیشن : لیکن سے چھٹا

چھڑانا تھا ۔ جنس کے پولیس کو فون کرنے کی دیر تھی کہ وہ مجھ پر گروں کی

جھپٹ پڑتے ۔ مجھے اپنا حلیہ بدل کر صبح تک نہیں چھپے رہنا تھا ۔ بعد میں

کسی بھی طریق سے جا سکتا تھا :



جیسے ہی میں بنگلے میں داخل ہوا ایک ٹرک پٹرول پمپ کے سامنے آگزرک گیا۔ میں نے لولا کو پتہ روم سے نکل کر ٹرک کی طرف جانے دیکھا :  
 میں نے سٹینک روم میں داخل ہو کر صوفہ ہٹایا اور دینار نکال کر تجوری کے قفل کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ ماڈل پرانا تھا اور قفل بھی خاص مضبوط نہ تھا۔ تقریباً گیارہویں منٹ میں میں نے قفل کھول لیا۔ اور تجوری کا دروازہ کھول کر اندر چھا نکا :  
 رتم واقعی وہاں تھی۔ سو سو ڈالر کے نوٹوں کی گڑیاں قرینے سے لگی ہوئی تھیں :

میں نے تھیلہ اٹھایا۔ جیسے ہی میں نے پہلی گڈی اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا مجھے اپنے عقب میں آہٹ سنائی دی :  
 "غضب خدا کا ! جیک یہ تم کیا کر رہے ہو ؟"  
 جنسن کی آواز نے میرے دل کو چرک کر رکھ دیا۔ چند لمحے میں پتھر کے بن کی طرح ساکت کھڑا رہا۔ میرے سامنے تجوری کھلی پڑی تھی اور میرا ایک ہاتھ تجدی کے اندر گڈیوں پر تھا۔  
 میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا :

جنسن دروازے پر کھڑا تھا۔ اُس کی آنکھیں خیرت سے کھلی ہوئی تھیں۔  
 باہر اس ٹرک کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ میں اُسی حالت میں کھڑا اُسے دیکھتا رہا :

دھمکے کے اندر آگیا :

"جیک تم کیا کر رہے ہو ؟"

"مہتر جنسن مجھے اندیس ہے : مجھے نے کہا "آپ سوچ رہے ہوں گے۔ کہ میں آپ کی دولت خراب رہی ہو، بسا کہ بظاہر نظر آ رہا ہے۔ لیکن یقین کیجئے کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے :"

اُس وقت لولا دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا اور وہ بلکلے کانپ رہی تھی :

”یہ یہاں کیا نمود رہا ہے؟ وہ جیسی کیا تجوری اسی نے کھولی ہے؟ میں جانتی تھی کہ میرے چور ہے۔ کارل میں نے تمہیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ یہ میری نظر بچا کر یہاں کھنڈہ آیا ہے۔ میں کچن میں مصروف تھی :

جینسن نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ وہ بدستور مجھے گھور رہا تھا۔ ”تم یہاں کیا کر رہے تھے جبکہ“ اس نے پوچھا۔ اس کی آواز میں بلا کا درد تھا۔ ”جو کہ مجھے کوڑے کی ضرب کی طرح محسوس ہوا۔ تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟“

”جی ہاں“ بہت کچھ میں نے کہا۔ پہلی بات تو یہ کہ میرا نام جیک پیٹ ہور نہیں بلکہ جیک کارسن ہے۔ چھ مہینے قبل میں فارسی درخت کی جیل سے فرار ہوا تھا :

اس کے چہرے کے نقوش گرفت ہو گئے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک صوفے پر جا بیٹھا۔

”میں نے یہ خبر پڑھی تھی۔ تو تم جیک کارسن ہو؟“

”ہاں۔ آپ کی بیوی نے میری نوٹ اس اخبار میں دیکھ لی جو کہ منگل کے روز سامان کے ساتھ آگیا تھا۔ اس نے مجھے پہچان لیا۔ اور مجھ سے کہا کہ اگر میں نے تجوری کھول کر رقم اس کے حوالے نہ کی تو وہ پولیس کو اطلاع کر دے گی :

”تم کہنے بھولے ہو! لولا دیلائی : کارل اس کی بات پر دھیان مت دو۔ یہ نمبر ٹیک رہا ہے۔ اپنا کھانا بچانے کے لئے۔ میں ابھی پولیس کو بلاتی ہوں :

جینسن آہستہ سے اس کی طرف مڑا اور اُسے گھورنے لگا :

”تم تکلیف مت کرو۔ اس نے سرویج میں کہا : اگر پولیس کو بلانا ہوا تو میں

خود فون کر کے پولیس کو اطلاع کر دوں گا :

میں کہہ رہی ہوں یہ جھوٹ بک رہا ہے۔ اسکی بات کا یقین مت کرو کارل،  
تم خاموش رہو جنسن نے کہا :

وہ دیوار کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔ اسکی سانسیں تیز چل رہی تھیں۔ پھر وہ

میری طرف کھڑا :

”کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہو؟“ وہ بولا :

میں نے اٹھ کر بھاگ کر ریموں سے بھاگ جاؤں گا۔ بولا کو میں بہوش  
کر کے یہاں ڈال جاتا۔ اس کے بعد میں سڑا لکھ کر آپ کو پوری حقیقت بتاتا  
اور آپ کی ریم آپ کو واپس کر دیتا۔ یہ ایک طریقہ تھا جس سے آپ میری  
بات پر یقین کر سکتے تھے :

وہ پانچ جہر سکنڈ تک مجھے غور سے دیکھتا رہا۔ جواباً میں بھی اسکی آنکھوں  
میں آنکھیں ڈالنے کھڑا رہا۔ پھر اس نے سڑا کر بولا کی طرف دیکھا۔ بولانے اسکی  
نظروں سے بچنے کی کوشش کی :

”تم کہہ رہی ہو کہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے؟“

بالکل۔ یہ جھوٹا ہے :

”تو میری طرف دیکھو“

بولانے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے آنکھ نہ ملا سکی۔

جین صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ پہلے سے زیادہ سحر نظر آنے

لگا تھا۔ اس کے کندھے سے ہلکے نظر آ رہے تھے :

”بولا۔ اب اگر سو جاؤ“ میں نے کہا : ٹائٹ شفٹ کی ٹکر نہ کرو۔ میں

سنبھال لوں گا۔ تم جاؤ :

”اور اس کا کیا ہو گا؟“ اس نے مطالبہ کیا۔ میں پولیس کو بلارہی ہوں :

جنسن نے اس کے قریب پہنچ کر اس سے زور سے جھجھکڑا :

تم اپنے بیڑ دم میں جاؤ۔ پولیس بلانے کی کو کوئی ضرورت نہیں۔  
اور اس نے اُسے کمرے سے باہر دھکیل دیا۔ پھر وہ دوبارہ آکر صوفے  
پر بیٹھ گیا۔

میں اب بھی کھلی تجوری کے سامنے کھڑا تھا۔

”میں آپ سے یہ امید نہیں کرتا کہ آپ کچھ پریشانی کریں گے“ میں نے کہا۔  
لیکن حقیقت میں میں فاران ورتھ جانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اسی لئے اس کے  
دباؤ میں آگیا۔

”دنیا بھی کسی عجیب ہے“ اس نے آہستہ سے سپاٹ لیجے میں کہا، ”اور قدرت  
بھی کیسے کیسے رنگ دکھاتی ہے۔ ہمارے کلب کے صدر کو اچانک دل کا دورہ  
پڑ گیا تھا اس لئے شنگ رہ گئی۔ صرف اس لئے کہ ایک شخص کو دل کا دورہ  
پڑتا ہے۔ دوسرے شخص کے سامنے یہ تلخ حقیقت آتی ہے کہ اس نے ایک  
نئے وفا عہد سے شادی کی۔“

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ کو کچھ پریشاں ہے؟“ میں نے پوچھا۔ آپ  
سوچتے ہیں کہ میں کچھ کہہ رہا ہوں؟“

”میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں آدمی دیکھ کر پہچان لیتا ہوں۔ لیکن خاوند  
میں توں کے بارے میں میرا اندازہ غلط ہوتا ہے۔“  
میں نے گہری سانس لی۔

”شکریہ سٹر جنس۔ آپ کی رقم آپکو واپس مل جاتی۔ میری بات کا یقین  
کیجئے۔ میرے پاس اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔“

اس نے کھلی تجوری کی طرف دیکھا اور کندھے اچکاتا ہوا بولا۔

”جیک۔ تمہیں یہاں سے جانا ہی ہو گا۔ یہاں تم غیر محفوظ رہو گے۔ وہ  
پولیس کو مطلع کر دے گی۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے۔“ میں نے کہا۔

تم اسٹیشن دیگن لے جا سکتے ہو۔ کیا خیال ہے کہاں جاؤ گے؟

نیویارک بہتر رہے گا۔

میں تمہیں تیس ہزار ڈالر دے رہا ہوں۔ جنس نے کہا "اس رقم سے

تم کوئی کاروبار شروع کر سکتے ہو۔

میں اُسے دیکھتا رہ گیا۔

نہیں نہیں میسر جنس۔ میں اتنی بڑی رقم نہیں لے سکتا۔ یہ نہ سوچئے

کہ میں احسان فراموش ہوں۔ لیکن مجھ پر پہلے ہی آپ کے بہت احسانات ہیں۔

تم یہ رقم لے سکتے ہو اور لوگ "اس نے سیدھے میری آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے کہا۔ اب میں دنیا کی سیاحت کو تنہا تو جانے سے رہا۔ مجھے دولت کی

ضرورت نہیں لیکن تمہیں ہے۔ مجھے آج تک تم سے اچھا کوئی آدمی نہیں ملا۔

اور جیک میں تمہیں بے حد پسند کرتا ہوں۔ تمہیں یہ رقم نہیں ہی ہوگی۔

اس نے نگاہیں دوسری طرف پھیر لیں اور آہستہ سے بولا: مجھے تمہاری

بہت یاد آئے گی۔ جیک۔

تب میں نے اُسے دیکھا!

اس نے کافی تیزی دکھائی تھی کیونکہ اب وہ کچن میں کام کرنے والا لباس

اتار کر سبز لباس میں ملبوس تھی۔ اس کا چہرہ چاک کی طرح سفید تھا لیکن آنکھیں

انگاردوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

اُس کے داہنے ہاتھ میں اشاریہ چار پانچ کا دیوا اور عقاب جھکارنے ہماری

طرف تھا۔

## باب ۷

کچھ دیر تک کمرے میں سناڑا رہا۔ خاموشی میں گھڑی ٹپک ٹپک اور بولا

کی تیز تیز سانچوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

جنس اُسے اس طرح گھورتا رہا گویا اُسے اپنی بصارت پر یقین نہ آ رہا ہو۔

آخر اس نے سکوت کو توڑا :

”اے لولا ! اس نے کہا :

”اپنی جگہ سے ہلنا مت۔ لولا نے بھنکار کر کہا۔ یہ رقم میں لے جا رہی ہوں۔

اس چور کو ایک پیسہ بھی نہیں مل سکتا :

”لولا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئیں۔ ریلو والو نیچے رکھ دو۔ بھرا ہوا ہے :

”اپنی جگہ بیٹھ رہو اور میری بات غور سے سنو۔ میں تم سے اور تمہارے سسرا

یافتہ دست سے تنگ آ چکی ہوں۔ میں یہاں سے جا رہی ہوں اور میں یہ

رقم بھی لے جاؤں گی۔ تم دونوں میں سے بچھ کوئی بھی نہیں روک سکتا :

اجانک جنسن کے چہرے پر سختی کے آثار نظر آنے لگے :

”تھیں اپنی اس حرکت پر شرم آنی چاہئے۔ اس نے کہا۔ یہ رقم ہم دونوں

کی ملکیت ہے۔ میں نے تیس سالوں سے پائی پائی کر کے اُسے جوڑا ہے۔

تم اسے اس طرح نہیں لیجا سکتیں۔ ریلو والو رکھ دو اور یہ بیوقوفوں کی سی

حرکتیں بھی بند کر دو :

”میں یہ رقم لیجاؤں گی۔ اگر تم نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں پولیس

کو بتا دوں گی کہ تم نے ایک سزا یافتہ مجرم کو پناہ دی تھی۔ میں انہیں یہ

بھی بتا دوں گی کہ اس رقم پر انکم ٹیکس نہیں دیا گیا۔ اب میرے راستے

سے سٹ جاؤ ورنہ پکڑنا پڑے گا :

جنسن کا چہرہ نئے سے نئے ہو گیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

میں اب بھی کھلی ٹھون کے سامنے سڑا تھا۔ بولا کے ہاتھ میں ریلو والو کی جھکری تھی

دہشت بڑھ رہی تھی :

”اب وقت آ گیا ہے کہ تمہیں سب سے دیا جائے۔ جنسن نے کہا۔

”میں اب تک تم سے فرمی سے پیش آ رہا تھا لیکن لاؤں کے جھوٹ باتوں

سے نہیں مانتے۔ تمہیں دو چار کرارے ہاتھ بڑھنا چاہئے ہیں :

• خیدارہ میں نے کہا اور سپر کی ٹھوکر تجری کے دروازے پر رسید کر دی تجری کا دروازہ ایک کھٹکے سے بند ہو گیا۔

لولانے غصے اور مایوسی کی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اتنا تو وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ تجری کا قفل جو کہ آٹومیٹک ہے تجری کو قفل کر چکا ہے۔  
جنسن اس کے قریب پہنچ چکا تھا جب اشارے چارپانچ کے دیوالوں کی گولی ایک دھماکے سے پٹی۔

وہ ایک لمحہ اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا۔ پھر اس کا زبردست جسم اس طرح فرش پر گر گیا جیسے کوئی بڑا درخت گرنا ہے۔ اس کے گرنے کے دھماکے سے پورا بنگلہ لرز اٹھا۔

لولانے چیخ کر دیوالوں بھینک دیا اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا کاہنتے ہوئے میں نے گھٹنوں کے بل بھاگ کر جنسن کی نبض دیکھی۔  
اگلے سینے میں بائیں طرف سرخ داغ نمودار ہو گیا تھا۔ گولہ سینہ دل پر لگی تھی اور اسے زرد آبی ختم کر گئی تھی۔

مجھے یقین نہ آ رہا تھا۔ میں اس کا ہاتھ بچانے اس کا طرف دیکھا۔  
تم نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ الفاظ خود بخود میرے منہ سے نکلے۔  
لولانے ایک چیخ ماری اور پانگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی اپنے جیڈروم کی طرف بھاگ گئی۔

پھر مجھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔  
میں اسی طرح بیٹھا جنسن کی طرف دیکھتا رہا۔ میری آنکھوں میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ پولیس بلانے کی میری ہمت نہ تھی۔ فرض کر لو۔ وہ مجھ پر جن قتل کا الزام دھرتی؟ اس جیسی عورت کے لئے یہ مشکل نہ تھا۔ اور یہ جان لینے کے بعد کہ میں خادانِ درخت سے بھاگا ہوا قیدی ہوں انہیں مزید محبوب کی ضرورت ہی نہ رہتی۔



تب مجھ ایک کار کے پٹرول پمپ پر آکر رکنے کی آواز آئی۔ اس کے فٹائوڈ  
نے بے چینی سے دو تین بار دانت بجایا۔

سٹنگ روم کی کھڑکی کھلی تھی اور اس پر پردہ بھی نہیں لگا ہوا تھا۔  
ڈرائیور اس جگہ روک کر اسی طرف اُسکتا تھا۔ اور جس کو مردہ دیکھ  
کر یہ سمجھتا کہ میں نے ہی اُسے قتل کیا ہے۔ اسی لئے میں تیزی سے باہر کی  
طرف چلا :

باہر نکلتے وقت میرا پیر رلیا اور پر پڑا۔ میں نے اُسے اٹھا کر صیب میں  
رکھ لیا۔ اور پمپ کی طرف بڑھا : وہاں ایک بی جی چوڑی شیور لیٹ کار منتظر  
تھی۔ بھوپے بالوں والی ایک موٹی عورت اندر بٹھی ہوئی تھی اور ایک لمبا  
چوڑا ادھیڑ عمر شخص کار سے باہر نکلی رہا تھا :

”اس میں پٹرول بھر دو“ اس نے خشک لہجے میں کہا۔ میں کسی مشین کی طرح  
اس کی نوٹر کی ٹنگی میں پٹرول بھرنے لگا :

”کھانے کے لئے کچھ ہو گا ؟“  
مجھے ٹھیک سے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا :  
”اے“ اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔ ”سنا کی نہیں دیتا ؟ ہمیں کھانے  
کے لئے کچھ چاہئے :“

”صاف کیڑے گا لنچ روم بند ہو چکا ہے :“  
میں ان سے جلد سے جلد پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ آدمی شاید  
ان لوگوں میں سے تھا جو انکا سنسنے کے عادی تھیں ہوتے۔  
”بند ہو چکا ہے تو اُسے کھولو۔ ہمیں بھوک لگی ہے :“  
”جیسے افسوس ہے۔ لنچ روم بند ہو چکا ہے“ میں نے اس کی ٹنگی کا دھکی  
کتے ہوئے کہا :

”کیا تم ہیں اس جگہ کے مالک ہو ؟“

• جی نہیں :

• تو مالک کہاں ہے؟ میں اسے کہہ کر تمہارا بیچ روم کھلواتا ہوں :

• میری ڈیر۔ کار میں سے اس عورت کی گھبراہٹی ہوئی آواز آئی :

• تم خاموش رہو۔ وہ بولا۔ میں ان سے نیٹ لوں گا۔ میں یہاں کے مالک سے بات کروں گا۔ میں ملازموں سے جٹ نہیں کرتا :

• اصرار دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے کہ وہ بیگلے کی طرف چل پڑا۔

• ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا : میں آپ کے لئے کچھ بنائے دیتا ہوں۔ ماس سور ہے یہی :

• وہ ٹھہر کر مجھے چند لمحوں کے گھورتا رہا پھر بولا :

• میں تمہاری رپورٹ کرنا چاہتا ہوں :

• آپ میرے ساتھ آئیے میں ابھی آپ کا کھانا پیش کرتا ہوں میں نے کہا۔

• اور آگے بڑھ کر بیچ روم کھول دیا۔ اور اسکی روشنیاں چلا دیں :

• اے۔ اس نے اپنی بیوی کو آواز دی "اب دہان سے اٹھو۔ تمہیں ہجرت لگی ہے نا؟ :

• دونوں بیچ روم میں آکر ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

• کیا کیا مل سکتا ہے؟ وہ آدمی میری طرف دیکھ کر بھونکا۔

• چکن سینڈویچ اور ٹینا ہو گوشت : میں نے کہا، مجھے کھانے کے تصور سے ہی منہ میٹھا ہو رہی تھی :

• جگ۔ اور خدا جلدی "اس نے کہا اور پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح صاف کر لیتا :

• میں کچن میں گیا۔ میرا حالت غیر رہی تھی۔ میں نے مشروبات کی الماری سے دھسکی کی بوتل نکال کر ایک ڈبیل پیگ بنایا اور غٹاٹ پی گیا پھر میں نے الماری سے چکن نکال کر کئی سینڈویچ بنائے۔ کافی گرم کی اور سارا سامان

لاگرات کے سامنے میز پر لگا دیا۔

وقوف نے کھانا شروع کر دیا:

اجانک مجھے غسوس ہوا کہ مجھے قئے ہو جائے گی۔ میں نے اس وقت دہکی

نی کر غلطی کی تھی۔ میں نے غسوس کیا کہ اگر فوراً میں باہر نکلی ہوا میں نہ آیا تو میں  
جہوش ہو جاؤں گا۔

میں نے بڑا گرات سے کار کی صفائی کے بارے میں کچھ کہا اور تیزی سے  
باہر آ گیا۔ باہر گرم رات نے میری حالت مزید خراب کر دی۔ میں عمارت کے  
پچھلے حصے میں جا کر قے کرنے لگا۔

جذہنت بعد میری طبیعت کچھ سنبھلی۔ میں لچ روم کے برآمدے میں  
اگر اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔

میں سخت مصیبت میں تھا۔  
جیسے ہی لولا کے ہوش ٹھکانے آئیں گے تو اُسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگے گی  
کہ وہ بھی بڑی طرح چھنس چکی ہے۔

اب تک یہ بات میرے دماغ میں نہیں آئی تھی کہ جنس کی موت کی وجہ  
ایکسٹرنٹ بھی ہو سکتی تھی۔ وہ بھرا ہوا ریوالتوراس کے سامنے ہمارا ہی تھی  
اتفاقاً ٹرائیگر دہ گیا۔ لیکن ممکن تھا کہ پولیس یہ نہ مانتی وہ یہ ضرور  
جاننا چاہتے کہ آخر لولانے ریوالتورائے کئی کیوں تھی۔ اگر شوہر کو دھمکانے  
کے لئے تب بھی وہ قتل کا الزام لگا دیتے۔

لولا کے خیال میں یہ بات بھی آ سکتی تھی کہ دم قتل کا الزام بھری تھوہ  
سکتی ہے۔ وہ یہ بیان دے سکتی تھی کہ میں اور وہ کچھ میں کام کر رہے تھے۔  
جنس میٹنگ میں گیا تھا۔ میں اسکی نظر بجا کر بیگلے میں جا گھا۔ اور خجوری  
کھول لی۔ عین اسی وقت جنس واپس آ گیا۔ اور مجھے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا  
اسی لمحے میں نے اُسے قتل کر دیا۔ میں اپنی صفائی میں جو بھی کہتا اُسے کون سنا؟

سب سے پہلے تو میں نے سوچا کہ اسٹیشن دیگن لے کر یہاں سے بھاگ جاؤں لیکن میں ٹیلی فون سے تیز تو نہیں جاسکتا تھا۔ جیسے ہی وہ یہ دیکھنی کر میں فرار ہو گیا ہوں وہ پولیس کو مطلع کر دیتی اور وہ مجھے ٹروپکا اسپرنگ میں داخل ہوتے وقت ہی گرفتار کر لیتے۔ اگر میں ٹیلی فون کاٹ دیتا اور اُسے باندھ دیتا تب بھی اس بات کا امکان تھا کہ کوئی نہ کوئی پیپ پر آتا اور اُسے دیکھ لیتا۔

پھر اچانک میرے دماغ میں یہ خیال کو نہا کہ اگر میں مصیبت میں تھا تو میں اُسے بھی مصیبت میں ڈال سکتا تھا۔ یہ اس بات پر غور تھا کہ اُسے تجوری میں بڑی رقم کی کتنی ضرورت ہے۔ اور مجھے یقین تھا کہ وہ سرکھن عورت پیسے کو نہیں چھوڑ سکتی۔

اگر وہ مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کرتی تو مجھے اتنا کہتا تھا کہ اس رقم پر ٹیکس نہیں دیا گیا۔ اور رقم اس کے ہاتھ سے نکل جاتی وہ جنس کو بھی ایسی دھکی دے رہی تھی۔ اگر میں پولیس کو حقیقت بتا دیتا تو وہ پوری رقم ضبط کر لیتے۔

میں نے جنس کی لاش کے بارے میں سوچا جو کہ سینک روپے میں بڑی تھی۔ مجھے اسے بھی کہیں دفن کرنا تھا۔ مجھے اس کی غیر موجودگی کی کوئی مفقود وجہ بھی سوچنی تھی۔ جو کہ میں لوگوں کو بتا سکتا۔ میں نہیں بلکہ پہچانی تھا کہ وہ ددلوں لٹے روم سے باہر نکلے۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا۔ مرد نے مجھے بغیر ٹپ دیے ادائیگی کی اور کہا کہ یہ جگہ داہیات ہے اور وہ اس بارے میں اپنے دوستوں کو ضرور بتائے گا۔ ان کے جاتے ہی میں بنگلے کی طرف دوڑا۔

میں عین وقت پر پہنچا تھا۔ جیسے ہی میں نے باہری دروازہ کھولا مجھے ٹیلی فون کے ریسپورڈر کے اٹھانے کی آواز آئی۔ وہ پولیس کو فون کر رہی تھی۔

ٹیلی فون ہال میں تھا :

لولانے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اس کی انگلیاں ڈائل پر تھیں وہ اس وقت بہت بد صورت نظر آرہی تھی ۔ اسکا چہرہ سفید اور آنکھیں حلقوں میں دھنسی دکھائی دے رہی تھیں ۔ یہاں تک کہ اس کے ہونٹ بھی سفید نظر آرہے تھے :

ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ۔ اس کے ہاتھ میں رسیور تھا اور میں نے اپنے ہاتھ میں رپو الورا اٹھا رکھا تھا جس کی نال کا رخ اس کی طرف تھا ۔  
" تو وہ دونوں میں نے کہا ۔ فوراً :  
اس کے چہرے کا رنگ اور بھی سفید ہو گیا ۔ شاید اس نے سوچا تھا ۔  
کہ میں اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے رسیور واپس رکھ دیا :

" اسے بیدروم میں چلو ۔ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں :  
اس کے عقب میں چلتا ہوا میں اس کے بیدروم میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر دیا :

" تم پولیس کو بلا رہی تھیں ؟ " میں نے پوچھا :  
وہ اپنے بستر پر بیٹھ کر مجھے گھورتی رہی ۔ اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا :  
تمہارا خیال تھا کہ تم اپنے شوہر کے قتل کا الزام مجھ پر لگاتو یہی ارادہ تھا نا ؟ " میں نے کہا ۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ آئینہ یا تمہارے لئے لکنا نقصان دہ تھا ۔ اور اگر تم تجوی میں رکھی دوست چاہتی ہو تو ہنس چکا کہ پولیس کو یہاں سے دور ہی رکھو ۔ اگر پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا تو میں ہنسنے بتا دوں گا کہ اس رقم پر ٹیکس نہیں دیا گیا اور انھیں یہ بات بہت پسند آئے گی ۔ اور انکم ٹیکس والوں کا جرمانہ دہیرہ ادا کرنے کے بعد شاید تمہارے لئے کچھ بھی نہ بچے ۔ اس لئے اگر رقم چاہئے تو میری بات غور

اس کے چہرے کے تاثرات سے ظاہر تھا کہ میری بات اُس کی سمجھ میں آگئی

ہے۔

”میں ہمیشہ تجھیں نوں سے دور نہیں رکھ سکتا : میں نے کہا : لیکن میں تجھیں  
خبردار کرتا ہوں کہ اگر تم نے پولیس کو میرے متعلق بتایا تو میں پوری کوشش  
کروں گا کہ تجھیں بھوٹی کوڑی بھی نہ ملے۔ اب جو تمہاری مرضی ہو کر دو۔ اور  
دوسرا اسنڈ ہے کہ ہم اُسے دفن کر دیں اور یہ افواہ اُڑا دیں کہ وہ چند  
دلوں کے لئے باہر ہے۔ جب میں مناسب جگہوں پر بخوری کھول دوں گا  
تہا تم رقم لے کر جا سکتی ہو۔“

”وہ ایک ایکسپنڈنٹ تھا“ اس نے کمزور آواز میں کہا : ”لیکن  
اگر ہم نے لاش غائب کر دی اور بعد میں انھوں نے تلاش کر لی تو وہ اُسے  
قتل قرار دیں گے :“

”کم سے کم وہ موجودہ حالات پر بحث کرنے کے لئے تو تیار ہو گئی تھی :“  
میری گھبراہٹ کم ہونے لگی :“

”کیا تم ثابت کر سکو گے کہ یہ ایکسپنڈنٹ تھا؟ : میں نے کہا :  
”اگر تم یہاں تنہا ہو تیں تو شاید یہ ثابت کرنا زیادہ مشکل نہ ہوتا لیکن  
میری موجودگی میں یہ ممکن نہیں۔ بہتر ہو گا کہ تم اپنے اگلے اقدام کا فیصلہ کر لو۔  
اگر تمہیں رقم چاہیے تو ہمیں اُسے دفن کرنا ہو گا۔ دوسری صورت میں  
تم پولیس کو مطلع کر سکتی ہو۔“

اگلے پانچ یا چھ سیکنڈ تک تیزی سے دھڑکنے والے لئے میں اس کے رد  
عمل کا منتظر رہا :“

مجھے یقین تھا کہ وہ پولیس کو نہیں بلائے گی لیکن اگر پولیس بلاتی تو  
میں اُسے ایسا نہیں کرنے دیتا۔ یہ دہریے کر چکا تھا۔

آخر اس نے خاموشی کو یہ کہتے ہوئے توڑا :

”تم بکے رقم اسی وقت دے دو۔ میں یہاں سے چلی جاتی ہوں اور میں یہ بھی وعدہ کرتی ہوں کہ کسی سے بھی تمہارے بارے میں نہیں بتاؤں گی۔“  
 ہرگز نہیں۔ رقم تمہیں بھی ملے گی جب مجھے یقین ہو جائے کہ خطرہ پوری طرح ٹل چکا ہے۔ اگر تم اتنا انتظار نہیں کر سکتیں تو پولیس بلاؤ اور رقم سے ہاتھ دھو لو۔“

اس کے چہرے سے مایوسی اور غصے کے آثار ہو پدا ہوئے :  
 نکل جاؤ۔ ”وہ جی“ یہاں سے نکل جاؤ۔“

اور وہ بستر میں منہ چھپا کر زور زور سے رونے لگی :  
 میں سمجھ گیا کہ مجھے کامیابی ہوئی ہے۔ میں نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ میں اُسے خود بہ قابو لانے کے لئے کچھ وقت دینا چاہتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ بعد میں جنسین کی لاش ہٹانے میں وہ میری مدد کرے گی۔  
 میں نے گھڑی پر نظر ڈالی ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ یہ وقت لاش ہٹانے کے لئے موزوں تھا۔ ہمیں یہ کام تب شروع کرنا تھا جب کسی کے بھی آنے کی امید نہ ہوتی۔ یعنی ایک بجے کے بعد۔“

میں لہجے روم میں آیا۔ اور اپنا دھیان ہٹانے کے لئے کچن کی صفائی میں جُٹ گیا۔ میں نے کوشش کی کہ جنسین کا خیال دل میں نہ آنے دوں لیکن رہ رہ کر اسکا مسکراتا ہوا چہرہ میرے سامنے آ جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھیانگ منظر۔ جہاں اس کی لاش فرش پر پڑی تھی۔ ایک بچے تک اکاڈ کا ٹرک پشروں کے لئے رکتے رہے۔ آخر ٹریفک قہم گیا۔ میں نے سوچا کہ ایک نفر ٹونا پر بھی ڈال لوں کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ اُس کے بیڈروم کی بتی جل رہی تھی۔ میں نے جب اُس کے بیڈروم کے دروازے کو کھولنا چاہا تو دیکھا وہ مقفل تھا۔“



”ولا۔ میں نے کہا باہر آؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت ضرورت ہے۔“  
”مجھ سے دور رہو۔“ اندر سے چیختی ہوئی آواز آئی۔ میں تمہاری کوئی بھی مدد نہیں  
کر دوں گی۔ بھاگ جاؤ۔

ابھی بھی وہ اپنے محاسن میں نہ تھی۔ اس لیے اس وقت اس سے بحث کرنا بیکار تھا۔  
جینن کی لاش ٹھکانے لگانے کا کام مجھے تمہارا تھا۔

اسے کس جگہ دفن کیا جائے۔ یہ میں پہلے ہی سوچ چکا تھا۔ پہلے میں نے سوچا  
تھا کہ اسے باہر کچھ دور جا کر میدان میں دفن کر دوں گا لیکن اس میں قبر کھودنے  
وقت دیکھ لیے جانے کا خطرہ تھا۔ آخر میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے سرست والے  
شید میں ہی ایک کنارے دفن کر دیا جائے۔ اس شید میں فرش نہ تھا۔  
میں نے ایک کمرال اور بیچ لیا۔ اور شید کے ایک کنارے سے کباڑ بٹا کر قبر کھودنے  
لگا۔

گڑی بہت زیادہ تھی ایک فٹ گہرا کھودنے میں ہی میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ لیکن  
میں نے ہمت نہ ہاری اور چار فٹ گہرا کر ڈھاکھو دیا۔ جب تک میں کھدائی سے  
فارغ ہوتا ساڑھے تین بج چکے تھے۔

پھر میں باہر سے کپڑے کیبن میں آیا۔ غسل کیا اور دوسرے کپڑے پہن کر واپس  
نکلے پہنچا۔

ولا کے میڈروم میں اب بھی روشنی تھی۔ میں نے ہال میں داخل ہو کر آہٹ سننے  
کی کوشش کی۔ لیکن مجھے کوئی آواز نہ آئی۔ میں نے آگے بڑھ کر سٹنگ روم کا دروازہ  
کھولا اور روشنی جلا دی۔

جیسے کہ بھاری جسم اُسی جگہ پڑا ہوا تھا۔ خون زیادہ نہیں نکلا تھا۔ قالین پر  
صرف ایک جگہ تھوڑا سا خون دکھائی دے رہا تھا۔

میں نے اُسے چھوڑا لاش اکڑنی شروع ہو گئی تھی۔ ایک گھنٹے بعد تو اتنی  
دزن اور اڑی ہوئی لاش اٹھانا مجھ سے ممکن نہ ہو گا۔

مجھے یقین نہ تھا کہ میں اسے پیٹھ پر لا کر شہید تک لے جا سکوں گا۔ وہ سوادہ سو پونڈ سے کم نہ رہا ہو گا۔

میں اس کے قریب کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ عجیب بات تھی کہ مجھے اس وقت اس نظام سے دہشت نہ محسوس ہوئی۔

میں اہل موت کے صدمے سے سنبھل چکا تھا۔ میرے بے اس کی شخصیت اس کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو چکی تھی۔ سامنے اکڑتی ہوئی لاشیں میرے بے کوئی معنی نہ رکھتی تھیں۔ یہ کارل جینسن نہ تھا۔ وہ کارل جینسن جسے میں چاہتا تھا اس جسم سے دور جا چکا تھا۔ اب تو یہ مردہ جسم میرے بے ایک خطرہ تھا۔ مجھے اس سے فزائی بیجا چھڑا تھا۔

میں نے واپس شہید میں جا کر ایک ٹرائی نکالی جسے ہم بھاری مشین ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اُسے دھکیلتا ہوا نیچے میں لے آیا۔ اسے سنگ روٹم تک لانے میں کافی شور بھی ہوا لیکن لولا کمرے سے باہر نہ نکلی۔ حالانکہ اس نے اندازہ لگایا ہو گا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس کی اس بات تعلق پر مجھے بہت غصہ آیا۔

میں نے جینسن کی ویش کو ٹرائی پر رکھا۔ اور پھر باہر نکلی کمرے پر دیکھا۔ دور دور تک کسی گاڑی کی روشنی نہ دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے واپس اکڑائی کو باہر کی طرف دھکیلتا شروع کیا

میں ہال کے باہری دروازے کو کھول ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

اچانک اس آواز نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔ میں بیسر پر کھے ٹیلی فون کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر کی چیخا ہٹ کے بعد میں نے اُس کے بڑھ کر ریسو، اٹھا لیا۔

اتنی رات گئے کون ٹیلی فون کر سکتا تھا میں نے جبر سے سوچا۔

”کون؟ جین؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”نہیں، آپ کون ہیں؟“

”میں سٹریٹس کے گنگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے کہو کہ ہال لیش بول رہا ہے۔“

(ہال لیش)

یہ نے ٹالی پر پڑی جین کے لاش پر نظر ڈالی میرے چہرے سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

”سٹریٹس سو رہے ہیں“ میں نے کہا ”اس وقت انھیں جگا یا نہیں جاسکتا؟“

”نہ ان سے کہو کہ ہال لیش بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ ضرور آجائے گا۔“

مجھے صدر کے جنازے کے بارے میں بات کرنی ہے۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تو زینتی تفریر کرے گا یا نہیں۔ تم اسے جگا دو۔ وہ قطعاً ناراض نہ ہوگا۔ میرا نام بتا دینا۔

”میں انھیں صبح ہی بتا سکتا ہوں“ میں نے کہا ”تب وہ آپ سے گنگو کر لیں گے۔“

اس وقت میں انھیں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔

”تم کون بول رہے ہو؟“ وہاں سے تیز لہجے میں کہا گیا : تم وہی کرو جو تم سے

کہا جا رہا ہے۔ میں کارل کو جانتا ہوں۔ وہ ضرور مجھ سے بات کرنا چاہے گا۔

یہ کہنے گہری سانس لی۔

”بہری پر راہ مت کرو کہ میں کون ہوں۔“ میں نے بھی جارحانہ لہجے میں کہا۔

تم یا کوئی اور شخص اس وقت انہیں ڈسٹرب نہیں کر سکتا۔ وہ اس وقت اپنا جوی

کے ساتھ سو رہے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں انھیں صبح چار بجے صوفی اس بے

جگا دوں کہ تم کسی کے جنازے کے بارے میں گنگو کرنا چاہتے ہو؟ بہتر ہو گا کہ

کلی صبح کرو۔

اور میں نے ریسور واپس الٹک دیا۔

پھر میں وہاں کچھ دیر منتظر کھڑا رہا کہ وہ شاید دوبارہ فون کرے لیکن گھنٹی

۱۳۲  
 مذبحی۔ شاید میں پانچ منٹ تک وہاں کھڑا رہا ہوں گا لیکن یہ پانچ منٹ مجھے ایک گھنٹے کے  
 برابر محسوس ہوئے۔ میں نے باہر نکلی کہ پھر سڑک پر نظر ڈالی، اور پھر مطمئن ہو کر واپس  
 دھکیلتا ہوا اس مشین میں لے آیا جہاں میں نے اس کے لیے قبر کھودی تھی۔  
 میں نے اسے قبر میں ڈال کر زمین برابر کر دی۔ اس کام میں مجھے ایک گھنٹہ لگ گیا۔  
 جیسن جیسے انسان کو اس طرح دفن کرنا اچھی بات نہ تھی لیکن اپنی جان بچانے کے لیے  
 اور کوئی بچاؤ بھی نہ تھا۔

میں نے سوچا کہ اس کی قبر پر دعا پڑھوں لیکن مجھے دعا کے الفاظ یاد نہ تھے۔ پھر  
 میں نے کونے پکڑے لفظوں میں اس کے مغفرت کی دعا کی۔  
 اس کے بعد میں نے ایک بھاری بیج اس کی قبر کے اوپر رکھ دیا۔ کدال اور بیلیج سٹاک  
 اور جگہ کا سایہ کیا۔ یہ اندازہ رکھا کہ شوارہ تھا کہ بیج کے نیچے مرنے چار فٹ پر  
 کوئی انسان دفن ہے۔

پھر میں واپس اپنے کیمپ میں آیا۔ کپڑے اتار کر دوبارہ غسل کیا اور بستر پر بیٹ گیا۔  
 صبح کی سپیدی نمودار ہونے لگی تھی، ایک گھنٹے میں سورج نکل اُسے گا  
 میں نے سوچا۔ اب سونا بیکار تھا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور چھت کی طرف دیکھتے  
 ہوئے اپنی کوز ریشمڈر غور کرنے لگا۔

اب وقت آ گیا تھا کہ جینسن کی غیر موجودگی کے بارے میں کوئی کہانی گڑھی جائے۔  
 مجھے امید تھی کہ ہال لیش صبح صدفون کرے گا۔ کیا عجب کہ وہ خود ہی آجائے۔ اگر  
 میری کہانی قابل قبول نہ ہوئی تو وہ پولیس کو مطلع کر دے گا۔ اور میرے بارے  
 میں پتھان بن کرے ہی انہیں میرے بارے میں سب معلوم ہو جاتا۔ میری  
 کہانی ہر حالت میں قابل قبول ہونی چاہیے تھی۔

صبح ساڑھے چھ بجے پہلا ٹرک پٹرول کے لیے رکا۔ میں تب تک ایک  
 کمال گڑھ چکا تھا۔ سونی صدی قابل قبول تو نہ تھی لیکن غنیمت تھی۔ میں بستر  
 سے اٹھ کر پپ پر بیٹھا۔

ڈاک ڈرائیور نے مجھے دیکھ کر سر ہلایا۔ یہ شخص مٹا اور ادھیڑ عمر تھا۔ اس کی بڑھی ہوئی  
داڑھی اور چہرے پر ٹھکن کے آثار دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ وہ پوری رات  
گاڑی چلاتا رہا ہے۔

جہاں فیمل جائے گی دوست؟ " اس نے پوچھا۔ " لیفٹ روم کھول رہے ہو؟ "

۔ ال۔ ابھی پانچ منٹ میں تیار کرتا ہوں۔  
میں نے اس کی ٹشلی میں پیٹرول بھرا۔ پھر لیفٹ روم کھول کر لیجن میں کچھ کافی گرم کی۔  
وہ بھی انڈر آ گیا اور جہاں بیٹا ہوا ایک اسٹول پر بیٹھ گیا۔  
میں نے اس کے سامنے کال کا کپ رکھ دیا۔

" کچھ اور چاہیے۔ انڈے گوشت؟ "

" ہاں انڈے دیدو۔ "

میں جب اس کے لیے انڈے ابال رہا تھا تو اس نے ایک رگرمیٹ سلگایا اور کاؤنٹر  
پر کہنیا ٹیک کر گویا خود سے بولا۔

" معلوم ہوتا ہے ایک آدھ سال میں وہ صحت چھوڑا پڑے گا۔ اس عمر میں اتنی محنت  
نہیں ہوتی۔ "

پھر بانک اس نے مجھ سے پوچھا۔

اور مسٹر جینس کہاں ہیں؟۔ ابھی تک سو رہے ہیں؟

یہ وہ سوال تھا جواب بار بار چھلکا جانے والا تھا " مسٹر جینس کہاں ہیں؟ "

کارل جینس ایسی شخصیت نہ تھا جسے آسانی سے فراہم کر دیا جاسکتا۔

" وہ دھڑلے ہاتھوں سے " میں نے کہا " پارکرا ایرڈزونا (

مزن۔ ان کا پلان ہے کہ وہاں ایک پیٹرول پمپ اور کھولیں۔

یہی میری کہانی تھی اور میں نے اس بار میں بار بار ریپرل کی تھی۔

ڈرائیور کے چہرے پر دیکھیں کے آثار نظر آئے۔

" اچھا؟ " اس نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے کیا " مسٹر جینس

بہت اسارت میں۔ میں پچھلے پندرہ سالوں سے یہاں آ رہا ہوں ہر دو پہنے میں ایک  
 جکر ملتا ہے۔ اہد میں نے اسے ہمیشہ ترقی کرتے دیکھا ہے سیر بھی خیال تھا کہ مسٹر  
 جینسن اپنا کاروبار ضرور بڑھائیں گے ایروز دنا۔ ادھنہ۔ جگہ بہت دور ہے۔  
 "ہاں" میں نے کہا "وہاں ایک پپ برائے فروخت ہے مسٹر جینسن اسی کو  
 دیکھنے گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اسے بہتر طریقہ پر چلا سکتے ہیں"  
 "بہت اچھا خیال ہے" ڈور ایڈورسٹر ملتا ہوا بولا "لیکن یہاں کا کیا ہوگا؟  
 تم دیکھ بھال کر دو گے؟

"ہاں" میں نے جھپکاتے ہوئے کہا میں اور مسٹر جینسن  
 اس نے تیز نظروں سے سیری طرف دیکھا  
 "تو اس کی بیوی یہیں ہے؟ وہ اس کے ساتھ نہیں گئی؟"  
 "صحنہ دو پہنے کی نو بات ہے پھر وہ کسی شخص کو منیجر رکھ کر واپس آجائیں گے  
 میں تنہا یہاں کا کام نہیں سنبھال سکتا۔  
 "اور" اس کے چہرے پر مٹی خیز مسکراہٹ دوڑ گئی۔ میں اس کا مطلب صاف  
 سمجھ گیا۔

"مسٹر جینسن دیکھنے میں بہت خوبصورت ہیں؟ وہ بولا۔  
 بکے جا حرائی میں نے دل میں کہا لیکن بظاہر اتفاق میں سر ہلا کر انڈوں کی  
 پلیٹ اس کے سامنے رکھ دی۔

میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے شک بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ اس خبر کو  
 سن کر دوسروں کا بھی یہی رد عمل ہو گا۔ میں نے سوچا۔  
 "تو تم اور مسٹر جینسن دونوں مل کر اسے چلا رہے ہو؟"  
 "چلا تو وہ رہی ہیں میں تو ان کا ملازم ہوں۔ دو پہنے تک مسٹر جینسن لوٹ  
 آئیں گے۔

اس نے ایک ہنگامہ بھری اہد کھانے میں مصروف ہو گیا۔

میں دروازہ کھلا چھوڑ کر کچن میں آیا۔ اور چھلکے امار نے والی مشین میں آلو بھرنے لگا۔  
 مشین چلا کر میں نے فرخ میں رکھا اور مشینا کا بازو ہلایا۔ اور پنچ سینو لکھنے لگا۔ مجھے اس بات  
 کا احساس تھا کہ یہ جینس کا کام تھا۔ اور اب میں اس کی جگہ لے رہا تھا۔ سینو لارڈ  
 لے کر میں پنچ مدم میں آیا اور اسے اپنی جگہ ملاگ دیا۔ ڈرائیور ناشتہ ختم کر چلا تھا  
 میں نے مجھے ادائیگی کی۔

ہم دونوں باہر ٹرک کا طرف آئے۔ جب وہ انڈیا اپنی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا  
 تو میں نے لولا کو بٹلے سے آتے دیکھا۔

اس نے سفید قمیض اور سرخ ٹیکر پہن رکھی تھی اور اس لباس میں ہیجان انگیز نظر  
 آرہی تھی۔

ٹرک ڈرائیور نے بھلا سے دیکھا۔ پھر میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

”کاش کہ میں تمہاری جگہ ہوتا، تمہیں بہت کام ملا ہوا ہے۔“

اس نے ڈرائیورنگ کیبن کا دروازہ بند کیا اور مجھے آنکھ مار کر انجن اسٹارٹ کر دیا۔  
 لولا کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے زور سے مارن بکایا۔



# (کتاب ۸)

میں نے بولا کہ کچن میں آیا۔ جیسے ہی میں اندر داخل ہوا اس نے مرا کر میری طرف دیکھا۔ اس کی حالت کافی خراب لگ رہی تھی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے نظر آ رہے تھے اور زنگ زدہ۔ شاید میری طرح وہ بھی پوری رات جاگت رہی تھی۔ مجھے اس پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ اتنے مختصر باس میں! ہر آنے کی حالت کیسے کر بیٹھی۔

”کیا تمہاری اس طرح جسم کی نمائش ضروری ہے؟ میں غزا یا۔“  
 ”کیا تم پر ابھی جو کوئی ہمارے بارے میں افواہیں اڑانا شروع کر دیں؟“  
 ”تمہارا مطلب کیا ہے؟“

”ذرا اپنی کھوپڑی استعمال کرو۔ میں نے اس کا بادل اٹھا کر اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔“ ابھی ابھی جو ڈرائیو گیا ہے وہ مجھے خبر دے گا کہ مجھے بہت اچھا کام ملے گا۔ اسی طرف افواہیں شروع ہوئی ہیں اس سے قبل کہ میں کچھ علم ہو پولیس ہمارے سر پر ہوگی۔“

براسا منہ بناتے ہوئے اس نے بارہ بین لیا۔

”تمہیں اس کا کیا کہا؟“ اسی سے مجھ سے نظر میں چراتے ہوئے پوچھا۔  
 ”دفن کر دیا۔ اور کیا کرتا؟ اب غور سے میری بات سنو۔ ہم دونوں نے ہل کر اس جگہ کو چلایا ہے۔ میں تمہارے کام میں دخل نہیں دوں گا اور تم بھی میرے لیے سبقتیں نہیں کھڑی کرو گی۔ جب میں مناسب سمجھوں گا تجوڑی اکھول کر رقم تمہارا حوالے کر دوں گا۔“

اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولی



”کب ہو گا وہ مناسب موقع ہے۔“

”کہہ نہیں سکتا۔ میں یہاں سے تب تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ مجھے یہ یقین نہ ہو جائے کہ میری تلاش ختم ہو چکی ہے۔ تمہیں تب تک انتظار کرنا ہو گا۔“  
اس کا چہرہ لٹک گیا۔

”کارل کے کئی دوست ہیں تو وہ بولی“ وہ جانا چاہیں گے کہ وہ کہاں ہے۔  
”کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے اس بارے میں نہیں سوچا؟ میں نے بے جہنی سے کہا۔“ تم انہیں یہ کہو گی کہ وہ اردو ونا میں نئے پٹرول پمپ کھولنے کے امکانات کا جائزہ لینے گیا ہے۔ اور دو مہینے تک مکے گا۔  
”تک تک تم یہ جگہ چلاؤ گی اور میں تمہارا اے ملازم کارول ادا کروں گا۔“  
”اور پھر۔ دو مہینے کے بعد کیا کہیں گے؟۔ لوگ تو پوچھتے ہیں کہ وہ کج ہے۔“  
”دو مہینے بعد تمہیں اس کا ایک خط موصول ہو گا جس میں یہ تحریر ہو گا کہ اُسے تم سے بہتر عورت مل گئی ہے اور وہ واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس قسم کی افواہ پر لوگ فوراً یقین کر لیتے ہیں اور چونکہ وہ تمہیں چھوڑ رہا ہے اس لیے وہ یہ جگہ بھی تمہیں دے رہا ہے۔ اس کے بعد مناسب موقع دیکھ کر میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ بعد میں تم یہ جگہ بھی بیچ سکتے ہو۔“  
”میرے پاس اس سے بہتر آئیڈیا ہے۔“ بولی ”تم بخوری اسی وقت کھول دو۔ میں نہیں وہ تیس ہزار ڈالر دے دوں گی جو جہنم نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس رقم کی مدد سے تم آسانی سے فرار ہو سکتے ہو۔“  
”نہیں۔ میں اس لیے کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ میں یہیں محفوظ ہوں۔ جب میں جانے لگوں گا تبھی تمہیں یہ رقم ملے گی اس سے قبل نہیں۔“

اس کے گالوں پر غصے کی سرخی نمودار ہونے لگی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہ باہر کسی کار کے رکنے کا آواز سن کر خاموش ہو گئی۔

اُسے وہی چھوڑ کر جیسے ہی میں بچہ روم میں آیا ایک اونچا بھاری بھر کم شخص اندر داخل ہوا۔ اس کی عمر چالیس کے گرد تھی اور آنکھیں نیلی تھیں۔ اس نے مجھے سخت نظروں سے گھورا۔

”جینسن کہاں ہے؟“ اس نے پوچھا۔

میں نے اس کی آواز سے ہی اُسے پہچان لیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے صبح چار بجے فون کیا تھا۔

”وہ باہر گئے ہیں“ میں نے جواب دیا ”کوئی خدمت؟“

”باہر؟ اتنی صبح؟ کہاں گیا ہے؟“

”میرے لائیکو کوئی کام ہو تو بتائیے“ میں نے دہرایا ”یا آپ میسرز جینسن سے گفتگو کرنا پسند کریں گے؟“

آوازیں سن کر ٹولہ لپکن گئے دروازے پر آ گئی۔ جیسے ہی اس نے اس لیے چوڑے شخص کو دیکھا اس کے چہرے پر سکراہٹ آ گئی۔

”اوہ۔۔۔ ہیوسٹر لیش۔ بہت صبح آنا ہوا۔“

لیش کے چہرے پر بھی سکراہٹ آ گئی اس نے تعظیماً سیٹ کو چھوا اور بولا ”مارٹنگ میسرز جینسن۔ میں کارل سے صدر والا اس

کے جنازے کے جلوس کے بارے میں گفتگو کرنے آیا تھا۔ کارل نے آپ کو بتایا ہوگا کہ والا اس کو گذشتہ شب دل کا دورہ پڑا تھا۔ کلب والے جانتے ہیں کہ جنازہ کس کی شکل میں ان کی تیام گاہ سے قبرستان تک جائے۔ اور ہمارا خیال تھا کہ کارل ایک اہم ممبر ہونے کی حیثیت سے تعزیتی تقریر کرنا چاہے گا۔ اب یہ شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کارل باہر گیا ہے۔“

”جی ہاں۔ ابھی آدھ گھنٹہ پہلے ہی گئے ہیں۔ ٹروپکا اسپرنگ کے لیے۔“

لیش نے اُسے بے یقینی سے گھورا۔

”سچ ہے؟۔ لیکن اس کا کارٹو گیراج میں ہے میں نے آتے ہوئے دیکھا تھا۔  
میرادل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ لیکن بولا جھوٹ بولنے میں ماہر تھی اور لیش جیسے الحق  
کو بھوتوں جیسا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

”وہ کار نہیں دے گئے۔ چونکہ ان کا ارادہ چند منٹے باہر رہنے کا ہے اس لیے  
ٹریپکا اسٹرنگ تک ایک ٹرک میں گئے ہیں۔

کار کی بجھے بھی سڑات رہتی ہے۔ انھیں آپ سے نہ مل سکنے کا افسوس ہوگا۔  
میں دیکھ رہا تھا کہ لیش کافی حیران اور کسی قدر پریشان بھی معلوم ہو رہا تھا۔  
اس نے ہیٹ اٹھا کر سر کھایا اور بولا

”تو آپ کا مطلب ہے کہ وہ آخری رسومات کے وقت موجود نہ ہوں گے؟“  
”نہیں وہ بولی۔ میں خود نہیں جانتی کہ وہ کب واپس آئیں گے۔ کئی ہفتے بھی لگ  
سکتے ہیں۔ گزشتہ رات اچانک ہی ان کے سامنے ایک پیٹرول پمپ کی پیشکش آئی۔  
جیسے ہی وہ میٹنگ سے واپس آئے انھیں وہ فون موصول ہوا تھا۔ کسی نے انھیں  
ایک پیٹرول پمپ کی نیلوی کی اطلاع دی تھی۔ پھر ہم نے اس بارے میں گفتگو کی  
اور اُسے خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اُسے دیکھنے گئے ہیں۔“  
”کس جگہ؟“ لیش نے متعجب لہجے میں پوچھا۔

”ایر وڈونا میں کسی جگہ۔“ لولنے جواب دیا۔ ”بہت دنوں سے وہ ایک  
اور پیٹرول پمپ خریدنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ انھیں یہ سوراخ بخشن نظر  
آتا۔ اس لیے وہ فوراً ہی چلے گئے۔“

میں اس کی اداکاری پر عیش عیش کر رہا تھا۔ وہ جھوٹ بولنے کی اچھی ماہر تھی۔

”ایر وڈونا؟۔ وہ جگہ تو بہت دور ہے۔“ لیش نے احقرانہ لہجے میں کہا۔  
”کیس ان کا ارادہ یہ جگہ چھوڑنے کا تو نہیں؟“

”اس بارے میں ہم نے اب تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے وہ وہاں ایک  
مینیجر رکھ کر واپس آجائیں گے۔ واپس آئے بعد وہ آپ کو پوری تفصیل بتائیں گے۔“

وہ کچھ پریشان اور افسردہ دکھائی دینے لگی۔

”اگر وہ چند ہفتوں تک باہر رہیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ تعزیتی نفریہ راجھے  
ہی کرنی ہوگی۔“

پھر اس نے میری طرف دیکھا۔

”یہ کون ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”جیک پیٹ مور۔“ لولا نے جواب دیا۔ ”کارل کی غیر موجودگی میں بہ میری  
مدد کر رہے تھے۔“

لیش لاش نے مجھے غصیلی نگاہوں سے گھورا۔

”کل رات تمہیں مجھ سے بدتمیزی سے پیش آئے تھے؟“

میں نے بھی اسے جارحانہ انداز سے دیکھا اور کہا

”صبح چار بجے کے وقت میں کسی سے بھی اس طرح پیش آ سکتا ہوں۔“

اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن اچانک اس نے خود پر قابو پایا اور میری طرف ہٹ  
کر کے کھڑا ہو گیا۔

”آئیے ناشتہ ہو جائے۔ بالکل تیار ہے۔“ لولا نے کہا۔

”جی نہیں شکریہ۔ آج میں بے حد مصروف ہوں۔ کارل آجائے تو اسے کہہ

دیجئے گا کہ وہ مجھ سے ملے۔“

”ضرور لولا نے کہا۔“

وہ میری طرف نظر ڈالے بغیر اپنی کار میں بیٹھا اور واپس چلا گیا۔

کچھ دیر وقفہ رہا۔ پھر لولا واپس کچن میں چلی گئی۔

تو کہانی قبول کر لی گئی تھی!

لیکن ایک خطہ ابھی بچا ہوا تھا۔ مجھے اور لولا کو تنہا دیکھ کر لوگوں کے دل میں

شک پیدا ہو سکتا تھا۔ مجھے کارل کے کہے ہوئے الفاظ یاد آئے کہ اس نے لوگوں

کا منہ بند کرنے کے لیے لولا سے شادی کی تھی۔

آج اتوار کا دن تھا اور اتوار کے دن کافی رخصت ہوتا تھا۔ ہم دونوں بُری طرح  
سُروں رہے۔ تیس آدمیوں نے بچے اور بچیس نے ڈنکا بجا دیا۔ پیٹرول پمپ کا کام  
دیکھنے کے علاوہ چھوٹی سڑک پر کام بھی چل رہا تھا۔

آدھی رات کے قریب بیٹا ختم ہوئی۔  
بولنے پر رات دن بھر سے گفتگو نہیں کی۔ جب وہ کچن کی صفائی ختم کر چکی تو میں  
اندہ داخل ہوا۔ لیکن اس نے میری طرف نظر تک اٹھا کر نہ دیکھا۔  
"دن اچھا ہے" میں دروازے کا چوکھٹ سے ٹیک لگا کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ  
چار سو سے زیادہ کی فروخت ہوئی ہے۔"

اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ رتن شیف میں رکھنے کے بعد اس نے اپنا کام کرنے  
والا بارہ آمار کر میڈی کپڑوں کی ٹوکریں میں پھینک دیا۔

میری زبردست خواہش ہوئی کہ اس کے قریب جا کر اُسے اپنی باہوں میں لے لوں  
وہ اس وقت قیصر اور شکر میں تھی۔ اس کے نیم مریاں جسم نے میرے جذبات میں  
پہل چا دی تھی لیکن میں نے سختی سے اس خواہش کو کچل دیا۔  
وہ پچھلے دروازے سے باہر نکل گئی۔

میں نے کچن کی رہشیاں گل کیں اور اُسے مقفل کر دیا۔

تو وہ اب تک منہ پھلائے ہوئے سوچا۔ اور اپنے کین کی طرف چل دیا۔ دیکھتے  
ہیں کون پہلے تنگ آتا ہے۔ وہ یا میں۔

اپنے بیڈ روم میں داخل ہو کر میں کھڑکی کا پردہ گرائے کھڑکی کے قریب پہنچا۔ پھر  
ٹھٹھا کر باہر دیکھنے لگا۔

اُس کے بیڈ روم میں روشنی نظر آرہی تھی۔ اس نے ابھی تک پردہ نہیں گرایا تھا۔  
نئے کپڑے کا منظر سامنے نظر آ رہا تھا۔

وہ عین رخصتی کے نیچے کھڑکی تھی۔ اس نے اپنا قیصر اتار دی تھی۔ میرے دیکھنے دیکھنے  
کے نیچے نیکو بھی اتار دی۔

میں خاموشی سے کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ میرا دل زور زور سے پلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔ وہ اس وقت بالکل برہنہ تھی۔  
پھر وہ باغیچہ کی طرف چلی گئی۔ اودا اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔  
اپنے جذبات کو کچلتے ہوئے میں نے اُسے بڑھ کر پردہ ترا دیا۔ حالانکہ اس میں مجھے بہت  
صحت کرنی پڑی !



اگلے چارہ دنوں تک یہی دستور رہا۔

نولاکھوے قطعی بات چیت نہیں کرتی تھی۔ اس نے میری موجودگی کو بالکل فراموش کر  
رکھا تھا۔ کچن کا پورا کام وہ خود سنبھالتی تھی اور اس دوران کچن کا دروازہ بند رکھتی  
تھی۔ میں اس کی جھلک صرف تب دیکھتا تھا جب وہ کھڑی سے اشیائے خورد و نوش  
لیچا روم کی طرف کھسکاتی تھی۔ لیچا روم اور کچن کا کام میں سنبھال رہا تھا۔  
اب اس نے نامک شفٹ دینا بند کر دی تھی۔ گیارہ بجے کے قریب وہ کچن کا  
دروازہ کھولتی۔ اور مجھ پر نظر ڈالے بغیر بیچنے کی طرف چلی جاتی تھی۔ باقی کام اس  
نے میرے سرچھوڑ رکھا تھا۔

اس نے کھڑکی پر پردہ لگانا بند کر دیا تھا لیکن اپنی زبردست خود ہش کے  
باوجود میں اپنے کیمین میں تب تک نہیں جاتا تھا جب تک کہ اسی کے بیڈروم میں اندھیرا  
نہ ہو جاتا۔

اس کے برہنہ جسم کی تصویر میرے ذہن پر برابر کچھ کے دکاتی تھی۔ گرجی بھی اپنی  
انتہا پر تھی۔ میرے لیے دنت گزارا مشکل ہو رہا تھا۔

ٹراکوں کی آمد بھی پچھلے چند دنوں سے کم ہو گئی تھی بھلوں کے راہ میں سڑنے  
کے خون سے گراؤں نے ٹراکوں کے ذریعے مال بھیجنا بند کر دیا تھا۔ اس موسم میں سیاحوں  
کی آمد بھی نفی کے برابر تھی۔ ڈنڈا اور لیچا کے ٹاکہ بھی کم ہو گئے تھے اور مرمت کا کام  
تو بالکل ہی بند ہو گیا تھا۔ چونکہ میرے پاس فرسٹ ہی فرسٹ تھی مجھے نولاکھوے

کچھ زیادہ ہی پریشان کرنے لگا تھا۔

جینس کا سوت کے ٹھیک آٹھ دن بعد لولا پہلی بار وینٹ ورنٹو کی ڈریسڈ ان کے لیے سامان ختم ہو رہا تھا۔

اس وقت میں جینس کی اسٹیشن وگن کا انجن چیک کر رہا تھا۔ کچھ کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ باہر چھایک کر دیکھتے ہوئے مجھے لولا کار میں وینٹ ورنٹو کا طرٹ جاتا دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر مجھے غصہ آیا کہ اس نے جاتے وقت یہ بتانے کی کج زحمت نہ کی کہ وہ کب واپس آئے گی۔ اب مجھے دونوں طرٹ کا کام تنہا ہی سنبھالنا تھا۔

ٹیارو جے کے قریب جب میں اسٹیشن وگن کے میگنیٹ کو دوبارہ فٹ کر رہا تھا۔ کچھ ایک کار کے رکنے کی آواز آئی۔ چونکہ میں اس کام کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اس لیے میں اپنے کام میں لگا رہا۔

پانچ منٹ بعد جب میں میگنیٹ فٹ کر کے اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا کہ مجھے خیل کے دروازے پر ایک آدمی کی ہرچائیں نظر آئی۔

یہ دیکھ کر میرا موڈ آف ہو گیا کہ دروازے پر اپنا سیلو کوٹ پہنے رکھ رہا تھا۔ اس کے قریب ہی اس کا کتا بھی مجھے ادا اس نظروں سے گھور رہا تھا۔ میں اس دوران میں رکش کو بالکل فراموش کر چکا تھا۔ اس لیے اور گڑھ کی طرح جھکے کندھوں والے شخص کو دیکھ کر میرے جسم میں خون کی لہر دوڑ گئی۔

”مارٹنگ“ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ”جینس کہاں ہے؟“

میں نے ہاتھ یو پچھ کر کہہ دیا اور کہا

”میسٹر جینس باہر گئے ہوئے ہیں۔ تمہیں کیا جانیے؟“

”باہر ہے؟“ اس نے شیڈ کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا کتا بھی اس کے ساتھ ساتھ اندر گیا۔ دونوں کی حرکات میں مکمل تال میل تھا۔ کیا مطلب ہے

”تیارو؟“

”تہیں کیا چاہئے؟“ میں نے دہرایا۔

”دیکھو لوجھان — مجھے کیا چاہئے؟ یہ میرا درد سر ہے تمہارا نہیں۔ تم  
میاں صرف ملازم ہو۔ یا اجانک اس جگہ کے مالک بن گئے ہو؟“  
”نہیں۔ میں یہاں کا مالک نہیں۔ لیکن میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ  
تہیں کیا چاہئے؟“

”وہ قلوپیٹر کہا ہے؟ اندر نیچلے میں؟“  
”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ کون قلوپیٹر؟“  
اس نے میری طرف دیکھ کر دانت نکالے  
”بیوقوف کسے بنا رہے ہو۔ میں اس کی بیوی کی بات کر رہا ہوں۔ کہاں ہے

وہ؟“  
”اگر یہی جانا چاہتے ہو تو سن لو۔ وہ سینٹ ورتھ گئی ہے“  
”لو اس وقت تہیں یہاں کے انچارج ہو؟“  
”یہی سمجھ لو“

اس نے آگے کی طرف ٹھٹک کر کتے کا سر سہلایا۔ کتا بدک کر اس طرح پرے  
بھاگ گیا اسے زوردار ہاتھ پڑنے کی امید رہی ہو۔

”میٹر جینس کہاں گیا ہے؟“

”کاروبار کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔“

بس بار اس نے کتے کو ہلکی سی لات جھائی اور بے چینی سے بولا۔ کیسا دوبارہ؟  
— یہ تم انہیں سے پوچھنا۔

وہ مجھے تیز نظروں سے گھورتا رہا۔

”وہ واپس کب آئے گا؟“

”کہہ نہیں سکتا۔ ممکن ہے دو ماہ تک جائیں۔ یا جلد بھی آسکتے ہیں۔“

”دو مہینے؟“ اس کے سر سے ہونے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے۔



”یہاں کیا ہو رہا ہے؟ وہ اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لے گیا؟“  
 ”دیکھو۔ میں نے تلخ لہجے میں کہا۔ ”اس وقت میں مصروف ہوں۔ سٹر جنس  
 دو مہینوں بعد لوٹیں گے۔ تمہیں کیا کام ہے؟“

”مجھے اس سے ملنا ہے۔ بہت ضروری کام ہے وہ کہاں گیا ہے؟“  
 ”ایروز ونا میں کسی جگہ۔ اور اگر جانتا ہی چاہتے ہو تو سن لو۔ وہ ایک نیا پیٹرول  
 پمپ خرید رہا ہے۔“

”سچ کہہ رہے ہو؟ وہ بولا۔ دوسرا پیٹرول پمپ؟ میرا خیال تھا کہ  
 اس کے پاس عقل نام کی کوئی چیز ہوگی۔ تو وہ اپنی بیوی کو ساتھ نہیں  
 لے گیا؟“  
 ”نہیں۔“

”اور وہ یہیں ہے۔“

”ہاں۔“

میں اس کے غلیظ خیالات کو بڑی آسانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہوں۔  
 ”میرے لیے تو بڑی مشکل پیدا ہو گئی ہے۔“ وہ بڑبڑایا پھر قدم سے ادبھی  
 آواز میں بولا۔ ”میں شروع ہی سے اسے بیوقوف سمجھتا تھا۔ لیکن اتنا جلد ہی  
 احمق ہو گیا۔ میرے خواب میں بھی نہ تھا۔“

”تمہارے سوچنے کی کون پر دواہ کرتا ہے۔“

وہ مجھے ہلکی سی تیز نظروں سے گھورتا رہا۔ پھر اچانک اس کے چہرے  
 پر عیارانہ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

”لیکن میں تمہیں بیوقوف نہیں سمجھتا۔“ وہ بولا۔

”سٹر جنس مجھے تمہارے بارے میں خبردار کر چکے ہیں۔“ میں نے کہا میں نے  
 اپنے چہرے سے نفرت کے تاثرات چھپانے کی کوئی کوشش نہ کی۔ ”وہ کہہ رہا تھا کہ  
 تم اس علاقے کے سب سے بڑے ٹھک ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر تم اس علاقے میں دکان

دو اور کوئی چیز اٹھانے کی کوشش کرتے نظر آؤ تو میں تمہیں دھکے دے کر نکال دوں۔  
اب تم دفعتاً ہونے ہو یا میں ان کی ہدایات پر عمل کروں؟

”یہ کہہ رہا تھا وہ؟“ اس کے چہرے سے مسکراہٹ معدوم ہو گئی۔ ”اور وہ بھی میرے بارے میں؟“ اپنے برادر نسبتی کے بارے میں؟ تم اس کی پرداہ مت کرو فوجوان۔ اگر وہ اپنی جوان بیوی کو تمہارے ساتھ تنہا چھوڑا تب تو مجھے کیا؟ بے وقوف تو وہ ہے ہی۔

لیکن سیرا اس سے ملنا ضروری ہے۔ اس کا ایڈریس کیا ہے؟  
”مجھے نہیں معلوم، میں نے کہا۔“

اس نے اپنے سر سے ہیٹ اتارا اور چنلے اپنی گنجی پاند پر ہاتھ پھیرتا رہا۔  
اس دوران اس کی چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں مجھ پر مرکوز رہیں۔

”سیرا اس سے ملنا بہت ضروری ہے۔ مجھے اپنی پینشن کے کاغذات پر اس کے دستخط چاہئیں۔ ان پر ہمیشہ وہی دستخط کرتا ہے تمہیں اس کا پتہ تو معلوم ہی ہو گا؟“  
”میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ وہ اپنا ایڈریس نہیں چھوڑ گیا۔ وہ پورے علاقے کا دورہ کرے گا۔ وہ جاتے وقت کہہ کر گیا تھا کہ وہ واپسی تک کوئی خط وغیرہ نہیں ڈالے گا لہذا اہم لوگ فکر نہ کریں۔“

اس نے ہیٹ دوبارہ سر پر رکھ لیا۔ اب وہ جو کتنا نظر آ رہا تھا  
”لیکن اس کی بیوی کو تو اس کا ایڈریس معلوم ہو گا؟“ اس نے مشتبہ لہجے میں پوچھا۔

”میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ اس بارے میں ہم دونوں لاعلم ہیں۔“  
”تو پھر میں اپنے پینشن کے کاغذات پر کس سے تصدیق کراؤں؟“  
”اگر ان پر اس کے دستخط نہ ہوتے تو مجھے پینشن نہیں ملے گی۔“  
”کسی اور سے تصدیق کروالو۔“

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ ”نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ان پر ہمیشہ

کارل کے دستخط ہوتے ہیں۔ اگر میں نے کس اور سے دستخط کر دائے تو وہ وجہ پوچھیں گے۔ وہ میری پینشن روک سکتے ہیں اور اگر ایسا ہوا تو میرا خرچ کیسے چلے گا؟  
 "تو میں کیا کر سکتا ہوں؟" میں نے کہا۔ "میرے پاس ان کا پتہ نہیں۔ اگر ہوتا تو میں ضرور تمہیں بتا دیتا۔ تمہیں اس کی واپسی تک انتظار کرنا ہوگا۔ وہ گردن ٹیڑھ کیجے مجھے گھورتا رہا۔ کتابھی اپنے مالک کی تقلید میں مجھے گھورنے لگا۔"

"دو ہینڈ کہہ رہے ہو تم؟" میں ان دو ہینڈوں میں کھاؤں لگا دیا۔  
 "یہ میں نہیں جانتا۔ اور نہ ہی مجھے اس کی پرداہ ہے۔" اچانک میں نے محسوس کیا کہ میں خواہ مخواہ ہی اپنی آواز بلند کر رہا تھا اس لیے میں نے قدرے نرمی سے کہا، "تم کوئی کام کیوں نہیں کر لیتے؟"

اُسے میرا مشورہ پسند نہ آیا۔ اس کی بھنویں تن گئیں۔  
 "دیکھو نوجوان۔ مجھ سے اس قسم کی گفتگو مت کر دو۔ میں ایک بیمار شخص ہوں اور مجھے ڈاکٹر نے جسمانی مشقت سے منع کیا ہے۔ تمہیں یقین ہے کہ وہ اس کا انڈریس نہیں جانتی؟"

"کتنی بار تم سے کہوں کہ ہم دونوں اس بارے میں لاعلم ہیں۔"  
 چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر اس نے جھک کر اپنے کتے پر ہاتھ پھیرا اور  
 ۱۰۔

"نرخ کو کوئی حادثہ ہو جاتا ہے۔ اس کی بیوی ہی بیمار ہو جائے۔" باپیلرول  
 پس میں آگ لگ جائے تو تم اُسے کس طرح مطلع کر دے گے؟"  
 "وہ اچھی بھلی اور تندرست ہے۔" میں نے کہا۔ "اور نہ ہی یہاں کوئی آگ لگ رہی ہے۔ اب دفن ہو جاؤ میرے پاس بہت کام ہیں۔"  
 اگر میرے پینشن کے کاغذات پر اس کے دستخط نہ ہوئے تو میرے پاس  
 پھولی کوڑی بھنا نہ ہوگی۔ اس نے وعدہ دینے والے انداز میں کہا۔

میرے دل میں خواہش ہوئی کہ اُسے چند ڈالر دے کر بھگادوں۔ لیکن یہ  
 ٹھیک نہ تھا۔ ایک بار اگر اسے کچھ دے دیا تو پھر یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑے گا۔  
 ”بھاگ جاؤ“ میں چلایا۔ ”میں اس وقت مصروف ہوں۔“  
 اور واپس جا کر پھر میں گاڑی کے انجن میں جھانکنے لگا۔  
 ”میسٹر جینسن کب واپس آئیں گی؟“ اس نے پوچھا  
 ”کہہ نہیں سکتا۔ دیر لگ جائے گی۔“  
 کچھ دیر وقفہ رہا۔ پھر وہ خوشامدانہ لہجے میں بولا ”مجھے بیس ڈالر  
 ادھار دے دو۔“

”یہ پیسے میرے نہیں اس لیے میں کچھ نہیں دے سکتا۔ اب فوراً چلتے  
 پھرتے نظر آؤ۔“  
 میری پشت اس کی طرف تھی اور میں ایک اوزار لے کر ایک منہ کنے میں  
 مصروف تھا تبھی اس نے آہستہ سے کہا۔  
 ”بہتر ہو گا کہ میں ایروزونائی پولیس کو خط لکھ کر اس کا ایڈریس معلوم  
 کر دوں۔“

اس نے یہ الفاظ سرسری لہجے میں کہے تھے لیکن مجھے یوں محسوس ہوا گویا  
 کسی نے مجھے گھونہ دے مارا ہو۔ میرے ہاتھ سے اوزار پھسل گیا اور  
 رگڑ سے میری انگلیوں کی کچھ کھال بھی اتر گئی۔  
 میں نے خود کو یقین دلایا کہ صوبائی پولیس رکس کے خط پر کوئی بھی  
 کارروائی نہیں کرے گی۔ لیکن امکان تھا کہ رکس کے بہت زیادہ شور  
 مچانے پر تفتیش شروع ہو جاتی۔ وہ یہاں کی پولیس سے رابطہ قائم کرتے  
 اور کوئی نہ کوئی پولیس یہاں پوچھ تاچھ کرنے آدھکتا۔ اور اگر کوئی  
 ہوشیار آدمی ہوتا تو مجھے پہچان بھی سکتا تھا۔

میسٹر جینسن کو تمہارا یہ اقدام بہت پسند آئے گا۔ میں نے تجھے

ہجے میں کہا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ میری آواز سے کسی قسم کی گجراہٹ نہ ظاہر ہو۔ ذرا سوتے کچھ کر قدم اٹھانا۔ ورنہ ممکن ہے کہ وہ اس قدر ناراض ہو جائے کہ دستخط کرنے سے ہی انکار کر دے۔

”پھر بھی مجھے ڈھونڈنا تو پڑے گا ہی“ وہ تیز ہجے میں بولا: اگر تم مجھے اس کا ایڈریس نہیں بتاؤ گے تو میں پولیس سے معلوم کر لوں گا۔ تم مسز جینسن سے پوچھ لینا۔ مجھے قطعی حیرت نہ ہوگی اگر وہ بھی تمہارے بیان کی تائید کر دے۔ اس صورت میں میں ایردز وٹا کی پولیس سے رابطہ قائم کر دوں گا۔ میں کل شام پھر آؤں گا۔

اب تک میں خود پر قابو پا چکا تھا۔ میں اس کی طرف مڑا۔ ٹھیک ہے میں انہیں بتا دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ انہیں اس بارے میں کچھ معلوم نہ ہو گا لیکن تمہاری تسلی کے لیے میں مسز جینسن سے پوچھ لوں گا۔

یہ ایک طرح سے ہتھیار ڈال دینے والی بات تھی اور رکیں ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھانا ابھی طرح جانتا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

”ہاں تم اسے بتا دینا کہ میں کل شام آ رہا ہوں“ سر ہٹا کر بولا اور ہاں اچھا یاد آیا۔ میری کار میں پیٹرول ختم ہے۔ یہیں سے پیٹرول بھرا لوں تو ٹھیک رہے گا۔ تین مائٹو کارل اس کار انہیں مانے گا۔

میں اس سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں نے انکار کر دیا تو یہ کہاں سے جلدی کریں گے گا۔

”خود ہی بھرنو“ میں نے کہا۔ میں مصروف ہیں۔

”شباباش۔ یہ بات کی تم نے! اس کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ تم اسے یہ ضرور بتا دینا کہ مجھے کارل سے اپنے کاغذات پر دستخط کرانے ہیں۔ کل شام میں دوبارہ آؤں گا۔“

وہ کتے کے ساتھ چلتا ہوا اپنی لاکھ لگا گیا جو کہ پپ کے سامنے کھڑی تھی۔ پہلے اس نے لاکھ کی شکل پھل کی۔ اور پھر ڈکی میں سے دریا پانچ پانچ گیلن کے کنٹر نکال کر انھیں بھی بھریا۔ رکس ان لوگوں میں سے تھا جنھیں اگر ایک پانچ چیز دی جائے تو وہ ایک میٹر ہتھیار لیتے ہیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

کنٹر واپس ڈکی میں رکھ کر اس نے لاکھ اسٹارٹ کی اور واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں پانچ روم میں آیا۔ مجھے ایک ڈرنک کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی میں نے دھسکی کا ایک بڑا ایک بنایا اور فٹا غٹ پی کیا۔ پھر میں سگریٹ سلا کر کمرے میں پہلی قدمی کرتے ہوئے رکس کی دھسکی پر غور کرنے لگا۔

کیا ایروڈونا کی پولیس اس کی درخواست میں کچھ اثرے کی ہے میں نے سوچا یہ اس بات پر منحصر کرتا تھا کہ وہ اپنی درخواست میں لکھنا کیا ہے۔ اگر وہ یہ کچھ دے کہ جینسن اچانک غائب ہو گیا ہے اور اس کی بیوی اسے ملازم کے ساتھ سوتی ہے تو پورا امکان تھا کہ پولیس حرکت میں آجاتی ہے۔

اس سے پہلے جی کئی قتل کے کیس پولیس نے صرف اس لیے لیے تھے کہ بڑوسیوں کے انواہیں پولیس ایک پیچ گئی تھیں اور تفتیش کے بعد وہ قابل تک پہنچ گئے تھے۔ فرض کر دو پولیس ایروڈونا میں چھان بین کرتی ہے اور جینسن وہاں نہیں ملتا تو وہ یہاں کی پولیس کو خبردار کر دیں گے۔ یہاں اگر وہ میرے بارے میں چھان بین کریں گے۔ اور جلد ہی معلوم کر لیں گے کہ میں مفرد قیدی ہوں۔

رکس کا منہ کس طرح بند رکھا جاتا ہے پریشانی کے عالم میں سوچا۔ جیسے دے رہا ہوں۔ لیکن کب تک؟ دو مہینے بد کیا ہوگا؟ کیا وہ میری اس کہانی پر یقین کر لے گا کہ اسے ایروڈونا میں دوسری عورت مل گئی ہے اور وہ یہ جگہ لوہا کو دے رہا ہے؟ جب تک کہ ہم اسے جینسن کا لکھا خط نہ دکھائیں وہ یقین نہیں کرے گا۔ کیا اس نے جینسن کا طرز تحریر دیکھ رکھا ہوگا؟ یقیناً وہ اس کے دستخط پہچانتا ہوگا۔ جلی خط دکھانا خطرے کو دعوت دینا ہوگا۔

میں نے جتنا اس معاملے میں غور کیا مجھے وہ انتہائی پیچیدہ نظر آیا۔ رکس جیسے عیار اور شام شخص کے مقابلے میں بہت قد سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا۔

لینچ کا وقت ہو گا تھا میں بیچ روم میں مصروف ہو گیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ لولا سے باتیں کرنی ہی پڑیں گی۔ ممکن ہے ہم دونوں مل کر کوئی راہ نکال لیں۔ لولا دس بجے کے بعد واپس لائی۔ تب تک میں کافی تھک چکا تھا اور کافی سوچنے کے بعد ہر لمحے مسئلے کا کوئی حل نہیں سوچا تھا۔

میں کچن صاف کر چکا تھا اور برتن شیف پر رکھ رہا تھا جب مجھے باہر کار رکنے کی آواز آنی۔ کھرہ کی سے جھانکنے پر مجھے لولا کار سے اترت دکھائی دی۔

میں تیزی سے باہر نکلا اور بنگلے کے قریب اُسے جا لیا۔

لیکن وہ مجھے نظر انداز کرتے ہوئے چلتی رہی۔ میں اس کے ساتھ چلتا ہوا بیرونی دروازے تک پہنچا۔ اور اسی کے ساتھ ہی اندر داخل ہوا۔

”گٹ آؤٹ“ اس نے مجھے قہرا لگتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ میں نے کہا“ تمہارا وہ۔۔۔ جارنگ رکس آج صبح یہاں آیا تھا۔“

اُسے ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کی آنکھیں فکر مند نظر آنے لگیں  
”تو میں کیا کروں“ اس نے خشک لہجے میں کہا۔ ”تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ“  
”تمہیں میری بات سننے پڑے گی“ ایس اس کے عقب میں چلتا ہوا سننگ روم میں آگیا۔ میں نے دیکھا کہ تالین پر پڑا خون کا دھبہ صاف کیا جا چکا ہے۔  
میرا آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے اپنا ہیٹ اتار کر ٹیگ سے ٹانگ دیا تھا اور اس کے سرخ بال اس کے شانوں پر بکھر گئے تھے۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے میری طرف سواہہ لگا ہوں سے گھورتی رہی۔

”وہ چاہتا ہے کہ اس کے پیشین کے کاغذات پر تمہارا شوہر دستخط کرے۔“

۱۵۲  
میں نے کہا : " وہ مزدور کوئی مصیبت کھڑی کرے گا۔ وہ جینس کا پتہ پوچھ رہا تھا۔

وہ جذبات سے عادی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے کہنا جاری رکھتے ہوئے کہا : " میں نے اُسے بتایا کہ وہ ایروزونا میں کسی جگہ گیا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ جینس کے دستخطوں کے بغیر اُسے پینشن نہیں ملے گی۔ میں نے اُسے انتظار کرنے کے لیے کہا تو وہ کہنے لگا کہ وہ ایروزونا پولیس کو بلے گا کہ وہ اُسے تلاش کرے۔ "

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئی اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کی سبز اسکرٹ ٹھٹھوں سے اوپر اُٹھ گئی۔ لولانے اُسے درست کرنے کی کوشش نہ کی۔ نہ ہی میں نے بھی اس کی طرف دھیان دیا میں خود اس قدر پریشان تھا کہ اگر وہ برہنہ بھی ہوتی تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی۔

" تو یہ تھا تمہارا بہترین اور فول پروف ایڈیا ! " وہ گہری سانس لے کر بولی۔ بہتر ہو گا کہ کوئی نئی کہانی سوچو۔ سوچ چکے ہو ؟ "

" ہمیں اس وقت آپس میں نہیں جھگڑنا چاہیئے۔ " میں نے کہا۔ " کس ہم دونوں کے لیے مصیبت کھڑی کر سکتا ہے۔ وہ کل شام تم سے بات کرنے آئے گا تب تک ہمیں یہ طے کر لینا چاہیئے کہ اُسے کیا جواب دیا جائے۔ اس لیے اب طعنہ زنی چھوڑ دو اور کوئی ترکیب سوچو۔ ممکن ہے تم سوچ رہی ہو کہ تم محفوظ ہو۔ لیکن اگر مجھے پولیس نے پکڑا تو میں بھی تمہارے لیے پریشانی کھڑی کر دوں گا اب یہ بتاؤ کہ کس کا منہ کس طرح بند کیا جاسکتا ہے ؟ "

اس نے جب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ سٹکایا۔

پھر بولی۔

" اس کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ تجویز کھو لو اور اپنی رقم لے کر فرار ہو جاؤ۔ میں بھی یہاں سے چلی جاؤنگی۔ وہ واپس آئے گا تم ہم یہاں سے دور چلے گئے۔ "



پولیس میں سوچا جاسکتی ہو تم، میں نے بے چینی سے کہا، تمہارے دامغا پر تودہ  
 رقم سوا ہے۔ ہم اس جگہ کو چھوڑ کر اچانک کیسے غائب ہو سکتے ہیں؟ ذرا عقل سے  
 کام لو۔ کوئی بھی ڈاک والا پٹرول پمپ کو مقفل پا کر پولیس کو مطلع کر سکتا  
 ہے۔ ہماری تلاش فوراً ہی شروع ہو جائے گی۔  
 ”ہم یہ جگہ بچا رکھتے ہیں۔“

”کیسے؟ کیا یہ جگہ تمہاری ہے؟“  
 ”کیا مطلب؟“ اس نے ہراساں کر کہا  
 ”تم اسے اس حالت میں فروخت کر سکتی ہو جب تم یہ ثابت کر دو کہ جینس سرچکا ہو  
 اور اسے تمہارے نام لکھ گیا ہے۔ تم پولیس کو شک میں ڈالے بغیر کیسے ثابت کر دو گی  
 کہ وہ سرچکا ہے؟ یا اُسے قتل کیا جا چکا ہے؟“

”وہ قتل نہ تھا۔ وہ ایک حادثہ تھا۔ وہ بڑا بڑا۔“  
 ”ذرا پولیس سے کہہ کر دیکھو وہ تمہارا آپ حشر کرتے ہیں۔“  
 اس نے دونوں ہاتھوں کی سٹیمیاں جینچ لیں۔ اب اُسے سمجھ آ رہا تھا کہ ہم کس  
 جال میں پھنس چکے ہیں۔

”تم مجھے میرا حصہ دے دو۔ میں یہاں سے چلی جاتی ہوں، وہ بولی۔ تم یہاں ٹھہر سکتے  
 ہو۔ اس میں خرابی ہی کیا ہے؟ تم لوگوں سے کہہ سکتے ہو کہ میں بھی جینس کے پاس  
 ایرورز دنا چلی گئی ہوں۔“

”تم کیا سوچتی ہو کہ کس اس پر یقین کرے گا؟ پہلے جینس غائب پھر تم بھی غائب۔  
 وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ میں نے تم دونوں کو قتل کر کے اس جگہ پر قبضہ کر لیا ہے۔  
 وہ یہاں آدھکیں گے اور یہ بھی پتہ چلا لیں گے کہ میں نے جینس کو کہاں دفن کر دیا  
 ہے۔“

اسے اس بار حقیقی جھٹکار لگا۔

”تمہارا یہ مطلب تو نہیں کہ تم نے جینس کو یہیں دفن کر دیا ہے؟“

۱۵۴  
 " تو اور کیا کرنا ہے تم نے قومہ و ذکر کرنے کا قسم کھا رکھی تھی۔ میں تمہارا اس ہمشیش  
 دنگن تک کس طرح لے جاتا ہوں اس کا وزن دو سو پونڈ سے بھی زیادہ رہا ہو گا۔ اس لیے  
 میں نے اُسے مرمت والے شید میں ہی دفن کر دیا۔ اگر انہیں کسی قسم کا شک  
 ہو جائے تو وہ جگہ جگہ ال شرع کر دیں گے۔ اور اُسے تلاش کر لیں گے۔  
 اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ " تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ہمیشہ یہیں  
 رہنا پڑے گا؟ "

" بخوری ہے۔ " میں نے کہا۔ " اگر ہم ابھی بھاگ کھڑے ہوں تو پولیس مشتبہ ہو  
 اٹھے گی۔ اور کسی نہ کسی طرح جینسن کی لاش برآمد کر لے گی۔ اور تب وہ ہمارے  
 پیچھے ہوں گے۔ ہمارے پاس صرف یہی راستہ ہے کہ ہم یہیں رہیں اور لوگوں کو  
 یہ بتائیں کہ وہ دوسری عورت کے جال میں پھنس گیا ہے۔ "

" میں یہاں نہیں بٹھہر سکتی۔ " میں نے کرسی کے ہتھے پر گھونسا کرتے ہوئے  
 کہا۔ " بہت جلد چکا۔ اب میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں تم مجھے وہ رقم کالو۔  
 " اپنی مدد آپ کرو، " میں نے بخوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا  
 ہوا۔ " اگر تم بخوری کھول سکتی ہو تو کھول لو۔ ویسے اگر سنجیدگی سے غور کرو تو  
 جلد ہی کچھ جادو کی کر میرا مشورہ نہایت ہی مناسب ہے۔ "

میں نے اس کے اترے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی اور باہر نکل آیا۔

اُدھی رات تک میں پپ کے پاس بزنس کی امید میں بیٹھا رہا۔  
 ہو اگر گرم تھی اور میں کافی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔

میرا دماغ بہت سوچنے کے بعد بھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا تھا۔ لیکن  
 مجھے ایک تسلی تھی وہ یہ کہ اب میں تنہا نہ تھا۔ بنگلے کی روشنی بھی جل رہی  
 تھی۔ وہ بھی میری طرح بے چین اور پریشانی کا شکار تھی۔ ساڑھے بارہ  
 بجے کے بعد میں نے سوچا کہ اب سونے چلنا چاہیے۔ پچھلے دو گھنٹوں سے  
 کوئی بھی ٹوک نہیں آیا تھا۔ یہاں مزید انتظار کرنا فضول تھا۔

جیسے ہی میں اپنے کیمین کی طرف چلا بیٹلے کی آواز سجا کی روشنی بجھ گئی۔ اور بیڈ روم کی جل گئی۔ اس کا ارادہ بھی اب سونے کا تھا۔

میں نے غسل کیا۔ اس سے مجھے کچھ راحت مل رہی تھی لیکن ہونے سے اس کے بیڈ روم کی روشنی کو بجھتے دیکھا۔ میں نے بھی سونے کی کوشش کی لیکن میری آنکھوں میں روشنی نہیں تھی۔ اچانک میرے بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

ایک سایہ میرے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ لولا تھی۔ چند منٹ وہ کمرے کے وسط میں کھڑی۔ ہی اس نے بستر تک کا لبادہ اڑھو رکھا تھا پھر وہ میرے بستر پر میرے قریب آکر بیٹھ گئی۔

”اگر ہمیں یہاں اکٹھے رہنا ہے“ اس نے پوچھا کہ کیا، تو ہمیں دوستوں کی طرح رہنا چاہیے۔“

وہ مجھ پر جھٹک گئی۔ اس کے ہونٹ میرے ہونٹ تلاش کر رہے تھے۔



## باب ۹،

کھڑکی کے پردوں سے چمن کرآنی ہوئی سورج کی شعاعوں نے مجھے جگایا۔ میں نے ایک انگڑائی لی اور بستر کے ساتھ والی مینر پر رکھی گھڑی پر نظر ڈالی۔ ساڑھے چھ بج رہے تھے۔ لولا جا چکی تھی۔ مجھے یقین نہ آ رہا تھا کہ گذشتہ رات اس نے میرے ساتھ بستر کی تھی۔

” ہمیں دوستوں کی طرح رہنا چاہیے۔ اس نے کہا تھا۔ لیکن وہ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتی تھی۔ میں جانتا کہ یہ سب نالٹک تھا تاکہ میں بخوری کھول دوں۔ اب وہ مجھ پر بھت کا جال پھینک کر قابو کرنا چاہتی تھی۔ اُسے امید تھی کہ شاید میں بخوری کھول دوں گا۔ لیکن میں اس دام میں آنے والا نہیں تھا۔ بخوری کھلنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔

میں نے اٹھ کر شیو کیا پھر نہا کر کپڑے پہنے۔ میں یہ دیکھنے کے لیے بے چین تھا کہ آج اس کا رویہ کیسا ہوگا۔ جب میں دہاں پہنچا تو پنچ روم کا دروازہ کھلا تھا اور کچن سے گوشت تلنے کی ہلک آہی تھی۔

کاؤنٹر کے پیچھے سے ہوتا ہوا میں کچن کے دروازے پر پہنچا۔ مجھے امید تھی کہ وہ مقفل ہوگا۔ لیکن جیسے ہی میں نے ہینڈل گھمایا دروازہ کھل گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔

وہ سفید رنگ کا چوڑا ہنسنے لگیں جو لمبے کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا ”ہیلو۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ شاید تم سارا دن سونے کا ارادہ رکھتے ہو۔“

میں نے اس کے پیچھے پہنچ کر اس کے گردن بائیں حائل کر دیں اور اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کی گردن کو چوم لیا۔

”اے۔ اے۔“ وہ شرارت بھرے لہجے میں بولی۔ گوشت جل جائے گا۔ میرے لیے بنا رہی ہو؟“

”اور کس کے لیے بناؤں گی۔ وہ میرے ہاتھوں کے گھیرے سے نکلتی ہوئی“ بولی۔ پھر اس نے اپنا چہرہ میری طرف کر لیا اور مسکرا کر بولی۔

”کیا حال ہیں میرے عاشق کے؟“

”کچھ نہ بوجھو۔ سب کچھ خواب سا معلوم ہو رہا ہے۔“

”اُس نے آگے بڑھ کر میری گردن میں بائیں ڈال دیں۔ اُس کی سبز

آنکھیں زبرد کے ٹکسوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس نے اپنے ہونٹ میرے لبوں پر پورست کر دیئے۔

”اب ناشتہ کون خراب کر رہا ہے؟“ میں نے کہا۔  
 ”آؤ! اس نے الگ پٹے ہوئے کہا۔ بالکل تیار ہے۔“  
 اس نے گوشت کے قتلوں اور ابلے ہوئے اندڑوں کو پلیٹ میں سجا کر میز پر رکھ دیا۔

وہ بھی میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کافی کی کیتنی پہلے ہی میز پر موجود تھی۔ اس نے سگریٹ سلگا با اور کش لے کر بولی۔ میرا سلوک تمہا سے ساٹھ شروع سے بہت خراب رہا ہے لیکن اب میں نے محسوس کیا کہ لڑنے جھگڑانے سے کام نہیں چلے گا۔ اگر ہم دوستوں کی طرح رہیں تو ہمارا رقت خوشگوار ثابت ہو سکتا ہے۔ دوسرے تم دیکھنے میں بھی بسے نہیں۔ بلکہ کافی حد تک خوبصورت ہو۔ اور میں خوبصورت مردوں کی صحبت کا شائق ہوں۔ تم بنگلے میں رہنا پسند کر دے گی۔“

میں ہچکچایا۔ لیکن صرت ایک لمحے کے لیے۔ جب جنس کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ لیکن میں نے فوراً ہی اسے دماغ سے نکال دیا۔

”ہاں۔ اور شاید تمہیں اپنی خوبصورتی کا احساس تو ہو گا ہی!“  
 وہ مسکرائی۔

”میں مردوں کی نظر پہچانتی ہوں۔ کیا میں امید کروں کہ تم میرے پچھلے سلوک کو فراموش کر دے گی؟“

”وہ تو بس گر چکا۔ میں پہلے دن سے ہی تمہیں چاہنے لگا تھا۔“  
 باہر ایک ٹوک آکر رکا۔ اس کے ڈرائیور نے ہارن بجا کر شروع کر دیا۔  
 ”تم ناشتہ کرو۔ اسے میں دیکھتی ہوں۔“ اس نے کہا میرے قریب سے

گزرتے وقت اس نے میرے کندھوں کو محبت سے تھپتھپایا۔ اور باہر نکل گئی۔  
میں نے ناشتہ ختم کیا۔ میرا دماغ بری طرح مصروف تھا۔ میں نے  
خود سے کہا کہ مجھے ہوشیار رہنا ہو گا۔ یہ سب ڈرامہ ہے۔ لیکن دل ہی  
دل میں میری خواہش تھی کہ کاش یہ حقیقت ہو !

میں ناشتہ کر کے برتن دھو رہا تھا جب لولا واپس آئی۔

”تم رہنے دو۔ میں دھو لوں گی، اس نے کہا

”کام ہو چکا ہے“ میں نے پلیٹیں واپس رکھتے ہوئے کہا۔ وہ میرے  
قریب آکھڑی ہوئی۔ میں نے اپنے ہاتھ اس کے کولہوں پر رکھ دیئے اور  
انھیں سہلاتا ہوا بولا۔

”رکس کا کیا کیا جائے ؟ وہ آج شام آئے گا۔“

”مجھے اس کی فکر نہیں“ وہ بولی۔ میں اسے چند ڈالر دے کر بھگا

دوں گی۔ اگر اُسے کچھ ملتا رہے تو وہ اپنا منہ بند ہی رکھے گا۔“

”ایسا مت کہو۔ وہ بہت خطرناک ہے۔ ایک بار اُسے کچھ دے دیا تو پھر

وہ درد ازہ ہی نہیں چھوڑے گا۔“

لولا نے انکار میں سر ہلایا۔

”میں اُسے پہلے بھی ہینڈل کر چکی ہوں۔ اور اب بھی سنبھال لوں گی۔ تم اس  
کا فکر مت کرو۔“

”ہوشیار رہنا۔ وہ بہت چالاک آدمی ہے۔“

”کھٹیک ہے۔ میں احتیاط رکھوں گی۔“

آج گرمی کچھ کم تھی۔ دس بجے کے بعد اوک لینڈ سے

ٹرک اور کاروں کا آنا شروع ہو گیا تھا۔ پورا دن ہم مصروف رہے۔

اب مجھے اس کے ساتھ کام کرنے میں لطف آنے لگا تھا۔ جب بھی میں

کچھ سامان لینے کچن میں جاتا تو ہم دونوں چھیڑ چھاڑ کرتے یا موقع ملنے پر

بوس دکناریں مصروف ہو جاتے۔ ان سب کے باوجود مجھے شک تھا کہ یہ سب ایک ڈرامہ ہی تھا۔

سات بجے کے بعد ٹریفک اچانک ہی ختم ہو گیا۔ میں کبھی میں جا کر لولا کو کام کو تے دیکھنے لگا۔ جو کڈنر کے لیے کچھ بنانے میں مصروف تھی۔  
مجھے اس طرح گھورنے کی بجائے تم آلو کیوں نہیں چھیل دیتے " اس نے مسکرا کر کہا۔

"آلوؤں کی کیسے پرواہ ہے۔ میں نے اُسے اپنے بازوؤں میں لیے ہوئے کہا۔

لولانے میری گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کی۔ میں نے اپنی گرفت مضبوط کر دی۔ ہم آپس میں اسی طرح چھیڑ خانی میں مصروف تھے کہ کچن کا دردازہ آہستہ سے کھلا۔ میں نے فوراً اُسے چھوڑ دیا اور تیزی سے الٹ ہٹنے کی کوشش کی۔ لیکن زیادہ سہری نہ دکھاسکا۔  
ہم دونوں نے دردازے کی طرف دیکھا۔

وکیں دردازے میں کھڑا ہم دونوں کو گھور رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر پھیلائی زہریلی مسکراہٹ سے ظاہر تھا کہ وہ ہمیں اس حالت میں دیکھ چکا ہے جب ہم آپس میں لیے کھڑے تھے۔ میں نے خود کو اس لاپرواہ کے لیے دل ہی دل میں خوب کوسا مجھے معلوم بھی تھا کہ وہ آج شام آنے والا ہے اور پھر بھی میں یہ بے وقوفی کر بیٹھا تھا۔ میں نے لولا کی طرف نظر ڈالی۔

اُس کے چہرے پر ذرا بھی گھبراہٹ یا پریشانی کے آثار نہ تھے۔ جس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

لیکن میں جانتا تھا کہ میں اپنے تاثرات چھپانے میں ناکام رہا تھا۔  
میرے چہرے پر گھبراہٹ اور خون کے آثار میرے جرم کی چغلی کھا رہے

تھے۔

”میں۔ میں اس طرح اندہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ کس نے انے زرد راتوں کی غمازش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن کل میں اسے کہہ کر گیا تھا کہ میں آج آؤں گا۔“

میں خاموشی سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ میرے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ ”یہی وجہ ہے“ لولائے نے نیازی سے کہا ”کس لیے آئے ہو؟“

”جھوٹی جھوٹی تیز آنکھیں اس سے مجھ پر ادھر پھر مجھ سے اس پر مرکوز ہو گئیں۔“

”اس شخص نے تمہیں بتایا نہیں کہ میں آج آؤں گا؟ کارل کا کوئی خط وغیرہ تو نہیں آیا؟“

لولائے انکار میں سر ہلایا۔ ادھر بولی۔

”نہیں۔ مجھے امید نہیں کہ وہ ایسی سے پہلے وہ کوئی خط لکھے۔ وہ وہاں بہت

مصروف رہے گا۔“

”اس شخص نے تمہیں میرے پنشن کے کاغذات کے بارے میں بتلایا تھا؟“

”یہی کہ مجھے ان پر کارل کے دستخط چاہئیں۔“

”کوئی بھی وکیل یا بینکر مینجیر ان پر دستخط کر سکتا ہے۔“

”کس نے تیز نظروں سے اُسے گھورا

”تمہارا خیال غلط ہے۔ کارل کے دستخطوں کے بغیر میری پنشن رک سکتی

ہے۔ جب میرا گذارا کیسے ہو گا؟ ان پر شروع سے کارل کے ہی دستخط

ہوتے رہے ہیں۔“

لولائے نے لا بداری سے کندھے اچکائے

”مجھے تو اس کا ایڈریس معلوم نہیں۔ وہ ایک جگہ تو ٹھہر نہیں ہو گا۔“



تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔

رکس نے بے چینی سے پہلو بدلا میں دیکھ رہا تھا کہ لولا کے سامنے وہ کچھ نزدیکی ساتھ تھا۔ لولا کی لاپرواہی نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔

”بہتر ہو گا اگر میں ایردوٹا کی پولیس سے رابطہ قائم کروں۔“ وہ بولا۔  
”میرے پیش کے کاغذات پر دستخط ہونا بہت ضروری ہے۔“

اس نے لولا کے چہرے پر رد عمل تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ ممکن نہ تھا۔

”پولیس کے لیے تمہارے کاغذات کی کوئی اہمیت نہیں۔“ لولا نے کہا۔  
”ویسے اگر چاہو تو ضرور کوشش کرو۔ مجھے اس کی قطعی پروا نہیں۔ ممکن ہے کارل وہاں سے آئے ہوں گا۔“ وہ کہہ بھی رہا تھا کہ ایک دو جگہیں اور بھی دیکھے گا۔

لولا سر پر کچھ ٹکائے اپنے بال درست کرنے لگی۔ ہاتھ اوپر اٹھنے سے اس کی چھاتیاں اور بھی نمایاں ہو گئیں۔

”بے کار پریشانیت ہو جارہی۔“ وہ بولی۔ ”کاغذات کسی بینک سے تصدیق کراؤ۔ اور اگر تمہارا پاس گزارے کے لیے کچھ نہیں تو میں تمہیں کچھ نقد دے دوں گی۔“

لولا نے سب اتنے سرسری اور فطری انداز سے کہا کہ میں دل ہی دل میں اس کی تعریف کیے بغیر رہ سکا۔ اب اس کی کشمکش میں نظر آ رہا تھا۔

”کتنی؟“ اس نے بے چینی سے کہا۔ ”تم مجھے کتنی رقم ادھار دے سکتی ہو؟“  
”بہت زیادہ امید مت کرو۔“ لولا نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ ”میں تمہیں دس ڈالر سے زیادہ نہیں دوں گی۔“

اس کا چہرہ ٹٹک گیا۔

”اتنی رقم سے تو میرا کام نہیں چلے گا۔ تم مجھے بیس ڈالر دے دو۔“

”تمہیں تو منہ کھولنے کا موقع ملنا چاہیے۔“ لولائے کہا اور منہ زوم میں داخل ہو گئی۔ مجھے اس کے کیش بکس کھولنے کی آواز آئی۔

”کس نے بھی کان کھڑے کر دیے تھے۔“

وہ پانچ پانچ ڈالر کے تین نوٹ لیے باہر آئی

”یہ تو“ اس نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: اب اللہ امید کرنا۔

کارل بھی تمہارا یہاں آنا پسند نہیں کرتا اور یہ بات تم ابھی طرح جانتے ہو۔“

”کس نے جوٹ کہ نوٹ لے لیے اور جیب میں رکھ لیے“

”تم بہت سخت مزاج عورت ہو لولا۔“ اس نے کہا۔ ”خدا کا شکر ہے کہ میں تمہارا

شوہر نہیں۔ اور جلد ہی کارل کو بھی پھینکا پاڑے گا۔“

”تمہاری بکو اس کی پرواہ کیسے ہے؟“ لولائے طنز یہ منہ کے ساتھ کہا۔

اب دفع ہو جاؤ اور پھر اپنی شکل نہ کھانا۔“

”دو آدمیوں کے بیچ تیسرا کباب میں ٹکی ہوتا ہے۔“ سنا ہے۔“

اس نے باری باری مجھے اور لولا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم دونوں ذرا ہوشیار

ہو۔ گا دل یقیناً اُسے نہیں پسند کرے گا جو کچھ یہاں ہوتا ہے۔“

لولائے میری طرف دیکھا۔

”اس ٹھگ کو دھکے دے کر بائرن کال دو۔ بہت سرکھا چکا ہے۔“

جیسے ہی میں اس کی طرف بڑھا کر گین داپس کے لیے مڑ گیا۔

اس کی کار کے جلنے کی آواز معدوم ہو جانے تک ہم دونوں اپنی اپنی

جگہ کھڑے رہے۔

پھر لولا برا سا منہ بنا کر آ کر چھیلنے بڑھ گئی۔

”وہ ہمیں دیکھ چکا ہے۔“ میں نے خون نہاد آواز میں کہا۔

”دیکھنے دو۔“ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں اُسے بینڈل کر سکتی ہوں۔“

”وہ پھر آئے گا۔“ اُسے ہینڈل کا چمک بڑھا ہے۔“

لولا کے ایک لڑکری میں رکھے اور چھپتے والی مشین کی بڑھتے ہوئے پول  
ادھ۔۔۔ اب چھوڑ دو بھی۔ میں اسے سنبھال لوں گی۔



دوبنے اور گھسنے۔ اور کبھی نہیں آیا۔ وہ بھرپور اپنے اپنے کاموں  
میں مصروف رہتے تھے جنہیں کے بارے میں کئی لوگوں نے پوچھا۔ لیکن ان سبھوں  
نے ہماری کہانی قبول کر لی کہ وہ اردو دنیا میں نیا پیٹرول پمپ کھولنے گیا ہے۔  
وہ ایک لوگوں نے مجھے اور لولا کو شک بھری نظروں سے دیکھا بھی۔ ان کے  
چہروں سے ظاہر تھا کہ وہ یہ سوچ کر حیران تھے کہ ہم دونوں یہاں تنہا رہ رہے  
تھے۔ لولا اس کی ذرا بھی پروا نہ تھی۔ لیکن مجھے اس بارے میں کافی فکر تھا۔  
اب ہمارا روزمرہ کا دستو سراسر طرح تھا کہ ہم لیج روم اور پمپ رات ایک  
بجے تک کھلا رکھتے۔ پھر دونوں جگہوں کو قفل کر کے باقی رات اگلے بنگلے میں  
گزارتے تھے۔

مجھے جنس کے ہی بستر پر لگنے کے ساتھ سونا پسند نہ تھا۔ لیکن اس کے خوبصورت  
جسم میں ایسا زبردست جنس کشش تھی جو مجھے خود بخود اس کی طرف کھینچ رہی تھی۔ کبھی  
کبھی جب ہم جنس سلاپ کے بعد ٹھکے پڑے ہوتے تھے تو مجھے جنس کی شکل فریاد  
کرتی نظر آنے لگتی۔

لیکن لولا کے فنیہ پر کوئی خدشہ نہ تھی۔ اس کے لیے اب جنس کا کوئی وجود  
نہ تھا۔ اس کے دہے سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا گویا جنس نام کا شخص کبھی اس دنیا  
میں ہی نہ تھا۔

ان دو مہینوں میں مجھے پڑاؤ اڑا کر ہوا کہ میں لولا کی محبت میں گرفتار ہو  
رہا تھا۔ اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے پر یہ ناگزیر بھی تھا مجھے وہ پہلے ہی

دن سے اچھی لگی تھی۔ ادھاپ ہمارے درمیان زن و شوہر ملاشتہ قائم ہو چکا تھا۔  
اب میرا رشک کہ وہ محبت کا ڈرامہ کر رہا ہے ختم ہونے لگا تھا۔

جب بھی میرے ذہن میں یہ خیال آتا کہ میں اس کے ہاتھ کی کٹی پتلی بنا جا رہا ہوں  
میں اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتا۔ لیکن اس نے اب تک ایک بار بھی  
خوری میں رکھی رقم کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ شاید وہ  
مجھ پر محبت میں گرفتار ہو چکی ہے بلکہ میں تو اب یہ سوچنے لگا تھا کہ ہم دونوں  
لی کر اس کام کو اسی طرح چلائیں گے جیسے کہ جینسن اور وہ چلا رہے تھے۔

صبح بستر چھوڑنے سے پہلے آدھ ٹھنڈے تک ہم لیٹے لیٹے دن کے مینوں کے  
بارے میں بحث کرتے اور ہارڈی کے عقب سے ابھرتے ہوئے سونا اور  
خوبصورت منظر کو دیکھتے تھے۔ مجھے یہی وقت سب سے زیادہ پسند تھا۔

ایک صبح جب ہم اس طرح بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو اس نے اچانک کہا  
"چیٹ کیوں نہ ہم ایک معادن رکھ لیں؟ اسی طرح ہمیں ٹائٹ ڈیوٹی سے بھی  
تھنکارا ل جائے گا اور ہم دونوں وینٹ ورکھ گھر منے بھی جاسکیں گے۔  
نہیں ڈانس کرنا پسند ہے نا؟

ہم وہاں کسی کلب میں ڈانس کر سکتے ہیں۔  
میں نے انکو ڈائی لی۔ آئیڈیا اچھا تھا لیکن میرے بچے اس میں خطرہ

نہیں لولا۔ میں نے کہا، اس وقت یہ ٹھیک نہ ہوگا۔ اگر ہم دونوں وینٹ  
ورکھ میں اگلے نظر آئے تو آڈا میں پھیلنا شروع ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ کسی  
تیسرے شخص کی موجودگی میں ہم موجودہ طریقے سے نہیں رہ سکیں گے۔ نہیں کہہ سکتے  
کہ دو ماہ تک انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ہم یہ بات پھیلانیں گے کہ وہ اب  
واپس نہیں آ رہا۔۔۔

"میں تو اس جگہ سے بندھے بندھے تنگ آ چکی ہوں۔"

• تھوڑے دن اور انتظار کرو۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا •

وہ بستر سے اتر گئی۔ اور برہنہ حالت میں ہی چلتے ہوئے کمرے کے دوسرے سرے تک گئی جہاں اس کا لہادہ پڑا تھا۔ یہاں بیہوش ہو کر اس کے سانپے میں ڈھلے جسم کو دیکھنا رہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں انتظار کروں گی • اس نے لہادہ اوڑھتے ہوئے کہا۔  
کیوں نہ تم آج دینٹ ورتھ جا کر سامان لے آؤ

مجھے یہاں کیک بنانے ہیں۔ سب کا کام بھی میں دیکھ لوں گی۔  
میں اس کے جال میں پھنسنے پھنسنے پھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ وہ مجھے  
یہاں سے بٹانا چاہتا ہے تاکہ ٹرڈ پکا اسپرنگ سے کسی لوہار کو بلوا کر تجوری  
کھلو اسکے۔ جب تک میں دینٹ ورتھ سے واپس آتا وہ رقم سیت یہاں سے  
غائب ہو چکی ہوتی۔

میں نے اس کی نظروں میں جھانکا

وہ اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی اور زبردست کچھ گنگنا بھی رہی تھی۔ اس کے  
چہرے سے اس کے خیالات کا اندازہ لگانا دشوار تھا۔  
”نہیں لولا“ میں نے کہا۔ ”میں نہیں جاسکتا۔“ میں نے اپنی آواز فطری رکھے  
کی کوشش کی۔ ”یہ دینٹ ورتھ میں نہ دیکھا جاؤں تو زیادہ بہتر ہے۔ تم اب اگر وہ  
کو کیک بنا کر اوون (oven) میں رکھ دو اور چل جاؤ۔ میں ان کا خیال  
دکھوں گا اور تیار ہونے پر نکال لوں گا •

میں نے اس کا رد عمل دیکھنے کی کوشش کی۔ میرا دل دھڑکنے لگا

تھا۔

اس نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے اور برش واپس رکھتے  
ہوئے بولی۔ ”اچھا۔ اگر تم ان کا خیال رکھ سکتے ہو تو میں ہی چل جاتی  
ہوں۔“

پھر وہ بستر کے قریب آکھڑی ہوئی اور سیدھے میری آنکھوں میں دیکھنے  
پونے بولی۔

"کیا تمہارے دینٹ ورتہ میں دیکھ لے جانے سے سچ کچھ کون خطرہ ہو سکتا ہے؟  
" میں ایسا چالیں نہیں لینا چاہتا "

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ تم کسی مصیبت میں پھنسو۔  
" مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی " میں نے کہا۔

"میں تمہیں پیار کرتی ہوں جیٹ! " اس نے مسکرا کر کہا۔

میں بستر سے اتر ا اور اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگاتا ہوا بولا

"میں تمہارے منہ سے یہی سننے کا منتظر تھا۔ میں تو تمہارا دلیرانہ ہو چکا  
ہوں۔"

وہ اسی طرح میرے ساتھ لگی کھڑی رہی۔

"میں تمہارے ساتھ خوش ہوں جیٹ۔ لیکن اس جگہ سے تنگ آچکی ہوں۔  
یہاں تو صرف کام ہی کام ہے۔ کون تو فریاد نہیں کرتا۔"

"کچھ دن اور صبر کرو پھر ہم کہیں اور چلے جائیں گے۔ یہاں بھی یہاں سے ان  
چاہتا ہوں لیکن اچانک فاسب ہو جانا لوگوں کے درمیان رشید پیدا کر سکتا  
ہے۔ دوسرے ہم فوڈ ای اسے فروخت نہیں کر سکتے۔"

"اچھا۔ تو میں چلی کر کیک تیار کر دوں گی اس نے کہا اور باہر نکل گئی۔  
غسل کے بعد کپڑے پہنتے وقت میں اس کے بیان پر غور کر رہا۔ وہ

مجھ سے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ اور مجھے یقین تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔  
میرے لئے پتہ میں جا کر کانی تیار کی۔ لولا کیک بنانے میں مصروف

تھی۔ اچانک اس نے میری طرف سر کر کہا "جیٹ"

میں سو ایلے نکلا ہوں سے اسے کھو رہا تھا۔

"تمہارا مستقبل کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟"

”ابھی تک تو میں نے اسے بارے میں سوچا نہیں۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنا پسند کرو گی؟“

وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔

”ہاں۔ لیکن جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو بات کہ وہ سر چکا ہے ہم شادی نہیں کر سکتے۔“

”کوئی نہ کوئی راستہ تو سوچا پڑے گا۔ ابھی تک تو مجھے کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی۔ ہاں یہاں سے جا کر کسی نئی جگہ ہم شادی کر سکتے ہیں۔ کیوں نہ ہم اسی قسم کا زینس فلوریڈا میں شروع کریں؟“

”مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ تمہارا مطلب ہے کہ تم دھندہ شروع کرنے کے لیے وہ رقم استعمال کرو گے؟“

اتنے عرصے بعد اس نے پہلی بار تجویزیں دہی رقم کا ذکر کیا تھا۔ اس نے تویہ الفاظ سرسری انداز میں کہے تھے۔ میں نے تیز نظر دلا سے اسے گھورا۔ وہ بھی میری آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

”خیال تو یہی ہے۔“

”اس رقم سے ہم ایک بہترین جگہ خرید سکتے ہیں۔ ہے نا چپٹ؟“ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”جیسے اس جگہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بارے میں سوچا پڑے گا۔“

”کوئی نہ کوئی راستہ تو ہو گا ہی۔“ وہ بولی۔

”اُس وقت ایک ٹک باہر پیپ پر آکر رک گیا۔ میں باہر نکل کر اُسے پیٹرول دینے لگا۔“

پیٹرول کے بعد ڈرائیور نے ناشتے کی زبانش کی۔ اُس کے ہانے کے بعد مزید گھاٹیوں کا آنا شروع ہو گیا اور مجھے لولا سے باتیں کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ ادھر کی ایک اودھن (چھوٹی بھلی کی بھٹی) میں بارکھنے کے فوراً بعد

لوانے لباس تبدیل کیا اور جانے کے لیے تیار ہو گئی  
 " میں نے پانچ تک واپس آ جاؤں گی۔ تم ادھر نیاں رکھنا۔  
 میں اُسے جانے دیکھتا رہا۔

پھر میں نے کچن میں آ کر ناشتے کے برتن صاف کیے۔ میرا موڈ بہت اچھا تھا۔  
 کے باب میں صاف بات ہو جانے کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ حقیقت  
 میں مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔

اب مجھے کوئی ایسی ترکیب سوچنی تھی جس سے بغیر لوگوں کے دونوں میں  
 شک پیدا کیے ہم یہاں سے غائب ہو سکتے۔  
 لیکن کوئی حل مجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

چونکہ جڈ جینسن کے نام تھی اس لیے ہم اسے فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ ہم یہ  
 بھی نہیں کر سکتے تھے کہ جینسن مرجھا جائے۔ ہم اس جگہ کو دیران چھوڑ کر بھی  
 نہیں جاسکتے تھے۔ اس حالت میں فوراً پولیس آدھمکی آدھوہ جلد ہی  
 جینسن کی لاش برآمد کر لیتے پھر وہ اچھا رہے پیچھے شکاری کتوں کی طرح لگ  
 جاتے۔

جتنا بھی میں اس معاملے پر سوچ رہا تھا اتنا ہی زیادہ الجھا ہوا محسوس  
 ہو رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ ہم یہاں ایک طرح سے قید کی ہیں اگر ہم مصیبت  
 سے بچنا چاہیں تو اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ ہم یہیں رہیں۔  
 سب سوچتے ہوئے میں لہجے روم میں چھل تدر کر ہی رہا تھا کہ مجھے ماسٹر ایک  
 کار کے رکنے کی آواز آئی۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔

یہ دیکھتے دیکھتے رکس اپنے کتے سمیت اپنی کھٹارا کار سے اتر کر مرست  
 والے شیڈ کی طرف چلا گیا۔

گھبراہٹ کے مارے میرا ہر حال ہو گیا۔ میں بھی تیزی سے شیڈ کی طرف  
 پکا۔ جب میں شیڈ میں پہنچا تو میں نے رکس کو بلا مقصد اندر چکر لگاتے دیکھا۔



کتابھ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

میرے اندر داخل ہوتے ہی اس نے اپنے مالک کے اور قریب ہو گیا اور اس نگاہوں سے مجھے گھورنے لگا۔

”تمہیں کیا چاہیے؟ میں نے سخت لہجے میں پوچھا۔

رکس نے رک کر مجھے دیکھا پھر اس نے لات مار کر کتے کو دور ہٹا دیا۔

”میرے بیٹوں کی کوئی خبر آئی؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں۔“

”سبز جینس کہاں ہیں؟“

”وہ وینٹ درختوں میں ہیں۔ تمہیں کیا چاہیے؟“

اجانک کتے نے گردن گھمائی اور اس بیچ کی طرف گھورنے لگا جس کے نیچے جینس کی تہر تھی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور بیچ کے نیچے زمین کو سونگھنے لگا۔

میری بڑھک بڑی میں خوف کی منشا ہٹ دوڑ گئی۔

”مجھے ابھی تک پیشش نہیں لی۔“ رکس نے کہا۔ ”مجھے پیسوں کی ضرورت ہے۔“

”مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“

ادھر کتے نے زمین پر اپنے جلا ناشر دعا کر دیے۔ اور زمین کو نرم پا کرنے جوش سے زمین کھودنے لگا۔

رکس نے مڑ کر کتے کی طرف دیکھا۔

”جیرت ہے!“ وہ بولا۔ ”میں نے سبز کو آج تک ایسی حرکت کرتے نہیں دیکھا۔“

پھر اس نے آگے بڑھ کر کتے کو ایک لات رسید کی بتا چیں چیں کرتا ہوا دروازے کی طرف بھاگا۔

”میں اپنا آخری ڈالر بھی خرچ کر چکا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”مجھے چند ڈالر قرض دینے کے متعلق کیا خیال ہے؟ پیشش ملتے ہی لوٹا دوں گا۔“

جیسے ہی کتے نے مالک کو دوسری طرف توجہ دیکھا وہ پھر وہیں جا کر زمین کھودنے لگا۔

”اپنے لعنتی کتے کو بھڑاؤ۔ میں نے چلا کر کہا اور ساتھ ہی ایک لکڑی اٹھا کر اس کی طرف پھینکی۔ وہ بھرپور چسپاں کرتا ہوا داڑھے پر پہنچ گیا۔  
دکھنے لگے تھے تیز نظروں سے گھورا

”یہ طریقہ تو نہیں ہے بے زبان جانوروں سے پیش آنے کا! تمہیں اپنی حرکت پر شرم آنا چاہیے۔“

”یہاں سے نکل جاؤ۔“ میں نے عزا کر کہا۔ ”تم اذیتہارا منہ سسکتا دوؤں۔“  
دکھنے لگا اب اس جگہ کو گھورنے لگا جہاں کتے نے زمین کھودنے کا کوشش کی تھی۔  
اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔

”تم نے یہاں کوئی چیز ڈالی ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
میرے چہرے سے ٹھنڈا پسینہ پھوٹ نکلا۔

”نہیں۔“ تم اب یہاں سے جاؤ۔“  
”بہتر کھنے کی بجائے وہ بیچ کے قریب پہنچا اور غور سے کھدکائی ہوئی جگہ کا معائنہ کرنے لگا۔“

”معلوم ہوتا ہے یہاں پر حال ہی میں کھدائی ہوئی ہے۔“ اس نے نرم سٹا  
میں انگلیاں گاڑتے ہوئے کہا۔ مالک کو وہاں دیکھ کر کتا دم ملا تا اس کے  
قریب پہنچا اور دو بارہ زمین کھودنے لگا۔

دکھنے لگے تھے جینی سے اُسے ایک طرف مٹایا۔

”ممکن ہے کارل نے یہاں اپنا دولت چھپا رکھی ہو۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”اگر اس نے  
ایسا کیا ہو تو یہ اس کی حماقت ہوگی۔ کیوں نہ کھود کر دیکھ لیں۔“ بھڑا  
ہے؟“

”اس وقت تک مارے دہشت کے سیرا برا حال ہو چکا تھا۔ میرے

۱۷۱  
چہرے پر ضرور ہی ایسا تاثر رہا ہو گا جس نے رکس کو بتا دیا کہ میرے ارادے  
خطرناک ہیں۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور چہچہے مٹے ہوا بولا۔

”صبر نوجوان۔۔۔ صبر۔ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں۔“ رکت بھی اس  
نے ساکھ ہی پیچھے ہٹنے دیا تھا۔ ”ایسے ہی سرے ذہن میں آخا خیال آگیا تھا۔“  
”بھال جاؤ اور دوبارہ جہاں مت آنا“ میں نے چلا کر کہا  
”نکل جاؤ۔“

کہے کہ پانچ ڈالر تو ادھار دے ہی دو“ اس نے دروازے سے اہر نکل کر کہا  
”میں کچھ بچے بچوں کو ڈی بھی نہیں مل سکتی“ میں اس کی طرف پڑھتا ہوا بولا۔  
”بھال جاؤ۔“

وہ کار کے قریب پہنچ جاتا تھا۔ اس نے پٹا ایک باغ کا۔ کے ہینڈل پر رکھا اور  
میری طرف مڑ کر رہا۔

”بہت اچھا نوجوان۔ اگر تم ہی چاہتے ہو۔ تو میں اسٹیشن جاتا ہوں  
میں انھیں کارل کو تلاش کرنے کے لیے کہوں گا۔ تم اور وہ رند ہی۔۔۔ یہاں  
بوسہ بازی کرتے ہیں۔۔۔“

میں نے اچھل کر گھونہ چلایا جو کہ اس کے جوتے پر لگا۔ کس روکھڑا کر زمین  
پر گر گیا۔ میں اتنا اچھل ہو چکا تھا کہ میں نے اس ٹرک کی عورت جھپان مٹا نہ دیا جو  
کہ اچھی ابھی گیس لمب کے سامنے اٹھ رہا تھا۔ یہ سن کر اس نے کانٹے تب آئے  
جب اس کے ذرا توڑنے کے بعد پر پینٹا شروع ہو گیا وہ نہ میرا ارادہ۔ کس کی اچھی پٹائی  
کرنے کا تھا۔

جیسے ہی کتے نے اپنے مالک کو خاک پر لوٹے دیکھا تو وہ کانپتا ہوا اس کے اندر  
جا بیٹھا۔

ٹرک ڈرائیور اپنی سیٹ سے نیچے اتر آیا تھا اور مجھے غصیلی نظروں سے دیکھ

رہا تھا۔

”اے۔۔۔ اگر لڑنے کا شوق ہے تو برابر کے آدمی سے لڑو۔۔۔ وہ تمہارے  
ہوش ٹھکانے لگا دے گا۔“ اس نے مجھ سے کہا۔

میراجی چاہا کہ اس سے بھی دو ہاتھ لگا دوں لیکن یہ دھندے کے لیے نقصان  
دہ ہوتا۔۔۔ ٹرک ڈرائیور سب سے پہلے آنا ہی بند کر دیتے۔  
میں نے خود پر قابو پایا اور رکس سے دور ہٹ گیا جو کرائٹس کی کوشش  
کر رہا تھا۔

”اگے۔۔۔ اگے میں نے ڈرائیور سے کہا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو مجھے  
اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا مجھے اس کا انٹوس ہے لیکن یہ شخص پہنچنے  
اگر کچھ نہ کچھ مانگتا ہے۔ اس نے تو مجھے پاگل کہہ رکھا ہے۔“  
ٹرک ڈرائیور کا عقد کم ہونے لگا۔

”اوہ۔۔۔ ایسی بات ہے۔۔۔ سچر کسی بوڑھے پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات  
نہیں۔“

”مانتا ہوں۔۔۔ لیکن اس نے بھی ہمیں پریشان کر رکھا ہے،  
تھانچو نے اتفاق میں سر ہلایا۔

”میرا سسٹر بھی اسی قسم کا ہے۔۔۔۔۔ پیٹرول بل جلتے کا؟“  
”ضرور۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔“

وہ واپس اپنے ٹرک کی طرف چلا گیا۔ رکس اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اپنا  
جبر اسیلٹا اپنی کار کی طرف جارہا تھا۔ وہ زیر لب کچھ بڑبڑاتا بھی جاتا تھا۔  
میں نے اپنے جوتے سے دس ڈالر کا نوٹ نکالا۔ رکس اپنی کار میں بیٹھ  
چکا تھا۔ میں نے نوٹ اس کی طرف بٹھایا اور کہا  
”یہ لو اور وٹا ہو جاؤ۔“

اس نے انجن اسٹارٹ کر دیا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے میرے ہاتھوں  
سے نوٹ لیا اور اس سے موٹر کی میسہ منہ پر چھینکتا ہوا بولا۔

۱۷۳  
میں نہیں ٹھیک کروں گا۔ اس کی آواز میں غراہٹ تھی۔ میں پولیس کے پاس جا رہا ہوں۔

اس نے ایک سیٹر دیا اور کار بڑھا دی۔

تب مجھے احساس ہوا کہ اس پر ہاتھ چھوڑ کر میں نے کتنی غلطی کی ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ یہ اتنا بے عزت ہو گا کہ مار کھانے کے بعد بھی نوٹ بیکر سب بھول جائے گا۔

میں نے نوٹ واپس بٹھے میں رکھا۔ میرا دل خون سے کانپ رہا تھا۔

پھر میں نے منظر دک میں پیش روں بھرا۔ وہ مجھے دیکھ کر کچھ سے گھور رہا تھا۔ اس نے رکشہ کو نوٹ واپس پھینکنے دیکھ لیا تھا۔ لیکن وہ غارتش ہی رہا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے شیڈ میں جا کر بیٹھی مٹائی۔ اور کتے کی کھوکھائی ہوئی جگہ کو بار کیا۔ پھر میں نے لوہے کا بہت سا کباڑ اس کے اوپر پھلادیا۔ اس کام میں مجھے آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ لیکن جب میں وہاں سے ہٹا تو مجھے یقین تھا کہ کتاب اب اس جگہ کھدائی نہیں کر سکتا۔

کام کرتے وقت میرا دھیان رکشہ کی طرف ہی رہا۔ کیا وہ پولیس اسٹیشن گیا ہو گا؟ اس وقت وہ اتنے غصے میں تھا کہ مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور گیا ہو گا تو کیا پولیس والے اس کی بجائے اس پر دھیان دیں گے؟ اگر وہ یہاں آکر تفتیش شروع کرتے تو میرا بیڑہ خرق تھا۔ کیا کروں؟ سامان لے کر بھاگ جانا اسی کشمکش میں میں شیڈ سے نکل کر لیچ روم کی طرف چلا تب مجھے پٹرول پمپ کے سامنے ایک مرد اُلو دنگن کار کھڑی دکھائی دی۔ میں اپنے خیالوں میں اس قدر الجھا ہوا تھا کہ میں نے اسے آتے وقت نہیں دیکھا۔ ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھے شخص کی شکل مجھے کچھ جانی پہچانی نظر آئی۔

وہ شخص کار سے اترا اور میری طرف بڑھا۔ اس نے ایک پرانا اور

۱۴۴  
 شکن آلود سوٹ پہن رکھا تھا اس کے سر پر ایک پرانا ہیٹ تھا۔  
 میں نے اس کو پہچان لیا۔ میرے دل نے ایک قلابازی کھائی اور پتھر تیزی  
 سے دھڑکنے لگا۔  
 میری طرف آنے والا شخص۔ اور کوئی نہیں بلکہ میرا بڑا دوست  
 رائے تھیں تھا!

## باب ۱۰

رائے نے بھی مجھے فوراً پہچان لیا۔ وہ حسرت سے منہ بھاڑے دہریں کمرہ  
 رہ گیا۔ ہم دونوں چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے کو بے یقینی سے گھورتے رہے پھر ایک  
 کے چہرے پر حشمت پائی سکراہٹ آگئی وہ تیزی سے میری طرف دوڑا۔  
 "چیٹ! تمہیں ہونا؟ کتنی خوش ہوئی نہیں دیکھ کر۔"  
 ہم دونوں ایک دوسرے سے پیٹ گئے۔ اب مجھے احساس ہوا کہ اس  
 سے دور ہو کر میں کتنا ادا اس تھا۔ کتنا تنہا تھا!  
 "مجھے نہیں تم سے مل کر بہت خوش ہوا ہے" میں نے اس کا کندھا تپتھا  
 مجھے کہا۔

رائے مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا۔ پھر مٹن ہو کر بولا "تمہارا  
 کیا کر رہے ہو؟ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم ملک سے باہر نکل چکے ہو۔"  
 "میں چاہتا ہوں کہ پولیس میں ہی رہوں۔ میں نے کہا اب خوشی کے

میر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ میں نے انہیں پوچھا اور کہا "آؤ۔ ایک ٹھیک ٹوٹے لو۔"

اس کا ہاتھ تھامے میں لپنچروم کی طرف چلا۔ کہاں سے ٹپک پڑے؟ میں نے پوچھا۔

"بھل کر ٹپک سے آ رہا ہوں؟۔ ٹری دایاںات جگہ ہے۔" وہ کاؤنٹر کے سامنے ایک اسٹول پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن اپنی تو کہو۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے شراب کی بوتل تھالی اور دو جام بنانے لگا۔

"میں یہاں کام کرتا ہوں۔ اگلے۔ چھپنے کے لیے سترین جگہ ہے۔" ہاں۔۔۔ لیکن زیادہ بہتر نہ ہوتا اگر تم کٹافا یا سیکو نکال جاتے؟ میں نے ایک گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

کھنا آسان ہے۔ کرنا مشکل۔ میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ یہاں محفوظ بچتے ہو؟

تم خود کو یہاں محفوظ بچتے ہو؟

"سو فی صدی محفوظ تو میں کہیں بھی نہیں ہو سکتا۔"

اس نے آگے ہلک کر میرا ہاتھ چھتھپایا۔

میں نے ہتھارے فرار کے بارے میں پڑھا تھا۔ تم واقعی بہت بہت ڈالے ہو۔ ہتھارا خیال کبھی بھی میرے دل سے نہیں ہٹا۔ مجھے امید تھی کہ تم سے دوبارہ مل سکوں گا۔ میں سکرایا "میرا بھی یہی خیال تھا۔"

راٹے نے میری طرف دیکھا میں نے میری کلائی تھام رکھی تھی۔

چیٹ۔ ہتھارا شکریہ ادا کرنے کا قہقہے موقیع ہی نہیں ملا۔ تم نے جو بھی میرے لیے کیا میں اسے کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔۔۔ تم نے آؤتک میرا نام سامنے نہ آنے دیا۔۔۔ پھوڑ دلی۔ تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہاں کرتے۔

صمیم کہہ رہے ہو۔ میں ایسا ہی کرتا لیکن پھر بھی تمہارا احسان میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

جب تم گرفتار ہوئے تھے۔ تو یقیناً جانوں میری حالت بہت بُری ہو چکی تھی ہر لمحہ سی سحر کا  
لگا رہتا تھا کہ وہ مجھے پکوانے آ رہے ہیں۔ تم صبح معنوں میں دوست ہو۔ حقیقی دوست؟  
” لیکن تم مجھ سے ہوشیار ثابت ہوئے۔ میں نے کہا: اگر میں بھی تمہارے  
ساتھ اوپر کا طن بھاگتا تو شاید.....“

رائے نے شراب کا بڑا سا گھونٹ بھرا اور بولا۔  
” اصل میں ہم میں ایسا کام کرنے کی ہمت ہی نہ تھی۔ مجھے زندگی بھر اس کا  
افسوس رہے گا۔“

” مجھے بھی اتم یہاں کیسے آئیے؟ کسی کام سے آئے ہو؟ “  
اس نے اپنا مشروب ختم کیا اور گھاس میری طرف کھسکا دیا۔ میں نے دو جام  
اور بنائے تب تک رائے اپنی روداد سناتا رہا۔

” میں آج کل مارا مارا پھردا ہوں۔ شاید نہیں یقین نہیں آ رہا۔ اصل میں وہ مجھے  
فرم سے نکال دینا چاہتے ہیں انہیں شک ہے کہ اس روداد میں تمہارے ساتھ  
تھا۔ فرینکلن نے مجھے کہا بھی کہ پولیس والوں کو یقین ہے کہ اس روداد میں میں تمہارے  
ساتھ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہم میں بہت زیادہ دوستی ہے اور یہ بھی کہ میں قرعہ  
میں دبا ہوا تھا۔ اس لیے انھیں نے مجھے تجویروں والے سیکشن سے بٹا دیا۔ انہوں  
نے مجھے کہا کہ تجویزیاں بیچنے کا بھی کچھ تجربہ ہونا چاہیے۔ انہوں نے مجھے پرانے گاہکوں کی  
ایک فہرست دی اور کہا کہ میں انھیں نئی تجویزیاں خریدنے پر آمادہ کروں۔“  
اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اس پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

” پوائنٹ آف نورٹھن۔ مالک کارل جینسن۔ ٹھیک ہے؟ اس کے پاس  
ایک پرانی لارنس تجوری ہے اب مجھے کسی نہ کسی طرح اُسے نئی تجوری خریدنے پر  
راضی کرنا ہے۔ وہی تمہارا اس ہے؟ “

اسی وقت ایک کار بلیو پرپ پر آڑکی اور اسکا ڈرائیور بے چینا سے ہارن

بجانے لگا۔



”میں ابھنا رہا ہوں۔“ میں نے شکر کیا کہ جواب دینے کے لیے مجھے سوچنے کا موقع مل گیا تھا۔  
 کار میں پیٹرول بھرتے وقت میرا دماغ مصروف تھا۔ میں نے طے کیا کہ اسے ’کمپوری  
 حقیقت‘ بتانا بہتر نہ ہو گا۔ میں اسے جنسن کی موت کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔ یہ لولا  
 کاراز تھا میرا نہیں۔

میں نے اسے وہی بتانے کا ارادہ کیا جو کہ میں ہر ایک کو سنا رہا تھا۔ کہ جنسن باہر  
 گیا جو اسے دوسرا پمپ کی خرید کے سلسلے میں اور دو مہینوں بعد آئے گا  
 کار کے جانے کے بعد میں واپس لینچ روم میں آیا۔

رائے سگریٹ پیتا ہوا لینچ روم کا جائزہ لے رہا تھا۔  
 ”بہت اچھا جگہ ہے چیٹ“ وہ بولا۔ ”مجھے تو تم پر رشک ہو رہا ہے۔ یہ جگہ تو  
 سونے کی جگہ ہے معلوم ہوتی ہے۔“

”حقیقت میں ایسا نہیں“ میں نے کہا۔ ”یہاں کا مالک کالا جنسن باہر گیا ہوا ہے۔  
 مجھے امید نہیں کہ وہ جلد ہی واپس آئے۔“  
 رائے نے بڑا سا منہ بنایا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میرا بیاں اُنابیکار گیا؟ اس کی بیوی کون ہے؟ وہ تجوری  
 خریدے گی؟ کیا خیال ہے؟“

”مشکل ہے۔ خرید فروخت صرف جنسن ہی کرتا ہے۔ تمہاری بد قسمتی!“  
 رائے نے اپنا گلاس خالی کیا۔ پھر آگے کی طرف جھک کر اس نے سگریٹ کی  
 مالک ایش میں بھڑائی۔ اور بولا۔

”میں تمہیں اپنے بار بار سیر بناؤں۔ میں ایک ناکام سیلر مین ہوں۔ پچھلے سات  
 ہفتوں سے میں اس کام پر لگا ہوں لیکن اب تک ایک بھی پنچ نہیں سکا۔“

اس نے میری طرف دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور بولا ”اس مہینے کے آخر میں  
 میری کار گنہاری کی رپورٹ اس کے پاس جاسے گی۔ اور وہ میرا پتہ صاف کر دیگا۔  
 مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی نکال دیا جاؤں گا۔“

”تم میری میں ٹکر کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ تم جیوار ڈیا ویس تجو بین والوں کے پاس  
کیوں نہیں چلے جاتے؟ وہ تجیں فوڈ ملازمت دے دیں گے۔“  
اس نے انکار میں سر ہلایا۔

”نہیں تو تم غلطی پر ہو۔ وہ یہ جانتا چاہیں گے کہ میں نے لارنس سیف ہار پوریشن سے  
ملازمت کیوں چھوڑی۔ اندھے یقین ہے کہ فرینکلن انہیں اشارہ دے دے گا۔  
وہ یہ تو نہیں کہے گا کہ میں کسی واردات میں شریک تھا لیکن یہ کہہ سکتا ہے کہ اس  
آوی سے خطر ہے۔ پھر وہ مجھے لینے سے رہے!“  
میں نے اُسے گھورا

”لیکن رائے۔ وہ کچھ ثابت تو نہیں کر سکتے۔“  
”انہیں ثبوت کی ضرورت نہیں۔ انہیں تو بس اشارہ کافی ہے۔“  
”تو پھر تم کیا کر دے گے؟“  
اس نے کندھے اچکائے

”معلوم نہیں۔ میں ایک اچھا قفل ساز تو ہوں لیکن اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔  
میں پینتیس سال کا ہو چکا ہوں۔ اس عمر میں نیا کام شروع کرنے کی ہمت بھی  
نہیں۔“

اس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ اور بولا  
”پنچ کا وقت ہو گیا۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کچھ کھانے کو ملے گا؟“  
میں نے مینوں کا روڈا سے تھا ہا۔ اس وقت دو ٹرک ڈرائیور اندر داخل  
ہو کر اسٹیل پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ہسبہ گر کا آرڈر دیا۔  
میں ان کے لیے ہسبہ گر بن۔ ہاتھ تو اس نے مجھ سے فرائیڈ چکن کے بارے

میں پوچھا۔

”اوکے۔ میں نے کہا۔ کھانے کے بعد تم عسوس کر دے گے کہ واقعی کچھ کھایا ہے؟“  
اس دوران ایک نوجوان جوڑا ابھی آپہنچا۔ وہ بھی فرائیڈ چکن کے نو ہسبہ

بیچ بیچ میں سر کھڑکی سے باہر بھی دیکھ لیتا تھا۔ میں لولا کا انتظار کر رہا تھا تو  
جب میں لیسٹوں میں چلن لگا رہا تھا  
کو مجھے اس کی کار آئی دکھائی دی۔

میں نے چکن کی پیٹ، اس کے سامنے رکھ دی۔  
"سسر جینس آ رہی ہیں" میں نے کہا۔ پھر آواز بچی رکھتے ہوئے بی بی نے کہا۔  
یہاں میرا نام جبک ہٹ مورے۔ یاد رکھنا ہے  
اسے سر لائے آگے ماری۔

لولا پہلی طرف سے کچن میں داخل ہوئی۔ اس کے اندر آنے کا آہٹ سن کر  
میں کچن کے اندر گیا۔  
"مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے" وہ بولی۔ "کوئی دقت تو نہیں..."

"نہیں" میں نے اسے اپنی طرف دیکھا۔ "کچن میں کس کا ہوسہ لینے ہوئے کہا ہے۔ ایک نئی بات  
ہوئی ہے لولا۔ میرا ایک دوست اچانک یہاں آدھکا ہے۔ لیکن تم فکر مت کرو۔  
وہ قابل اعتبار آدمی ہے۔ وہ تمہارے شو ہر سے بزنس کے سلسلے میں ملے آیا تھا۔  
میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ دو ہفتوں سے قبل نہیں آئے گا۔  
لولا چونک کر نظر آنے لگی۔

"تم اس پر بھروسہ کر سکتے ہو چیٹ"

"ہاں۔ وہ میرا بگڑا دوست ہے۔"

پھر مجھے پانچ روپے کے کاڈنٹر پر کسی کے بے جینی سے تھپتھپانے کی آواز  
سنائی دی۔ میں باہر نکلا۔

کاڈنٹر پر ایک پستہ قدر بہ اندام شخص کھڑا تھا۔

"بوسے سا کھائیں آدی ہیں" وہ بولا۔ "تم انھیں بچہ کھلا سکو ہے؟"

"ضرور۔ انہیں اندر لے آؤ۔"

کھڑکی سے باہر ایک بڑا آرام دہ لباس سافروں سے ندی کھڑی نظر آرہی تھی۔

میں نے کھڑکی سے جھانک کر لولا کو خبردار کیا کہ وہ بھیڑ کے پے تیار رہے۔  
 اس نے لا پرواہی سے سر ہلایا۔ اُسے بھیڑ کی کبھی بھی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔  
 لیچر روم لوگوں سے بھر گیا۔ حالانکہ میں اور لولا پوری تندی سے کام کر رہے  
 تھے پھر بھی لوگوں کو سامان پہانے میں دیر لگ رہی تھی۔  
 جتنی تین چار ٹرک پمپ کے سامنے آکر ٹھہر گئے۔ ان کے ڈرائیور پیٹرول کے  
 لیے باؤن بنانے لگے۔

رائے کھانا کھا چکا تھا۔ اور مجھے کام کرتا دیکھ رہا تھا۔ وہ اسٹول سے اتر کر

میرے قریب آیا۔  
 "میں کبھی مدد کر دے گا اس نے پوچھا۔" میں پمپ ہینڈل کر سکتا ہوں۔  
 "نابین۔ تو جاؤ۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر کاؤنٹر کے نیچے سے چھوٹے مسکوں  
 کی تحویل نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "زخموں کی فہرست پمپ پر لگی ہے۔"  
 وہ تحویل لے کر باہر نکلیا۔

اگلے ڈیڑھ گھنٹوں تک ہم تینوں کام میں مصروف رہے۔ آخر سیاہوں کا ہجوم  
 آگے بڑھ گیا۔ پوری جگہ چانک خال نظر آنے لگی۔ اب تک مجھے اتنی فہرست نہیں  
 مل سکی تھی کہ رائے کا کام دیکھ سکتا۔ ابھی میں کھڑکی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لولا  
 بھی کچن سے نکل آیا۔

رائے اپنے کام میں مصروف تھا۔ پمپ کے سامنے تین کاروں قطار سے  
 کھڑی تھیں۔ رائے تیزی سے اگلے کار کے ونڈواسکرین صاف کر رہا تھا۔ اس نے  
 بعد وہ پیٹرول ڈالنے لگا۔

لولا میرے قریب آکھڑی ہوئی۔

"کیا سچا ہے؟" اس نے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"  
 وہی میرا دوست جس کے بارے میں میں نے تمہیں جیسا تھا۔ اس کا نام  
 رائے ویسی ہے۔ کام ٹھیک سنبھال رہا ہے۔"

اس کے لہجے میں ایک ایسا پٹ تھا جس نے مجھے اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔ وہ آنکھیں سکیڑے رائے کا جائزہ لے رہی تھی۔

”اس سے کام کی ضرورت تو نہیں چھٹ؟“ اس نے کہا۔ ”میں ایک معاون کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں اس پر اعتماد ہے تو.....“

میں نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کھینچ لیا۔  
 ”میں بھی جیسے والا تھا۔ یہ میرے بھائیوں کی طرح ہے، ہم اس پر مکمل بھروسہ کر سکتے ہیں لولا۔ میں نے اسے کبھ دیا ہے کہ جنس باہر گیا ہو اسے۔ اب بہا سے بنا سکتے ہیں کہ وہ کسی دوسری عورت کے چکر میں پھنس کر یہاں سے ہمیشہ کے لیے جا چکا ہے اور ہم دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ وہ سمجھ جائے گا۔ ممکن ہے وہ یہاں نہ رہنا چاہے۔ ایک جگہ تک کہ بنے والا آدمی نہیں۔ شاید اسے یہ جگہ پسند نہ آئے....“

میں اس کی طرف دیکھ کر سکا دیا۔ لیکن ایک بات طے ہے کہ وہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس کی پہلی شادی نامکمل ثابت ہوئی ہے اور تب سے وہ عورتوں میں قفل دھپسی نہیں لیتا۔

لولا نے میری طرف دیکھا

”وہ یہاں آ رہا ہے۔۔۔ بات کر لو چھٹ!“

دروازہ کھلا اور رائے اندر داخل ہوا۔ وہ دروازے میں ہنر رک کر لولا کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے۔ میلے کچیلے ہارے میں بھی لولا دیکھنے کی چیز تھی لیکن مجھے کوئی تشویش نہ ہوئی۔

”رائے۔۔۔ یہ سن جنسن ہیں“ میں نے کہا۔ اور لولا یہ ہے رائے ٹریس،  
 ”آپ نے کافی مدد کی مسٹر ٹریس“ لولا نے سکا کر کہا، ”آپ کا بہت بہت  
 شکریہ“

رائے بھی اُسے دیکھ کر مسکرایا۔

”مجھے تو کام کر کے خوشی ہی ہوئی۔ بہت اچھی جگہ ہے یہ سبز جینس۔“  
”تو نہیں پسند آئی؟“

”بہت زیادہ۔“

”تو پھر یہیں ٹھہرنے کے بارے میں بُرا خیال ہے رائے؟“ میں نے کہا جہاں  
پاس ایک گھین گھین خالی ہے۔ تم وہاں رہ سکتے ہو۔ چائیس ڈالرنی ہفتہ میرے؛  
رائے کی مسکراہٹ اوروں کی طرح ہو گئی اس نے لولا کی طرف دیکھا اور کہا  
”آپ کو کیا سچ میری غذا تدرار ہیں؟ اگر ایسا ہے تو مجھے یہ پیشکش منظور  
ہے۔“

”ہم ایک آدمی رکھنے کی سوچ ہی رہے تھے۔“ لولانے کہا

”تو پھر طے رہا۔“ وہ بولا۔

ایک فورڈ اسٹیشن ویگن گرداڑا لائی تدرار ہوئی اور پپ کے سامنے  
آکر ٹھہر گئی۔

”اُسے میں دیکھوں پاس؟“ رائے میری طرف دیکھ کر ہانچیں کھلاتا ہوا  
بولا۔

”میں جارا ہوں۔“ میں نے کہا، ”تم دونوں ایک دوسرے سے بات چیت کرو۔“

پھر میں نے لولا کی طرف دیکھا اور کہا

”یہ میرے بچپن کا درست ہے لولا۔ ہم اسل میں بھی ایک مانتے تھے۔ ان

کا خیال رکھنا۔ یہ سمجھ لو کہ ہم بھائی بھائی ہیں۔“

رائے نے میری جھان پر کہنی سے ٹھوکا دیا

”پاکلی ٹھیک“ وہ لولا کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”میں اسے اپنا بھائی ہی

سمجھتا ہوں۔“

۱۸۳  
دس بجے کے بعد دش ختم ہوا اور ہم ٹیونس ڈسٹریبل پر بیٹے۔ میری داہنی  
طرف لولا بیٹھی تھی اور رائے سرے سامنے والی کرسی پر تھا۔ رائے بہت خوش  
نظر آ رہا تھا۔

”بہت بھلا اچھی جگہ ہے یہ۔“ وہ بولا۔ ”مجھے تو خوشی ہے کہ میں کام کے پہانے سے۔  
یہاں آپنیجا۔ تجوریاں بیچنے سے یہ کام کئی فن بستر ہے۔  
لولانے پھلی کے قتلے سے ایک ٹکڑا کٹا اور رائے کانٹے پر رکھتے ہوئے  
بولی۔

”تو تم بھی تجوریوں کے دھندے میں لگتے؟“  
”جی ہاں سسر جینس۔ اور ایک بات بتا دوں کرچٹ اور میں اس دھندے  
کے بہترین آدمی ہیں۔ ٹھیک ہے ناچٹ؟“  
”ایسی بات تو نہیں۔۔۔ میں نے کہا۔ اچھے اچھے لاگو پڑے ہیں۔“  
چٹ اور میں نے ایک ہی دن اس دھندے میں قدم رکھا تھا۔ رائے  
نے لوہے سے کہا۔ ”یہ تجوری کا ماہر ہے اور میں تالوں کا۔ اس کے ساتھ  
مصہبت یہ ہے کہ بہت با اصول ہے۔ شروع سے ہی میں کسی نہ کسی مصیبت  
میں پھنستا رہا ہوں اور یہی مجھے نکالتا رہا ہے۔“  
”تہیں یہاں بہت عجیب لگ رہا ہو گا رائے“ میں نے کہا۔ ”یہاں سوائے  
کام کے اور کچھ نہیں۔“

”نہیں مجھے یہاں اچھا لگ رہا ہے۔“ رائے اچانک سنجیدہ لہجے میں بولا۔  
”لیکن مجھے کنگ فخر ہے۔ سسر جینس واپس آ کر مجھے نکال نہ دیں۔“  
اس نے لولا کی طرف دیکھا اور بولا۔ ”میں چاہوں گا کہ یہ ملازمت  
مستقل ہو۔“

”سسر جینس کا واپس کا قول ارادہ نہیں“ لولانے جواب دیا  
رائے نے ہلکی چپکائی۔

۱۸۴  
 "کیوں؟" اس نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 "میں نے ابھی تک کسی کو بتایا نہیں۔ لولا نے فطری لہجے اور سرسری انداز میں کہا  
 لیکن مجھے اس کی دلچسپی کی امید نہیں۔ اُسے مجھ سے بہتر عورت مل گئی ہے۔"

رائے سٹیٹیا باسا نظر آنے لگا

مادہ — مجھے افسوس ہے۔"

لولا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا

"افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔  
 اب چیٹ اور میں... لولا نے ایک لمحہ کی گریہ کرنا شروع کیا اور بولا، کم سے کم میرا شوہر  
 میرے لیے یہ جگہ اور چیٹ — یہ دو چیزیں ہی تو چھوڑ گیا۔"

رائے نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا قسمت پائی ہے تم نے بھی چیٹ سے"

"اُو نہیں کیسے دکھا دوں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تم سونے کی تھاری کرو"

رائے بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کھا نا بیت عمدہ تھا مسز جینسن۔ شکریہ"

لولا نے اُسے مسکرا کر دیکھا اور کہا، "تم مجھے لونا کہہ سکتے ہو۔ ہم یہاں دوستوں

کی طرح رہتے ہیں۔"

"بہت اچھا۔ کیوں یہی یہ برتن صاف کروں؟"

"یہاں کر لوں گی۔ تم چیٹ کے ساتھ جاؤ"

چاندنی میں پہلے سوئے جب ہم کین کی طرف جا رہے تھے تو رائے نے کہا، "کیا عورت

ہے چیٹ اب مجھے نہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔" دلچسپی سے کہیں کوئی کہنا

تو نہیں ہو گیا؟"

"نہیں۔ میں خود کسی درد دوست کی صحبت کا شکار ہوں"

میں نے کین کا، دروازہ کھولا اور ہم دونوں داخل ہو گئے۔



”جگہ تو اچھی ہے“ رائے چا۔ ور حزن دیکھتا ہوا بولا۔ ”ٹیل ڈیزن بھی ہے!“  
پھر اس نے کھرک سے جھانک کر سڑک پار پنکے کی طرف دیکھا۔

”تم وہیں رہنے ہونا؟“

”اں۔ اور کہاں رہوں گا؟“

”تم عورتوں کے معاملے میں خوش قسمت ثابت ہو چکے۔ اس نے اپنا  
بیگ ایک کرسی پر رکھا اور سامان باہر نکالنے لگا۔ ”مجھے تو یہ شخص جینسن بے خون معلوم  
ہوتا ہے۔ ایک عورت کی خاطر یہ جگہ چھوڑ گیا۔ اس کی عادت تو اچھی بھائی تھی۔ اسے اور  
کیا چاہیے تھا؟“

”میرے خیال میں تو اس نے اپنی ہم عمر کسی عورت کو ترجیح دی ہوگی۔  
میں نے کہا۔“ لولا اس سے بیس سال چھوٹا ہے اور اس کے ساتھ رہنا آسان  
نہیں۔“

”رائے نے سگریٹ سلا کر ایک کش لیا اور دھوئیں کے مرغوعے چھوڑتا ہوا  
بولا۔“ لیکن اس نے یہاں سے ہٹ گئے کی بجائے اس عورت کو ہاکیوں نہ بھگا دیا؟  
رائے بے وقوف نہ تھا۔ وہ سیر کا کہاں سے مطمئن نہ تھا۔

”مجھے کسی نہ کسی طرح اُسے یقین دلانا تھا کہ جی حقیقت ہے۔  
”کہنا آسان ہے۔ کوئی بھی اپنی عورت سے اپنی مرضی کے مطابق پسپا نہیں چھڑا  
سکتا۔“

”وہ تجھس لگا ہوں سے یسرا جائزہ لیتا رہا۔

”کب سے گیا ہوا ہے وہ؟“

”چار پانچ بجے ہو گئے ہیں۔“

”اور تب سے اس کا کوئی خبر نہیں آئی؟“

”نہیں۔“

”اُسے دوسری عادت کے بارے میں کبھی شک ہے؟“

”نہیں اُسے یقین ہے۔“  
 لیکن وہ کبھی بھی واپس آسکتا ہے اور تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ سوتے  
 پکڑ سکتا ہے۔“

”وہ واپس نہیں آ رہا رائے۔“  
 رائے نے تیز زنگاہوں سے سیری طرف دیکھا پھر نگاہیں پھیر لیں۔  
 ”وہ تمہارے بارے میں جانتی ہے چیٹ؟“  
 ”ہاں۔ میں اُسے بتا چکا ہوں۔“

وہ اپنا بگ خالی کرچکا تھا۔ اس کی تمام چیزیں اب بستر پر بکھری  
 پڑی تھیں۔

”یہ جگہ تو سونے کی کان معلوم ہوتی ہے۔ کتنی آمدنی ہو گی؟“  
 آمدنی تو میری توقعات سے بھی کم ثابت ہوئی تھی۔ جینسن کی آمدنی  
 کا اصلی ذریعہ تو لوہے کے کپڑا والا دھندہ تھا۔ یہ بعد تھے اس کی موت کے  
 ایک مہینے بعد معلوم ہوئی تھی۔ اور اس کام میں میں انارڈی تھا۔ جینسن  
 کی موت کے بعد کپڑا کا دھندہ ختم ہو چکا تھا۔ لولا کو اور مجھے لیمچ روم اور  
 پیٹرول زرخشت کی آمدنی پر ہی صبر کرنا پڑتا تھا۔ اور یہ میرے اندازے  
 سے کان کم تھی۔ ہمیں تقریباً دو سو ڈالر فی مہینہ کی آمدنی تھی جسے ہم برابر  
 برابر بانٹ لیتے تھے۔ چونکہ مجھے خرچ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا اس  
 لیے میں اپنی رقم سیف میں رکھ کر رقم سے ساتھ ہی رکھ دیتا تھا۔ تجوری  
 میں جینسن نے میری رقم ایک الگ خانے میں رکھ رکھی تھی۔ اور میں فی غل  
 رقم اسی جگہ رکھتا تھا۔ لولا اپنے حصے کا کیا کرتی تھی یہ میں نے کبھی نہیں  
 پوچھا۔

”آمدنی اتنی نہیں جتنی تم سوچ رہے ہو“ میں نے کہا ”دو سو ڈالر فی  
 مہینہ ہو جاتے ہیں۔“

راٹے کا چہرہ ارجی ۔

”میں تو کاغذیاد کسبوت ۔“ وہ دہرایا ۔ لیکن اس جگہ کان بھی رفر کلاباتی کتا چہ

پیت ۔

”تھکوا خال غلا ہے“ میں نے کہا ۔ اس راٹے پر رینگ زیادہ نہیں جھوتا ۔

راٹے اٹھ کر کھڑک کے ریب جاکر اچھا تھا ۔ وہ سری طرف سڑا

”یہاں غاسبات ہے ۔ یہاں یہاں کے کی کوئی کوئی ذکیب نکال جائیگی ہے“  
”تھکوا ریب کی ہے ؟“

”تم یوہی تو ذکیب نہ بن چیں چاہو گے ؟ تم اور میں بیٹے ڈیڈیوں کے خواب  
خواب دیکھ رہے ہیں ۔ کوئی ایسا پلان بنا سکتے ہیں جس سے یہ جگہ ہمارے بے مرنے  
کا ہوں ثابت ہو ۔“

میں بستر پر بیٹھ کر اُسے ٹھٹھارایا

”جوت ؟ کیا پلان ؟“

”جیسے علی کے ساتھ ٹوپر آئے ذکیب کا اس جگہ اتنا دواہ بگتا ہے ۔ ذکیب کو کم  
کم دو سو ڈالر مل سکتے ہیں ۔ یہ جگہ ایسے کام کے لیے انتہائی موزوں ہے ۔ لیکن  
اب بدے میں سو رہا ہے ؟“

”اگر تم نادار رہتے ہیں دو بیٹے بھی گداور رہا ہے تو اس قسم کی باتیں نہیں کر رہے  
میں نے پر سکون بچے ہیں کی ۔“

راٹے نے بالوں پر جاتے جیرا اور میری طوت دیکھ کر بے چہرہ سے مسکرایا  
”تباہی ۔ اللہ کا اندر لڑو رنگ ۔ کتا ہری پیت ۔ لیکن تم نے ملکہ کام کیا انتخاب کیا  
تھا چھڑا اچان بھی اچھا تھا ۔“ اس شخص کا کلام سے کم ایک جذبات نظر  
رکھی تھی ۔ اس کی عداوت راجہ ہر کا کل جائزہ بنا تھا ۔ ہم نے سہا ۔ ابراہیم  
ہینڈل نہیں کیا ۔“

”سبیں اس کام میں باتو ہی نہیں ڈالنا چاہیے تھا میں نے کہا ہم نے

خود ہی مصیبت کو دعوت تھی اور اس کا نتیجہ جتنا کم سے کم مجھے تو اچھی سزا مل گئی۔  
اب ایک بات متاف کر دوں۔ ہر اسی قسم کا کوئی کام نہیں کریں گے۔  
”میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں لیکن پھر بھی کچھ عیسوں کی کھلی سواری ہے۔  
جلد یاد رہے کسی بڑی رقم پر ہاتھ مارنا ہی ہو گا۔ کیونکہ جلد میں موم نہیں ملے گا۔  
”مومن تو یہاں بھی نہیں ملے گا۔ میں نے سخت بے بسی کہا یہ بات سوچ لو۔  
اس نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔

”جیسی تمہاری ترسی۔“ اس نے کہا اور میز کے قریب جا کر ایک دروازہ کھولی اور  
اپنی فیضیں ان میں رکھنے لگا۔ سلوم ہوتا ہے تمہیں اب بڑی رقم کمانے کی فکر  
نہیں۔

”نہیں“ میں نے کہا۔ ”تو دن دو گھنٹے میرا علاج کر دیا ہے اگر تم میرے ساتھ  
ہو تے تو تمہارا بھی یہی حال ہوتا۔“  
”اچھا، اتنی بڑی جگہ تھی!“ اس نے پہلا دروازہ بند کر کے دوسرا دروازہ  
کھولی پھر قہقہہ کر بولا۔ ”اور لعنت! یہ کیا ہے۔“  
اس کی آواز میں گہرا بٹ محسوس کر کے میں چونک گیا۔  
”کیا ہے؟“ میں نے پوچھا۔

اس نے دراز میں ہاتھ ڈال کر اشاریہ چار پانچ کا وہ پستول بائیں ہاتھ میں سے  
جینس کو شوت کیا گیا تھا۔ میں اس رات اسے اس دراز میں رکھ کر چلا گیا  
تھا۔

پستول کی جھلک نے ہی میرے لبہ کو بند کر دیا۔ میرا جی پالاک جھپٹ کر  
پستول چھین لیا۔ میں نے خود پر قابو نہ کیا۔

”جینس کدے“ میں نے اپنی آواز فطری رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”اس  
کے جانے کے بعد میں نے اسے پایا تھا۔“

دراے پستول کا سائینڈ کر رہا تھا۔ اس نے اس کی چرخی گھمائی۔ پھر غلی کو

سو گیا۔

”اس سے حال ہی میں فارغ کیا گیا ہے چیٹ، اس نے خالی کارڈ فوس نکالے ہوئے کیا۔ ہمیں سلام ہے کہ کون سا رہا گیا؟“

”مجھ اس کی نگاہوں میں غماہی لانے کے لیے زبردستی کو مستثنیٰ کرنے پڑی۔“ کوئی بھی نہیں ادا کیا۔ ”میں نے کہا۔“ جینس پرندوں کا شکار کرنا تھا۔ وہ اسے صاف کرنا بھول گیا ہو گا۔“

”پرندوں کا شکار اور اعتدال پر چار باچا کے دیوالیہ سے؟“ اس نے ہنسنا شروع کر دیا۔ ”بہت ہی ساقی فنانس ہاؤس ہو گا؟“

”جیس۔“ وہ کبھی کسی پرندے کو نہیں گرا سکا۔ ”میں نے ہسپتال اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔“ ابھی اب رات زیادہ دور ہے۔ ہمیں کس چیز کی ضرورت تو نہیں؟“

”جیس۔“ اس نے سپارٹ لیج میں کہا۔ ”مجھے کچھ بے چینی کا احساس ہونے لگا۔“

”رات کو ڈیوٹی کیسے ہو گی؟“ اس نے پوچھا۔

”باری باری سے۔ آٹھ صیرا ڈیوٹی ہے۔ کل تھاری ہو گی۔“

”بہت اچھا۔“ پیٹ تم سے دوبارہ مل کر بہت خوش ہوں۔ مجھے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا ہے۔“

”میں نے اس کے کندھے پر ہلکے ہاتھ مارا۔“

”سری میں ہی کیفیت ہے۔“ میں نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”غائب ہو جاؤ۔“

”اچھا۔ اور چیٹ؟“

”میں رک گیا۔“

”اس نے اپنا جیڑا کھینچا اور بولا۔“ ”تھوڑا۔“ وہ ہسپتال صاف کر دو۔“

”بیرونیات کی ہوائی ہسپتال۔“ ”لکھنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“

”میں اس سے نکلا میں نہ مٹا سکا۔“

گڈ ٹائٹ دوست۔

میں کہیں سے باہر نکلا۔ پنج روم میں روشنی نہ دیکھ کر میں سیدھا نیگلے کی طرف پلا۔  
دولہ کے بیڈ روم میں روشنی بل رہی تھی۔

جب میں اندر داخل ہوا تو بلا مرن اٹھ گیا اور اندر دیر پہنچے بستر پر بیٹھی تھی۔  
"آج بستر تنگ لگی ہوں، اس نے کہا مجھے تھا، اور دست پسند آیا چیت۔"

"ہاں میں نے کہا، وہ اچھا آری ہے۔"

میں نے ریب سے پتو لٹکان کر میز کی اوپری دروازہ میں رکھ دی۔ اصل کی بیچ  
میرن جون تھی اور وہ مجھے پتو ل رکھتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ میں نے سوچا کہ حق بولاں  
غیر موجودگی میں اسے صاف کر دوں گا۔

"ہم تینوں میں خوب نیچے گی۔" میں نے کہا، "اور شاید تمہیں عجیب معلوم ہو لیکن  
رائے عورتوں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ جب سے اس کی بیوی اسے چھوڑ کر بھاگ  
گئی اس نے کسی دوسری عورت میں دلچسپی نہیں لی۔"

دولہ بستر سے اتر گئی۔ اس نے باقی ماندہ کپڑے بھی اتار دیے اور ٹائٹ  
ڈریس پہنے لگی۔

"ہر مرد عورت میں دلچسپی لیتا ہے۔" اس نے کہا، "یہ عورت کے ردیے پر منحصر  
ہوتا ہے۔"

میں اسے تیس سالوں سے جانتا ہوں۔ میں نے کہا، "اگر وہ کسی میں صر  
ایک عورت آئی تھی۔ وہاں جس سے اس کی شادی ہوئی۔ (دفعہ جلدی اس سے تنگ  
اٹھ گیا تھا۔"

دولہ بستر میں آ گئی۔

"وہ عورت ہی ایسی رہی ہوگی، اس نے انگریزائی لیتے ہوئے کہا  
"تم ایک بے آباؤ سگے نا ہے۔"

”ہاں، میں نے اس کے قریب جا کر اسے چھ مٹے ہوئے کہا ”سو جاؤ۔ میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔“

”ہاں۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ اس نے ہمارے گردن تک اوڑھتے ہوئے کہا ”اور ہاں۔ ایک بات پوچھنا تو بھول ہی گئی۔ صبح میری غیر موجودگی میں کوئی بات تو نہیں ہوئی؟“

مجھے جھٹکا سا دکھا۔ میں رکس کو تو بھول ہی گیا تھا۔

راکے سے ملنے کی خوشی میں اُسے بھول گیا تھا۔

لوانے میرے چہرے کے تاثرات سے ہی اندازہ لگایا کہ کچھ ہوا ہو گا۔  
اتھ کر بیٹھ گئی

”کیا بات ہوئی چیٹ بہن۔“  
”رکس یاں آج صبح آیا تھا۔ اس نے مجھے اتنا غصہ دلایا کہ میں اُسے مار بیٹھا تھا۔“  
”تم نے اُسے مارا؟ اس کا لہجہ تیز تھا۔“  
”ہاں۔ اس نے بات ہی ایسی کی تھی۔“  
”پورے بات بتاؤ۔“

میں نے اسے پوری روداد کہہ سنائی۔ وہ آنکھیں پھاڑے میری بات سنتی

رہی۔

”میں نے بعد میں اُسے دس ڈالر دینے کا پتہ لگایا۔“ میں نے اُڑی کہا۔ لیکن اس نے میرے منہ پر دے مارے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ پولیس اسٹیشن جائے گا۔ وہ واپس لیٹ گئی

”مجھے جانیے گا۔“ وہ بولی ”اور اگر جائے بھی تو وہ اس کی بجائے اس پر دھیان نہیں

دیں گے۔ وہ اس کی عادتوں سے بخوبی واقف ہیں۔“

”کاش کہ تمہارا خیال درست ثابت ہو۔“

”لیکن تم نے اس پر اتنے چھوڑ کر بیوقوفی کی چیٹ۔“

”ہاں غلطی تو ہو ہی گئی ہے۔“

”فکر نہ کرو۔ پولیس اس کی رپورٹ پر دھیان نہیں دے گی۔  
میں نے جھگ کر اس کا بوسہ لیا۔“

”سو جاؤ۔ میں اب مجھے کے بعد واپس آؤں گا۔“  
”کل رات کے کی ڈاؤٹی ہوگی تب ہم جلدی ہی بستر پر آجائیں گے۔“  
اس نے معنی خیر لہجے میں مسکرا کر کہا۔

میں نے اپنی آنکھیاں اس کی ریٹھی زلفوں میں دوڑائیں  
”مجھے بے چینی سے کل کا انتظار رہے گا۔ میں نے کہا۔“



## (باب الہ)

صبح ناشتہ کرتے وقت میں نے رات کو کہیں کے بارے میں بتایا  
”تم بھی اس پر نظر رکھنا۔ میں نے کہا۔ وہ وقت بے وقت آیا تھا، جھک پڑتا  
ہے۔ کل بھی آیا تھا۔ مجھے اس پر مانتا اٹھانا پڑا تھا۔ بات تو غلط کھل لیٹن میں  
بےوقوفی کر بیٹھا۔ وہ پولیس اس رپورٹ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔“  
”پولیس؟“ رات نے میری طرف دھتکتے ہوئے کہا۔ کیوں؟“

”اس نے مجھے اور نوا کو آپس میں لپٹے دیکھ لیا تھا۔ وہ اُسے معلوم نہیں کہ  
جینس کس دوسری عورت کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ وہ جینس کو تلاش کرنا چاہتا



۱۹۲  
رائے نے اپنی کافی غم کی اور رگڑ کرٹ ساکھا جہم دو فوناس وقت تھا تھے  
لولا ابھی تک سو کر نہیں اٹھی تھی۔

۔ تو فلا آتے کیوں ہیں بتا دیتی کرو داب واپس نہیں آئے گا؟

۔ دو دو جہات سے۔ پہلے یہ کہ اُسے بتانے کی ضرورت نہیں اور دوسرے یہ کہ  
وہ اس پر یقین نہیں کرے گا۔

۔ اٹھا۔ رائے سر ہلا کر بولا۔ "بھئی تو مجھے جی نہیں آیا تھا لیکن شخص ایسی عورت  
اور ایسی جگہ چھوڑ کر جاسکتا ہے۔"

۔ اگر وہ بھاری غیر موجودی میں آتے تو نہ دہیں۔ اسے یہاں سے کچھ بھی نہ لینے  
دیتا۔

۔ کیا وہ پولیس کے پاس جاتے گا؟

ایسے تو نہیں۔ اور جہاں سے بھی لوہہ انکی سنے والے بندہ میں کھڑا ہوتے ہوئے  
بولا۔ "اگر یہ جگہ صاف کرنے میں میری مدد کر دو۔ یہاں روز صفائی کینا پڑتا ہے۔  
علوم ہوتا ہے تھادی آسہ لے ہولا کو اور سست کو دیا ہے وہ ابھی تک سو رہا ہے۔  
جب ہم چاروں صاف کر رہے تھے تو اس نے کہا "بیٹھے غارن ورتھ کے  
بارے میں بتاؤ۔ تم کس طرح باخبر ہو سکتے؟ وہ کہہ رہے تھے کہ وہاں سے آج تک  
کوئی غرار نہیں ہو سکا۔ تم پہلے شخص تھے۔"  
جیسا کہ پوری دو دو ادبنا نے لگا۔

رائے نے بڑے غور سے میرا بیان سنا۔ وہ تعجب سے غرار کہہ رہا تھا۔  
"اچھا!۔ تم نے بہت بہت دکھائی۔ میرے خاموش ہونے پر اس نے کہا۔  
ان کتوں سے بچ کر نکلنا ذاتی ایک سجزہ تھا۔  
اس بگڑے نکلنے کے لیے تم کچھ بھی کرنے کو تیار ہو سکتے تھے۔ میں نے کہا  
"وہاں جانے سے فوراً جانا زیادہ بہتر ہے۔"  
رائے نے براہ راست بنایا۔

۔ تم یہاں ٹھوٹا ہو۔ فاروق درختریاں سے بہت دوسرے۔ تمہیں یہاں تلاش کرنے کا  
کسی کو خیال بھی نہیں آسکتا۔  
۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

نہی کھڑکی سے لولا اس طرف آنی نظر آئی۔

اس نے چھوٹی سی نیکلا اور بغیر آستین کا بلا دزپین رکھا تھا۔ اور اپنے سرخ  
بالوں کو مسبز رنگ کے دبن سے باندھ رکھا تھا۔ اس نے اپنا نمائش کی پوری کوشش  
کی تھی۔

مجھے اُسے دیکھتے ہی جھٹکا سا لگا۔ اس نے کئی ہفتوں سے ایسا لباس نہیں پہنا تھا۔  
اور اب جب کہ ایک مرد اور اگیا تھا وہ اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنے  
لگی تھی۔

میں نے بیدھے راستے کی طرف دیکھا جو کا دسٹر پالش کر رہا تھا۔

وہ مسکراتے اٹھ کھڑے اندر داخل ہوئی۔

۔ ہیلو۔ اس نے کہا۔ میرے دونوں غلام کام پر لگے ہیں! میں یہی دیکھنا چاہتی ہوں

میں راستے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر لولا کی طرف دیکھا۔

لولا دیوار سے ٹیک لگائے اس طرف کھڑی تھی کہ اس کی چھاتیاں نمایاں طور پر ابھری

ہوئی نظر آرہی تھیں۔ وہ راستے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ آج تک جتنی طور

پر اتنی برکشتش نہیں نظر آئی تھی جتنی کہ وہ اب نظر آرہی تھی۔

راستے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ وہ چند لمحوں تک اُسے متعلق سے

گھور رہا اور پھر کا دسٹر پالش کرنے لگا۔

۔ ہیلو۔ اس نے لولا سے کہا۔ یہاں کام کرنے کے لیے ہم دونوں ہی ہیں۔

لولا نے جیسے بر سختی کے آثار نظر آئے۔ اسے اس رد عمل کی توقع نہ تھی۔ وہ

تو سوچ رہی تھی کہ راستے اُس کی خوبصورتی سے مبہوت ہو جائے گا۔

میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور اپنا۔ چہرہ دوسری طرف کر دیا تاکہ وہ میرے

چہرے پر فتمندی کی سکرابٹ زد دیکھ سکے۔  
 رائے اب بھی وہی روئے تھا۔ عورتیں اس کے بے کوئی معنی نہ رکھتی تھیں۔  
 لولا کچن کی طرف بڑھی۔

کچن کے دروازے پر رک کر اس نے بھرائے کی طرف دیکھا۔  
 لیکن رائے اس کی طرف پشت کر چکا تھا۔ وہ تھوڑا سیٹھی جباتے ہوئے کا دفتر  
 بالٹھیکہ اٹھا۔

لولا نے کچن میں داخل ہو کر زور سے دروازہ بند کر دیا  
 رائے کے مسکرا کر تجھے اٹھ ماری

”یہ عورتیں“ اس نے کہا، ”مطلبن ہونا تو چاہتی ہیں نہیں۔“  
 ”قصور میرا ہی ہے اس میں نے کہا۔“ میں نے اُسے بتایا تھا کہ تم عورتوں میں دلچسپی  
 نہیں لیتے۔ شاید اُسے اب یقین آگیا ہو گا۔

”تجھے باہر ایک ٹکڑا کر کا اداس کا گرا سورا دن بجاتے گا۔“  
 ”میں اسے دیکھتا ہوں۔“ رائے نے کہا اور باہر نکل گیا  
 میں کچن میں داخل ہو گیا۔

لولا اب بھی ناراض نظر آ رہی تھی۔ اس نے کام کرتے وقت پستے والے بال کوٹ  
 پہن لیا تھا اور پلنگ کے بے چکن صاف کر رہی تھی۔

”جیٹ۔“ اس نے کہا۔ ”آج ہم کچرہ بچھنے جائیں گے۔“ رائے یہاں کا کام سنبھال  
 لے گا۔ ہم آخری شو دیکھ سکتے ہیں۔ تین بجے تک لوٹ آئیں گے۔“

یہاں چکچکایا۔ تجھے یقین نہ تھا کہ میرا داہا جانا ٹھیک ہو گا یا نہیں۔ غصے کو  
 لولا کے ساتھ۔

”لولا۔ بہتر ہو گا ہم کچرہ انتظار کر لیں۔“

”وہ تین بجے میری طرف مڑی۔ اس کے چہرے پر سختی کے آثار تھے۔“  
 ”انتظار رہے کس لیے؟“

دیکھ لولا۔ پوری کہانی تو سب کو معلوم نہیں۔ لوگ اب بھی سمجھتے ہیں کہ جینسن  
 واپس آئے گا۔ ایسے میں ہم دونوں کا ساتھ دیکھا جانا ٹھیک نہیں۔ ہاں بعد میں جب  
 اس کے نہ آنے کی بات عام ہو جائے گی تب ہم ساتھ ساتھ گھوم سکتے ہیں۔  
 "میں تنہائی سے تنگ آ چکی ہوں۔" اس نے کہا۔ "میں آج پکڑ جانا چاہتی ہوں  
 اور میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو۔"

"اچھا ٹھیک ہے تب تک اذہر اچھا ہو گا۔ امید ہے کوئی ایسی پہچان نہیں  
 ملے گا۔"

لیکن چیٹ۔ اگر پہچان بھی یا تو ہیں یا ڈر۔ یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ لانا کا  
 تو نہیں۔

"تم بھول رہی ہو کہ وہ نہیں دفن ہے اگر پولیس یہاں آگئی اور انہوں نے کھودنا  
 شروع کر دیا۔۔۔۔۔"

"افوہ۔۔۔ سننے سننے تو میرے کان پک گئے ہیں۔ کیا تم کہتے ہو کہ میں پوری  
 عمر پولیس کے خون سے یہیں بیٹھی رہوں گی؟"

"تم ایسا کہہ سکتی ہو چونکہ تم نے فارن در تھو نہیں دیکھا۔"  
 تبھی رائے اندر داخل ہوا

"چیٹ اور میں آج رات پکچر دیکھنے جائیں گے۔" لولا نے اس سے کہا  
 "تم یہاں کا کام سنبھال لو گے نا، ہم ڈرنے کے بعد نکلیں گے۔"  
 اس کا مطلب ہے کہ بھیڑ ختم ہو چکی ہو گی۔

رائے نے چرکی طرف دیکھا۔ وہ متحیر نظر آ رہا تھا۔  
 "ہاں ہاں سنبھال لوں گا۔"

دولا پھر فلکن کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ایک منٹ چیٹ" رائے نے ہٹھ سے کہا۔ "تم ذرا میری کار دیکھ لو گے؟"  
 اشارت ہوتے وقت بہت تنگ کرتی ہے اور تم تو جانتے ہو کہ تجھے کاروں کا

کچھ بھی جھڑ نہیں۔

بس ٹیک کیے دیتا ہوں، میں نے کہا، لیکن تم بھی کچھ کام سیکھ لو۔ فرما کر ہماری  
بیموہرگی میں کون ترست کاکام ہی آجائے تو۔  
وہ مسکرایا۔

اچھا ہے

وہ مہرے آگے آگے چلا ہوا کچھ کے دروازے تک پہنچا اور اُسے کھڑے  
ہی اچانک اس طرح رک گیا کہ میں اس سے ٹکرا گیا۔  
ذرا دیکھو تو۔ کون ہے؟

میں نے بیچ روم کی کھڑکی سے باہر نظر ڈالی۔  
ایک لارہ بھی ابھی آگئی تھی۔ اس میں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں  
تہرے رنگ کے سوٹ اور خاکی سیٹ پہن رکھے تھے۔ دونوں میں سے ایک جو لمبا  
لہجہ اور توڑ پھڑ تھا کار سے اتر آیا لیکن دوسرا اندر ہی بیٹھا رہا۔ اس کی چھٹی  
پرٹیک اشارہ تک رہا تھا۔ کار سے اترنے وقت اس کا کوٹ کھل گیا اور مجھے  
اس کی بغل میں لٹکے سپتول کی جھلک دکھائی دی۔  
"پلیس! رائے نے تیزی سے کہا۔

میری ریڑھ کی ہڈی میں خون کی سنسنی دھڑکی میں نے وحشت  
نکالنے سے لولا کی طرح دکھا۔ عجیب بات تھی کہ دہشت کے عالم میں مجھے  
محسوس ہوا کہ وہی مجھے بچا سکتی ہے۔

"شرف (پلیس انچارج) آیا ہے" میں نے کہا "وہ یہاں آ رہا ہے  
لولا نے ایک کپڑے سے اپنے ماتھے صاف کیے۔

"میں اسے سنبھال لوں گی۔" اس نے کہا وہ پوری طرح پرسکون تھی۔  
"تم فکرت کر چٹ۔"

اُسے گھر آنے کا ضرورت ہے میں نے سوچا۔ فارن ورہ تو آخر مجھے

جانا پڑے گا اُسے نہیں۔ اس سوتے شیرف کی آمد سے میرے ہونٹ اڑا دیئے گئے۔

مجھے اور رائے کو کچن میں بیٹھ کر لولا کے روم میں داخل ہونے میں نے کچن کا دروازہ بند کر دیا۔ تبھی میں لولا کی آواز آئی۔  
"میلو شیرف! بہت دنوں بعد آنا سوا؟"

میں دوبارہ سے ٹیگ ونگا سے لے کر روم کی آوازیں سن رہا تھا۔ میرے پورے جسم سے پسینہ چھوٹنے لگا تھا۔ رائے بھی دروازے سے کان لگا رہے تھے۔  
"میسٹر جینس! آپ سے دوبارہ مل کر خوش ہوئی" شیرف نے اپنی گرج دار آوازیں کہا۔ جو کہ ہمیں صاف سنائی دے رہی تھی۔  
"کیا مسٹر جینس میں سمجھے ان سے کچھ باتیں کرنا ہیں؟"

کیا بات۔ ہاں؟ کارل تو یہاں نہیں ہے۔  
لولا کی آواز بالکل پرسکون اور نظری تھی۔ میں نے غلام مقصود میں اُسے شیرف کے سامنے لا کر دانی سے کھڑے دیکھا۔

"مسٹر جینس باہر ہیں۔؟" شیرف کی آوازیں جیت لگتی۔ عجیب بات ہے۔ آج تک وہ باہر نہیں گیا۔ میں اس سے کہاں لے سکتا ہوں؟  
"میں کہہ نہیں سکتی کہ وہ کہاں ملے گا۔" لولا کے لیے سے ظاہر تھا گویا اُسے اپنے شوہر کی ذرا بھی پردہ نہیں ہے۔ وہ کسی ایک جگہ نہیں کھڑے گا۔ اس نے مجھے تو یہی کہا۔ ویسے وہ ارد گرد دیکھنا کوئی طرف ہو سکتا ہے۔ جب سے وہ گیا ہے مجھے اس کی کوئی خبر نہیں ملی۔  
"کچھ انداز ہے وہ کب تک واپس آئے گا؟"

کچھ دیر وقفہ دم بھر لولائے سرد اور سیاہ بے میں کہا۔ وہ واپس نہیں آ رہا۔  
"مجھے شیرف کی آواز ہنکار سنائی دی۔"

”واپس نہیں اُ رہا؟ آپ کا کیا مطلب ہے؟“  
 ”وہ مجھے تھوڑا دکا ہے۔“

اس بار طویل وقفہ رہا۔ میں اندازہ لگا سکتا تھا کہ شیرن حیرت ہے اسے  
 کھورہا ہو گا۔ میں نے راستے کی طرف دیکھا جو کہ بہت تنگ و تنگ تھا۔  
 آخر شیرن نے کہا

”حیرت ہے، لیکن آپ کے دل میں یہ خیال کیسے آیا؟“  
 ”کوئی پہلا وقت تو نہیں کہ شوہر کو بوی سے بہتر عورت مل گئی ہو“ لولا  
 کے لہجے میں تسک کا عنصر تھا۔ ”خیر آپ کو اس سے کیا شیرن اُ رکا رہی کسی دوسری  
 عورت کے عجیبے بھاگتا ہے تو یہ میری سرور دلی ہے آپ کی نہیں۔“  
 شیرن کے بے چینی سے چلو بدلتے کی اکھڑ سنائی دی

”مجھے یہ سن کر افسوس ہوا میں جین۔ دوسری عورت! ادبہ!۔“  
 ”میرے خیال میں کارل کا بھی زیادہ تصور نہیں“ لولا نے کہا ”مجھے اس  
 سے شادی کرنی نہیں چاہئے تھی۔ وہ مجھ سے کافی بڑا تھا، اور شروع  
 سے ہی ہم دونوں کی نہ نبھ سکی۔ خیر کم سے کم وہ مجھ پر ایک دہرائی تو کریں کہ  
 یہ جگہ میرے لیے چھوڑ گیا ہے۔ کم سے کم میں فاقے تو نہیں کروں گا۔ آپ اس  
 سے کسی سلسلے میں ملنا چاہتے تھے شیرن؟“

شیرن نے کھنگار کر گلا صاف کیا  
 ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں جیک پیٹ مور نام کا ایک شخص بھی رہتا ہے  
 مینر جین؟“

میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ میں نے کچن میں چاروں طرف نظر  
 دوڑائی سانے ہی مینر پر قیمہ بنانے والا گنڈا سہہ رکھا تھا۔ میں نے آگے  
 بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ میرا فارن درخت جانے کا قطعی ارادہ نہ تھا۔ اگر یہ  
 شیرن یہ سوچ رہا تھا کہ آسان سے مجھے گرفتار کرے گا تو وہ غلطی پر تھا۔

دائے نے مجھے دیکھ کر سر کو نفی میں جھینک دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ ارغلی تھا  
 میرے چہرے کے تاثرات سے اس نے اندازہ لگایا تھا کہ میں اریٹ کا  
 ارادہ رکھتا ہوں۔ ممکن ہے وہ شیرن کے بستول سے خوف زدہ رہا ہو لیکن  
 مجھے اس کی کوئی فکر نہ تھی۔ فارن درتھر واپس جانے سے گولی کھا کر مر رہا تھا۔  
 پھر مجھے لولا کی آواز آئی۔ پیٹ مور بے باں ہاں۔ وہ یہاں کا مدرتا ہے۔  
 کادل نے جانے سے پہلے اُسے "لاؤم رکھا تھا۔ دیسے بھی مجھے یہاں کا کام پلانے  
 کے لیے ایک مددگار کی ضرورت ہے۔"

"آپ ٹھیک کر رہی ہیں۔۔۔ میں اس سے عطا چاہتا ہوں۔"  
 "میں آپ کو متاثر نہیں کر رہی۔ لولا نے سرسری لہجے میں کہا۔ "وہ جیسی کہیں ہوگا  
 دائے دے قدموں میں قریب آیا۔"

"میں اسے منہ خال لوں گا۔ وہ بھگت چاہیے۔" تم سب مجھ پر چھوڑ دو۔  
 پھر وہ کچن کے نچلے دروازے سے باہر نکل گیا۔  
 ادھر لولا تکتی رہی تھی

"شاید وہ مرث داے شیڈ میں ہوگا۔ آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔"  
 "بہت اچھا سسر جین۔"

مجھے شیرن کے دروازے کی طرف بڑھنے کی آواز آئی۔ پھر لولا نے کہا  
 کیا جارج کس نے پیٹ مور کے بارے میں شکایت کی ہے؟  
 خود لے وقفہ رہا۔ پھر شیرن کی آواز آئی۔ "جی ہاں۔"  
 "اس نے آپ سے یہ شکایت کی کہ پیٹ مور نے اُسے مارا؟"  
 "جی ہاں۔"

"کیا اگلے یہ بھی بتایا کہ پیٹ مور نے اُسے کیوں مارا؟"

"یہ پیٹ مور جھگڑا الو قسم کا آدمی ہے کس نے کہا تھا۔"

"اس نے آپ کو یہ نہیں بتایا شیرن کہ پیٹ مور نے اسے اس لیے مارا تھا کہ



وہ مجھے بندھی کہہ رہا تھا۔

اس کی آواز سے ظاہر تھا گویا اسے اس بات سے بہت تکلیف پہنچی ہو۔  
اور میرا خیال ہے شیرن کہ اگر آپ کے سامنے وہ مجھے ایسا کہتا تو آپ بھی  
اس کے ہوش درست کر دیتے۔

شیرن نے پھر اپنا گلا صاف کیا۔

”کیوں نہیں۔ بلکہ مجھے تو شک تھا کہ وہ بکواس کر رہا ہے۔“

مجھے پہلے دوں کے باہری دروازے کے کھلنے کا آہ از سنا دی اور پھر  
راے کی آواز یہ کہتی سنا دی

”گڈ مرننگ شیرن“

ایک لمحہ کے توقف کے بعد شیرن نے کہا ”کیا تمہارا ہی نام جیک پیٹ  
ہو ہے؟“

”جی ہاں“ راے نے کہا۔

میں دروازے سے سٹ کر کھڑا ہو گیا۔

راے تقریباً میرے ہی قد و قامت کا تھا اور اس کا رنگ بھی میری  
سج قدر ہے گہرا تھا۔ اگر رکس نے شیرن کو سیرا علیہ بتایا تھا تو وہ دیکھے  
بھی پووا اترتا تھا۔

”جائزہ دیکس کا کہنا ہے کہ کل تم نے اُسے گھونسنے مار مار کر گرا دیا تھا۔ کیا یہ سچ  
ہے؟“ شیرن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”ولافو! ابی راے کی مدد کو آئی۔“

میں شیرن کو بتا رہی تھی کہ تم کے رکس کو اس لیے مارا کہ اس نے مجھے بندھی  
کہا تھا۔

”واقعی مارا تھا؟“ راے نے کہا ”اور میں آپ کو بتا دوں شیرن کہ رکس  
دوبارہ یہاں آیا تو میں اس کی اچھی دھنائی کر دوں گا۔“

۲۰۲  
کچھ دیر خاموشی رہی پھر شیرن نے پوچھا

”تم کہاں سے آئے ہو سیٹ سور؟“  
شیرن نے دل کی دھڑکن اجاگر کر کے تیر ہو گئی۔ گنڈا سے پریشی گرفت خود  
بخود مضبوط ہو گئی۔

”اوک وے کیلغورنیا سے۔ اور اگر آپ نہ جانتے ہوں تو میں یہ بتا دوں  
کہ ہمارے یہاں عورتوں سے بدتمیزی کرنا سخت مہیوب سمجھا جاتا ہے۔ ویسے  
اگر میری آنکھوں کے نشان لینا چاہو تو بڑے شوق سے لے لو۔“  
”ٹھیک ہے ٹھیک ہے لوجان۔ زیادہ اسکاٹ بننے کی کوشش مت کرو“  
شیرن بگڑ کر بولا۔ ”یہاں رہنے والوں کے بارے میں جازکار کا اگنا میری  
ڈیوٹ ہے۔“

”کارل سے اس کی ملاقات پر اپنے نوہے کی خرید کے دوران ہوئی تھی اور  
اس نے اسے ملازم رکھ لیا تھا۔“

کچھ دیر خاموشی رہی پھر شیرن کی آواز آئی۔  
”سیٹ سور۔ میری ایک بات گریہ باز لو اور وہ یہ کہ لوگوں پر فوراً ہی تھو  
مت تھوڑ دیا کرو۔“

”آپ بھی رکس کو منع کر دیں۔ کہ اپنا منہ زیادہ نہ کھولا کرے۔“

”ٹھیک ہے کہہ دوں گا۔“ شیرن نے ہچکا کر کہا

”اور اسے یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ اس جگہ سے دور رہے۔ وہ ہمیشہ مجھے  
قرمیں مانٹا رہتا ہے۔“

”میں جانتا ہوں میسز جینس“ شیرن نے کہا ”آپ کے شوہر نے بھی مجھے اسی  
بارے میں بتایا تھا۔“

کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ بولا۔ ”مجھے آپ کے اور مسٹر جینس کے  
بارے میں سن کر افسوس ہوا۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے اختلاف کچھ عرصے

بعد ختم ہو جائیں گے ۔

"شکریہ شریف" "لولالے لاپرواہی سے کہا "آپ میرے بے افسوس مت کری  
کارں اپنی بکریوں میں ہے اور میں اپنی جگہ"

"مجھے یہ جان کر خوش ہوئی" شریف نے کہا "میں سسٹریٹس کے جانے کا افسوس پہلا  
دو کہیں ہے اڑا تھا"

"کچھ نہیں اچھے اچھے مردوں کو چند بنا دیتی ہیں" اس بار بھروسے کے لیے میں حد کا  
عذر تھا۔ "اب میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتی۔ میرے پاس جیسے ہی کچھ رقم اکٹھی ہوئی  
میں علیحدگی کی۔ اگر کارل کا کوئی خط وغیرہ آیا تو مجھے اسے لکھوں گی کہ یا تو وہ خود  
یہاں آجائے یا مجھے درخواست کرنے کی اجازت دے دے۔ ایک بات تو یہ ہے۔  
میں یہاں مستقل طور پر نہیں رہ سکتی"

"میں سمجھتا ہوں سسٹریٹس۔ اگر آپ کے شوہر داپس لڑیں تو آپ کے لیے  
یہاں رہنا مشکل ہو گا۔"

"اچھا شریف۔ آپ کی آمد سے بڑی خوش ہوئی ہے۔"  
"مجھے افسوس ہے کہ میں یہاں اکثر نہیں آ سکتا لیکن اگر آپ میں ضرورت محسوس کریں  
تو صرف فون کرنے کی دیر ہے۔"  
"میں یاد رکھوں گی شریف شکریہ"

شریف کے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے کی آہٹ سنائی دی۔  
"گلابا پیسہ دے"

"گلابا! شریف" رائے نے کہا۔

دروازہ کھلا اور پھر چند منٹ بعد کار کے داپس جانے کی آواز سنائی دی۔  
میں نے منڈا اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اور چہرے سے پسینہ پونچھا۔ لولا اور رائے  
بذرا آئے۔

"تم بڑے رسوا بن گئے" میں نے رائے سے کہا "میں تو سمجھا تھا کہ مصیبت آئی"

میں نے کہا تھا کہ میں آج سنبھال لوں گی۔ لولا نے بے چینی سے کہا:۔ تمہیں اتنا خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

”اگر میں چیٹ کی جگہ ہوتا تو سیرابھی یہی حال ہوتا۔“ رائے نے مداخلت کی۔  
”تم مرد! لولا نے پھر کلن کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔“ سولہ سی بات کا مسئلہ بنا دیتے ہو۔“

رائے مسکراتا ہوا دو انڈے کی طرف بڑھا۔

”خکریہ رائے، میں نے کہا۔“

”خکریہ کیسا، جیسے کہ تم نے کبھی میرے لیے کچھ نہیں کیا! اس نے کہا اور باہر چلی گئی۔  
بہت دیر خاموشی رہی۔ لولا اپنے کام میں مصروف تھی۔

”آج رات کا پروگرام غارت ہوا۔“ میں نے کہا۔

اس نے تیزی سے منہ کر سیر کی طرف دیکھا

”کیا مطلب؟“ اس نے بھرپور کہا۔

”میں وینٹ ورسٹہ نہیں جاؤں گا۔“

”کیوں نہیں جاؤ گے؟“

”ذرا اپنی کمپوٹری استعمال کرو۔“ میں نے بہنا کر کہا۔ ”خیر، کرو وہاں شیریں ہیں

ٹا جائے۔“ وہ رائے کو پیٹ سو رکھ چکا ہے اب وہ سوچے گا کہ میں کون ہوں؟“

”یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہیں نہ لے؟“

”لیکن میں اتنا خطرہ اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔“

”تو اس کا مطلب ہے کہ تم اس برس شیریں کے خون سے وینٹ ورسٹہ جانا کہتے ہو؟“

”وہ؟“

”سنو لولا۔ اگر آج یہ ملک ہو گیا کہ یاں کوئی گڑبڑ چل رہی ہے۔“ میں نے اپنی

آواز نیچے رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”تو وہ یہاں آئے گا اور پوری جگہ کا

معائنہ کرے گا۔ ممکن ہے وہ جنس کی تلاش بھی کر دے گا۔ تب تم اتنی پرسکون نہیں

آدھی کو آدھی ہے۔ آخر تم نے ہمارے شوٹ کیا تھا۔

”میں نے؟ وہ کس طرح ثابت کرے گا؟“

میں کافی دیر تک اسے گھورتا رہا۔ مجھے ایک جھٹکا سا لگا تھا۔

”اچھا اسے چھوڑ دو“ میں نے کہا۔ ”ہم اسی جھیلے میں اکتھے بھنے ہیں بولا۔“

آج میں وینٹ ولف نہیں جاسکتا۔ میں اتنا خطرہ اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔“

اس نے میری طرف پشت کر لی اور کندھے اچھکاتی ہوئی بولی۔

”ٹھیک ہے۔ تم نہیں آتے تو مت آؤ۔ میں تو جاؤں گی ہی۔“

میں نے اس کے قریب جا کر اس کے گرد اپنی بائیں ڈال دیں اور اسے اپنا طرف کھینچا۔

”اب نامہ امت جو ڈالر لنگ۔ نہیں بھیا اتنا خیال ہونا چاہیے۔“

اس نے ایک جھٹکے سے خود کو چھڑا لیا۔

”تمہیں دکھال نہیں دیتا کہ میں معصوم ہوں؟ جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔“

”بہت اچھا۔ اگر تم یہی چاہتی ہو۔“

اس نے گردن گھما کر سینہ طرف دیکھا۔ اچانک اس کی سبز آنکھیں پھرے ٹکڑوں

کی طرح بے حس نظر آنے لگیں۔

”ہاں۔ میں یہی چاہتی ہوں۔ اور بہتر ہوگا کہ تم مجھ اپنے دوست کے پاس

چلے جاؤ۔ میں اب بنکے میں اور کسی کو نہیں رکھ سکتی۔“

”تو لاسو تو ہے۔“

”نہیں میں نے کیا کہا۔ شاید تمہیں یاد نہیں رہا کہ میں اس جگہ کا مالک ہوں۔ تمہارا

بڑے ٹکڑا بار بننے ہو۔ اب اکتھے ہی رہو۔“

اس کا لٹکھوں میں حقارت کے آثار دیکھ کر میں کانپ گیا۔

”بہت اچھا۔ اگر تمہارا مرضی یہی ہے۔“

”اوہ گٹ آؤٹ۔ میں اپنے بستر میں ایک مرد چاہتی ہوں کوئی کچھ نہیں

جاد جا کر اپنے بوائے فرینڈ سے باتیں کرو۔“

میں نے باہر نکل کر اپنے عقب میں دروازہ بند کر دیا ۔



میں لولا سے میرے تعلقات کا اختتام تھا ۔

اور ایک عجیب بات یہ بھی کہ رائے کی موجودگی میں میں نے اس کی پرداہ بھی نہ کی بچھے چند ہفتوں سے روزانہ رات جب میں کام ختم کر کے لولا کے ساتھ بنگلے میں داخل ہوتا تھا تو کم سے کم ایک بار حنین کی تصویر ضرور میرے دماغ پر ابھرتا ۔ جسے میں زبردستی باہر جھٹکنے کی کوشش کرتا تھا ۔

لولا کو باہر میں لیتے ہی میں سب کچھ بھول جاتا تھا ۔ لیکن میرے ضمیر پر دستور بوجھ تھا ۔ کم سے کم اس غلطی سے تو جھکا راہل گیا تھا ۔

رائے کی مدد سے میں نے اپنا بستر بھی کیس میں لگا دیا ۔

” تو تم بھی یہیں آ بیٹھے ۔ ” رائے نے سسکا کر کہا ۔ ” خدا بچائے ان عورتوں سے ! میں تو انہیں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں ۔ اب مجھے کچھ آ یا کہ رائے کیوں بھیا گا ؟ ” لولا بورادن مجھ سے ناراض رہی تھی ۔ دس بجے کے بعد وہ کار میں بیٹھ کر وینٹ درخت کی طرف چلی گئی تھی ۔ اس کا وقفے میں میں نے اپنا سامان پیک کیا تھا ۔ منتقل کیا ۔

” چند دنوں میں ٹھیک ہو جائے گی ۔ ” میں نے کہا ۔ ” کچھ دن تمہارا ہی ساتھ ہے ! ” رائے کو پیڑول بمپ پر چھوڑ کر میں نے اپنا سامان پیک کیا تھا ۔ جب میں نے دیوارنگانے کے لیے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر مجھے دھکا سا لگا کہ دروازہ خالی تھا ۔ لولا کے علاوہ اسے کون لے سکتا تھا ؟ میں نے باقی درازوں کی بھی تلاشی لی ۔ لیکن ریوالور غائب تھا ۔

کیا وجہ ہو سکتی تھی ؟ آخر اس نے ریوالور وہاں سے کیوں اٹھایا ؟

بانی وقت میں یہی سوچا رہا۔ مجھے کافی تشویش ہو رہی تھی۔ اب یہی سوچنے لگا تھا کہ مجھ سے محبت کا اظہار صرف ایک ڈرامہ ہی تھا۔

ایک بجے کے بعد ہم دونوں سہن میں آئے تھے۔ پھر تین بجے کے قریب کار کے واپس آنے کی آواز سنائی دئی تھی۔ میرا بستر کمرہ کی ساتھ ہی تھا چاندنی میں نے اُسے کار سے اتر کر بنگلے کی طرف جانے دیکھا۔ میری خواہش ہوئی کہ میں دہان جا کر ریوالو کے بارے میں پوچھوں۔ لیکن پھر میں نے طے کیا کہ اس وقت دہان جانا ٹھیک نہیں صبح بات کرنا مناسب رہے گا۔

دوسری صبح وہ گیارہ بجے کے بعد لیچ روم میں آئی۔ دہان نے شین پرالو پھیل رہا تھا اور میں رات کے برتن صاف کرنے میں مصروف تھا۔

اس کے چہرے پر اب بھی ناراضگی کے آثار تھے۔ لیکن اس نے پھر بھی رات کو خوش دلی سے صبح بخیر کہا۔ لیکن میں نے اس کی بھی نہ حمت گوارہ نہ کی۔ دہان نے مجھے آنکھ ماری اور سر سے دروازے کی طرف اشارہ کیا پھر وہ اٹھا اور شین بند کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ اب کمرے میں صرف ہم دونوں تھے۔

”ریوالو کہاں ہے؟“ میں نے پوچھا

”وہ مجھے گھور رہی۔“

”میں نے اسے پھینک دیا، اس نے کہا۔“

”کہاں؟“

”وینٹ ورتھ وال سڑک پر۔ ٹھیک کیا نا؟“

مجھے کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ۔

”کیوں؟“

ریوالو سے وہ اسے قتل ثابت کر سکتے تھے۔ اس لیے اس سے پچھا

”چھڑانا بہتر تھا۔“

بات تو ٹھیک تھی لیکن مجھے اب بھی یقین نہ تھا کہ واقعی اس نے اُسے پھینک

” اور چیٹ ۔۔ میں نے سوچا ہے ۔  
 ” کیا سوچا ہے ؟ ” میں نے اس کی بات کا حق پوچھ لیا ۔  
 ” یہاں کا بتم اپنے دوست کا مرد سے یہ جگہ چلا سکتے ہو ۔ اس بے میں اب  
 یہاں سے جانا چاہتی ہوں ۔“

” اور تمہیں غائب یا کوشین کیا سوچے گا ؟  
 ” تم اسے کہہ سکتے ہو کہ میں کارل کے پاس چلا گئی ہوں ۔  
 ” تم بھول رہی ہو لولا کہ ہر تھانے میں میرا صلب درخت ہے اور میری خوشبو  
 موجود ہے ۔ سوری لولا ۔ یہ نہ ہو گا ۔“

اس کی آنکھوں میں غصے کی چمک نظر آنے لگی ۔  
 ” تم اس تجوری کو کھول کر رقم میرے حوالے کرو گے چیٹ ! میں اس جھپٹے  
 آخر میں یہاں سے جا رہی ہوں ۔ سمجھے !“

” مشکل ہے لولا ۔ اس کی تین وجوہات ہیں پہلی یہ کہ میں کسی کا نظر میں نہیں آنا چاہتا  
 اگر تم چل جاؤ تو یہ ظاہر ہو گا گویا اسے تنہا یہ جگہ چلا رہا ہے اس حالت میں شیرن میں  
 آدھلے گا ۔ اور اگر اس نے مجھے دیکھ لیا تو میرا سرہ غرق ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ  
 جینس یہاں دفن ہے ۔ ممکن ہے پولیس اس کی لاش برآمد کرے اس حالت میں  
 تمہارا تہاں رہنا ضروری ہے تم نے ہی اُس سے گولی ماری تھی اسے سمجھانا بھی تہذا  
 کام ہے ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ میں تجوری نہیں کھولوں گا اور تمہیں رقم بھی نہیں  
 ملے گی ۔ کیوں کہ جیسے ہی تمہیں رقم ملی میں خطرے میں پڑ جاؤں گا ۔ تم پولیس کو کہہ  
 سکتی ہو کہ جینس کو میں نے قتل کیا ۔ اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا ۔“

میرا انڈہ تھا کہ وہ غصے سے ابل پڑے گی ۔ لیکن ایسا نہ ہوا ۔ اس کے چہرے  
 کانٹ اتر گیا ۔ لیکن بظاہر وہ پرسکون رہی  
 ” یہ بات ہے چیٹ ؟“



میں نے اس جہنم سے نکلنے کے لیے کئی برسوں سے انتظار کیا ہے۔ اب میں انشاد کی عادی ہو چکی ہوں۔ یہ دریاں بے چلی جاؤں گی لیکن اس وقت تمہیں افسوس ہو گا کہ میں پہلے کیوں نہ تھی۔

میں ایک دوسرے کو وارننگ دے رہے ہیں لہذا تو میں بھی نہیں خبردار کر دوں  
 راستے میں تو دن کھلا سکتا ہے۔ لیکن اس خیال سے خوش مت ہونا۔ اگر اس نے  
 بخودی کھولا کر اس کے اندر دھن، تم دیکھنی، پتور، اُسے خود لے لے گا۔ میں نہیں  
 حقیقت بتا رہا ہوں۔ اس پر ہم میں زربہا کو اعتبار ہے جال میں پھنس جائے گا۔  
 اگر مجھے راستے کے بارے میں کچھ کی بھی شبہ ہو تا کہ ہتیار سے دام نہ آسکتا ہے تو  
 میں اتنے ایک سنٹ بھی جاں و کئے دیتا۔ میں اسے پھن سے جان بوری۔ عورتی  
 اس کے لیے کسی بھی نہیں رکھیں اور یہ تم خود ہی دیکھ چکی ہو۔ اگر اسے کوئی  
 چیز اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے تو وہ اسے پسے۔ وہ میرے گھر چھت ہو جائے گا۔  
 اگر تم اس رٹم سے بات نہ دھونا چاہتے ہو تو

و اسے کو بے شک بخور دے اورے میں بتا دو :

وہ کچھ ذہنی نہ تھے مجھے غموتہ رہی۔

میں بائیں نکل کر اس کے پاس آیا جو کہ رھاٹے میں تجاڑ رہ رہا تھا۔  
جیسے دیکھ کر وہ مسکرایا۔

میں نے تم دونوں کو تنہا چھوڑنا مناسب سمجھا۔ یہاں ہر گئی دوستی ہے۔

”ابھی تک تو درویش کو“ میں نے جواب دیا۔

رات کی طرف دیکھتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ آسے کو لاکے بارے میں  
خبردار کروں یا نہیں۔ میں اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں  
راٹے پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔ یہ غلطی تھیک ہو جائے گی۔ "میں نے کہا  
"لانے سکتی ہے مٹی، آنا چاہیے چیٹ۔" اس نے کہا "کسی غصہ کو لے کر دماغ

۲۱۰  
کو پریشان کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ نیت تجھ پر سالوں سے ڈنکا رہا ہو چکا ہے اب  
تم اتنے افسردہ دست لڑاؤ۔ اگر وہ شہار کی پردہ آہ نہیں کرنی تو تم بھی  
اس کی پردہ آہ مت کرو۔

۔ ٹھٹھک کہہ رہے ہو۔ سراخیال ہے راسخا کہ اب وہ مجھے بھلانے لے  
تھرپور ڈورے ڈالنا شروع کرے گی۔ ....  
وہ فقہ مار کر بیٹھنے لگا۔

”اچھا تو اے کوشش کرنے دو۔ تم تو مجھے جانتے ہو وہ دست اس بھر پر  
جوٹل نہیں لگ سکتی۔“

میں سوچ رہا تھا کہ اسے تجوری کے بارے میں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ اگر میں رائے  
کو یہ بتا دوں کہ تجورن میں کانی رٹی رقم ہے تو وہ مجھ پر تجورن کھولنے کے بجائے  
ڈالنا شروع کر دے گا اور یہ مجھے منظور نہ تھا۔  
”یہ صرت میرا خیال تھا۔“ میں نے کہا۔  
”غور میں!“ اس نے سر ہٹا کر کہا۔

لگے تین لولا کے لیے بڑی بوریٹ کے تھے۔ مجھ سے تو وہ ناراضی تھی  
اور رائے زیادہ تر میرے ساتھ ہی رہتا تھا۔ اس لیے وہ سارا دن اکیلی  
رہتی تھی۔

رات کی ڈیوٹی میں اور رائے اچھے رہتے تھے۔ جیسے ہی ٹریفک ختم ہوتا  
تھا ہم برآمدے میں ٹیبل بچھا کر شیشیے کھینچے بیٹھ جاتے تھے۔ پوئلک دوسرا  
سے شرط بد کر کھیتے تھے۔ شرما کا رقم کا حساب رکھتے تھیں ہم میں کتھن بھی ٹیوٹ  
کالیں دیکھ نہیں ہوا۔

رائے اس معاملے میں زیادہ خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔ اور وہ مجھ سے  
بستر کھنڈی بھی لگتا۔ جو تھی رات کو وہ سکر اکہ بولا تھا۔  
”تم پانچ سو ڈالر ہار چکے ہو چیت! اس سے پہلے کہ میں شہار اڈیوالیہ



میں میکسکو میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو بی آڈی ایک سو ڈالر صرف اس بے دے لاکھ  
 ہم انہیں یہاں اتارنے کی اجازت دیں۔ جہ میں وہ لوگ دینٹ و ہتھوڑا ڈر دیکھا  
 اس بزم میں غائب ہو سکتے ہیں۔ یہ جگہ ایسے کاموں کے لیے نہایت موزوں ہے۔  
 میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ ہم کون کھانا قانون کام نہیں کریں گے۔ اگر تم یہاں  
 خوش نہیں تو صاف کہہ دو۔ میں نہیں یہاں رکھنا چاہتا ہوں لیکن اگر ایسی خرافات  
 ہمارے ہاں ہے تو کہیں اور کوشش کرو۔  
 رات بھر پتے بانٹنے لگا۔

”بہت اچھا۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے۔ اس بار۔ اس نے میری طرف  
 نہیں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ تم آئی دولت کو ٹھکرا رہے ہو لیکن خیر۔ جیسی  
 تمہاری مرضی۔ مجھے بیوں کی ضرورت ہے۔ یہاں سے جانا تو نہیں  
 چاہتا لیکن جانا ہی پڑے گا۔ ابھی کچھ عرصہ فیس میں رہوں گا لیکن زیادہ عرصہ  
 نہیں۔ مجھے کہیں بڑا بھارا پڑے گا۔“

”حق مت غور نہ کرو۔ میں نے تیرے لیے کیا۔ اس طرح تم مصیبت میں  
 پڑ سکتے ہو۔ یہاں کا خرابی ہے، اپنی مرضی کے مالک ہو۔ کھانا کا دباؤ نہیں  
 بیویوں کی کھلی نہیں ضرور مصیبت میں ڈال دے گا۔ اگر تم فلاں درتھ گئے  
 چوتے۔“

”میں جانتا ہوں چرٹ لیکن میں وہاں نہیں گیا اور تم بھی نہ جانے اگر تم میرے  
 کہنے کے مطابق اوپر کی طرف بھاگنے لیکن تم نیچے کی طرف بھاگے اور پکڑے گئے  
 اس پر سب مجھ پر دہشیں۔ میں نے کہا: ”اب اتنی گیم شروع کرو۔“  
 ہم نے دو تین بازیاں اور کھیلیں اور میں ہار گیا۔ رات بھر کا دھیان کھیل  
 میں نہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اب بھی اپنا اس اسکیم پر غور کر رہا ہے۔“

ابانک اس نے بے میز پر ڈال دیئے اور بولا  
 ”اب ختم کرو۔ جی تھک گیا ہوں۔ سو نے جاؤ گیگا۔“

دوت کی ذبحی سیرا نسی پانچہ دؤں میں پہلی بار تھی کہ اسے تجھے چھوڑ کر سونے  
 بہلا ہوا تھا۔

”خیر صبر“ میں نے کہا۔

وہ اٹھ کر اٹھوا اور سنبھال کر جا رہی تھی۔  
 صبح میں اٹھے۔ گڈ نائٹ۔

میں اسے کسین کی طرف جاتے دیکھا رہا۔ پھر میں نے کسین کے کمرے کی روشنی  
 جلتے دیکھی۔ مگر اس کے پاس پارولہ کے بیڈ روم میں بھی روشنی تھی۔  
 میں نے باری باری دونوں طرف دیکھا۔

مجھے احساس ہوا کہ رات میں بھی میرے غلام ہوتا جا رہا ہے  
 اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں مل گئے تھے!

## باب ۱۲

سکن سیرا خون ہے بنیاد تھا۔

دوسری صبح رات سے پھر وہی پرانا راز تھا۔ اُسے مکن سیرا غلاوت پسند نہیں  
 آتی تھی بلکہ بد میں سو جیسے پر اُسے احساس ہوا ہو گا کہ میں صبح کہہ رہا تھا۔

شام کو ڈز کے بعد ہم آتش کھیلنے گئے۔ ہمیشہ کی طرح وہ بٹھ سے مذاق کرتا یا بالکل  
 چڑی دم کھانے کے کسی اور طریقے کے بارے میں اس نے کوئی بات نہ کی۔

میں نے اعلیٰ زبان کی مافیہ فیصلی نہ صرف یہ کہ رات، کاروبار سے پہلے کی طرح خوش

۲۱۴  
مزدج ہو گیا تھا بڑا مانا نے بھی دن میں دو تین بار مجھ سے بات کی تھی۔ بات برفس  
کے میٹا میں بھی ملن کم سے کم اس نے مجھ سے دو راتوں شروع کر دیا تھا۔  
دکانچے کے قریب وہ ابھر رہا تھا۔ اس سے میں آتی تھا وہی تھا۔

تھے۔ "تم مجھ سے ملو جاؤ" میں نے کہا۔ "میں ایک کرسی اور سے آتا ہوں۔"  
"کاش مجھ سے ملے بے رات کی بربادی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "میں سونے  
جاری ہوں۔ کل صبح مجھے باندی اٹھا ہے۔ سداں ختم ہو رہا ہے تم میں سے  
کون میرے ساتھ دھنک درتھ چلے گا۔"  
اب تک وہ اکیلی ہی سا مانا لیتے جاتی تھی۔ اس کی اس پیشکش نے مجھے حیرت  
زدہ کر دیا۔ میں جواب دینے میں ہچکچاہ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "اگر تم  
رہ جانا ہو جیٹ۔ تو میں بتا جاؤں۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں باہر نہیں نکلا۔  
مجھے اپنے لیے کچھ سامان بھی خریدنا ہے۔"  
میرے دل میں شک کی لہر اٹھتی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سڑک  
سنگاں تھا۔ شعلے کی روشنی میں بچے اب اس کے پیچھے پرکھی قسوں کے اٹار نہ  
دکان دینے۔

"مزدور، میں نے کہا۔ تم دونوں بچے تک واپس آ جانا۔ جب تک میں اہم  
سنبھال لوں گا۔"  
"میں صبح آٹھ بجے نکلوں گی۔" ولانے کہا۔ "گڈ نائٹ" اور وہ مجھ کی طرف  
بڑھ گئی۔

مجھے اپنے بے چند نبھن اور ایک جوڑا بوٹ خریدنے گیا۔ اس نے اپنے  
پنہ پنے اٹھائے ہوئے کہا۔

میرا شک ختم ہو گیا۔ یہ سچ تھا کہ یہاں آئے کے بعد سے اب تک وہ پوائنٹ  
آؤن بورڈز سے باہر نہیں گئے تھے۔ اسے ضرور کچھ پیسہ دیا کہ وہ رستہ میں چلے

پھر بھی میری خواہش تھی کہ وہ غلامی کے ساتھ نہ جاتا تو اچھا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ غلام  
میں پر ڈور سے ڈانچنے کی کوشش کرے گی۔ دینٹ درخت تک اس کے ساتھ تنہا  
آئے جانے سے وہ لاگو سوتیلے لسان بنتا۔

وہ بار بار غمناک اور کھو دستہ راستے نے بازو بڑھا کر یہ اکبر جانتھیا تے ہوئے  
تھا یہاں بستا ہوں تم کیا سوچتے رہے ہو۔ اسے اپنی کوشش کرنے دو۔ مجھ پر  
وہ اپنا جلا نہیں ہلا سکتا۔

مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے میں نے کہا۔

لیکن اگلی صبح جب میں نے انہیں اکٹھے جاتے دیکھا تو مجھے عجیب بے چین لگا  
ہوا۔ اپنے دماغ کو سطروں پر لکھنے کے لیے میں نے اسٹیشن دکن کا انجن تھول  
لیا۔ یقین نہ کیا میرے دل میں ایک کھٹک لگی رہی۔

میں ابھی کام کر رہا تھا کہ باب کے سامنے ایک بڑا ٹرک آگیا۔ اس  
پر لکڑی کے بکس لادے ہوئے تھے۔ ٹرک کا ڈرائیور ایک موٹا اور چمڑے رنگ کا شخص تھا۔  
میں ٹرک میں بیٹھ کر ابھر رہا تھا تو وہ اپنا سبب سے نیچے اتر آیا۔

”تم یہاں نئے سووم ہوتے ہو“ اس نے میرے قریب آکر کہا۔ ”کارل جینس کہاں  
ہے؟“

اباٹک مجھے سووس ہوا کہ شاید یہ شخص جینس کو انہی طرح جانتا ہے۔ میں نے اسے جینس  
کے ایروزو جانے کا کہا تو سنائی۔

”کچھ بریشان فلائنے ملا۔ اس کی آنکھوں میں رشک کے پتار نظر آنے لگے  
۔ وہ پہلے تو مجھے باہر نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ میں پچھلے بیس سالوں سے اس طرف  
آ رہا ہوں۔ وہ تھک نہیں موجود ملا۔ ایروزو دنا؟“

ادھر انیا تیس اسٹیشن ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ واپس نہیں آئے گا؟  
”کیوں نہیں۔ آئے گا تو ضرور۔“

”کھاؤ، ابھی بوی کو جن ساتھ لے گیا ہے؟“

”نہیں۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی ہی یہ جگہ چلا رہی ہے۔ جس اس کا ملازم ہوں۔“

”کیا تم اس کے درست ہو؟“ اسی نے پوچھا۔  
 ”میں حیرت و تعجب ملازم ہوں۔ میں سٹینک کا ڈھکن کھتے ہوئے تھا۔  
 ”وہ اچھی عورت نہیں۔ جب میں نے اسے بار بار اُسے یہاں جنسی کی بیوی کی حیثیت سے دیکھا تو یقیناً انوکھے سرے پر ہوش اڑ گئے تھے۔“

وہ ٹوک سے ٹوک لگا کر سگریٹ سلگانے لگا۔ ”میں اس عورت کو کارسن بٹھی سے جانتا ہوں۔ یہ پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ تب وہ ڈرنک فنی فانی شخص کی بیوی تھی۔ وہ ایک گہرا آنرری ریسٹورنٹ چلاتا تھا۔ وہ بھی اس کی مدد کرتی تھی۔ فریڈک فنی مالک نہ تھا۔ بلکہ وہاں کا مینیجر تھا۔ جانتے ہو اس کا کیا خسر ہوا؟“  
 میں خجائیت غور سے اس کا بیان سن رہا تھا۔

ایک شخص وہ اپنے ریسٹورنٹ میں مردہ پایا گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پستول تھی۔ اور اس کا منہ زور ہے کہ اسے میں بکھڑا ہوا تھا۔ اس عورت کا بیان تھا کہ وہ گولی چلنے کی آواز سن کر سیجے آئی تھی اور اُسے مردہ پایا۔ فوری سے دو ہزار ڈالر تمنا کر لے گئے۔ دیکھا کہ وہاں مہلوم ہو رہا تھا گویا فنی فنی مہینوں سے غبن کر رہا تھا۔ رقم کا آخر تک کچھ نہ بچا۔ پولیس کا خیال تھا کہ رقم اسی عورت کے پاس ہے۔ لیکن وہ اسے ثابت نہ کر سکے۔ ایک پولیسے کا قویال تھا کہ اُسے گولی بھی اسی عورت نے ماری تھی۔ لیکن وہ یہ بھی ثابت نہ کر سکے۔ جلدیلاہ کارسن بٹھی نے

”اذا ذہ لگا سکتے ہوں جب میں نے اُسے جنس جیسے اچھے آدمی کی بیوی کی حیثیت سے دیکھا۔“

”میں تو یہ پہلی بار سن رہا ہوں۔ میں نے اپنا چہرہ جذبات سے ماری رکھتے

ہوئے کہا۔“



۲۱۷  
 یہ کوئی ایسی بات تو ہے نہیں جو وہ سب کو بناتی پھرے ۔ ٹک ڈرائیو نے  
 کہا ۔ " جنس تو ٹھیک ہے ! بے درد کچھ ہی ایریز دیکھی گئی ہے " ؟  
 " ہاں " میں نے اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملانے کی کوشش کرتے ہوئے  
 کہا ۔ ابھی برسوں ہی اس کا خط آیا تھا ۔ نیا پیرول پپ لے کر وہ بہت خوش  
 ہے ۔ اسے بے کراٹھ بار تم اسی سے مل سکو گے ۔

وہ سکون نظر آنے لگا  
 " یہ سن کر مجھے خوش ہوئی ۔ تم جانو پہلے رین کے دو جہاں نہیں ہے مجھے ایک دھکا  
 سالگ تھا ۔ میں نے سوچا کہ میں وہ بھی بڑھ چکا ہوں "۔  
 میری ریڑھ میں خوف کی ہر دوڑ تھی ۔ یہ شخص کہیں سے بھی زیادہ خطرناک ثابت  
 ہو سکتا تھا ۔

میرے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلا  
 وہ جتنا دے ہے تجھے کو اس نے اسے پہلے شو ہر کو شوٹ کیا اس کا کوئی ثبوت  
 نہ تھا ۔

وہ کچھ پریشان نظر آنے لگا  
 " ہاں ۔ لیکن تو گویں نے انو اہیں بہت اڑائیں تھیں "۔  
 " جہاں تک میں جانتا ہوں مسٹر جنس اپنے شو ہر کو خوشی دیکھنے کی پوری  
 کوشش کرتے ہیں "۔ میں نے کہا ۔ " مسٹر جنس اپنی بیوی کے بارے میں اسی قسم کی  
 باتیں سننا پسند نہیں کریں گے ۔ بلکہ میرا تو انداز ہے کہ وہ تم سے ناراض ہو جائیں گے "۔  
 " تمہارا مطلب ۔ چہ وہ اسی غوث کے ساتھ خوش ہے " ؟  
 " ہاں "۔

" اچھا ۔ ہو سکتا ہے ۔ مجھے اپنا منہ بند رکھنا چاہیے ۔ تم براہ راست  
 میری بات سے بھولی جاؤ "۔ اور مسٹر جنس سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا "۔  
 " شک ہے " میں نے اس سے چپے لیتے ہوئے کہا " اسی قسم کی باتیں کئی

جھنجھٹا کھڑا کر دیتی ہیں۔

اس نے ڈرائیوٹک لیسٹ پر بیٹھ کر انجن اشارت کی ادارت سے رٹھ گیا۔  
اس کے چہرے کے تاثرات نے کلاہر بھٹا کردہ جنسن کی ناراضگی کے خون  
سے پریشان تھا۔

تین شخصیں مجھے بڑی طرح خوف زدہ کر گیا تھا۔  
میں ابھی غمزدگی کو غائب ہوتے دیکھتا رہا۔  
تو دیکھا کہ ایک شادی کر چکی تھی اس کا شوہر بڑی طرح مراغھا اور تجوی  
سے۔ رقم غائب تھی۔ جنسن کی موت بھی خوفناک تھی اور اگر میں بخوری کا دروازہ  
نہ بند کر دیتا تو اس کی بخوری بھی نالی ملتی۔

میں لپچہ روم کے برقعہ سے میں اکر کر سی پر بیٹھ گیا۔ میں نے ایک مارکیٹ  
سنگراما۔ سنگریٹ ساگنے دقت میرے ہاتھ کانپ رہے تھے  
ابانگ میرے دل میں ایک نیا خیال آیا۔

ہرگز ڈرائیو کے کہنے کے مطابق میری سٹی بوسس کا خیال تھا کہ ولانے  
دھرتی بخوری کی رقم ہی جو ان ہے بلکہ اپنے شوہر کا خوف بھی میں تھا۔  
کیا جنسن کی موت بھی اتنی تھی؟

میرے دماغ میں اس رات کا شہر ٹھہر گیا۔ مجھے اس رات کی ایک ایک  
تفصیلی یاد تھی۔ میں نے چشم مقصور سے اس سنگریٹ روم میں داخل ہوتے دیکھا۔  
ان کے ہاتھ میں رونا اور تھا۔ پھر مجھے اس کے کہے ہوئے الفاظ یاد آئے۔ اس کے  
بہر میں نے جنسن کو بھیس کے عالم میں اس کی طرف بڑھتے دیکھا۔

اسی وقت میں نے بخوری کے دروازے پر ٹھوکر ماری۔ ولانے میری طرف  
دیکھا پھر رونا اور کہہ کر ادا کیا۔

اب تک میرا خیال تھا کہ بخوری کے بند ہونے کی آواز سے لاشخوری عہد پر اس  
کی انگلی دب گئی ہوگی۔

لیکن کیا یہ صرف اتفاق یا حادثہ تھا؟

میں نے آدھا پایا ہوا سر میں لپکا لکڑا پھینک کر چہرے سے پسینہ پونچھا۔  
اب مجھے یقین ہو چکا تھا کہ جنسین کی موت اتفاقیہ حادثہ نہ تھی اس پر اپنے پہلے  
شوہر کے قاتل ہونے کا خاکہ کیا گیا تھا۔ کیا جنسین کو بھی اس نے جان بوجھ کر قتل کیا  
تھا۔

جگہ پر تو وہ حادثہ نظر نہ آتا تھا لیکن امکان تھا کہ اس نے جنسین کا خون کیا ہو۔  
اس کا پلٹن یہ دیکھ لو گا کہ وہ قتل کا الزام کچھ برحقوب دے۔ جب وہ کمرے میں داخل  
ہوئی تو تجوری کا دروازہ کھلا تھا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کا ارادہ پہلے جنسین اور بعد  
میں مجھے بھی شہوت کر کے لے لیا ہو۔ وہ رقم کس جگہ چھپا کر پولیس کو مطلع کرتی اور اُنھیں  
یہ بیان دیتی کہ جنسین کو میں نے قتل کیا تھا اور کس نہ کسی طرح وہ مجھ سے ریوالتور  
ہو گیا۔ نے میں کامیاب ہو گئی اور اپنی مخالفت کے لیے اسے مجھے گول مارنی پڑی۔  
چونکہ میں پہلے سے مسرور و ملزم تھا اس لیے اس کی بات سچ مان لی جاتی۔

لیکن خوش قسمتی سے میں نے عین وقت پر تجوری مقفل کر دی۔ اس کے جالاک  
جنسین نے ڈراما یہ سچ لیا ہو گا کہ اگر وہ مجھے بھی شہوت کرتی ہے تو تجوری کھلتی تا  
نہیں ہے۔ پہلے اس نے مجھے ڈراما کیا کہ تجوری کھولنے پر تادم نہ چاہا۔ اس میں  
اکام نہ رہنے پر اس نے بحیثیت والدہ راند بچا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ رائے  
بھی تجوری کھول سکتا ہے تو اس نے مجھے دودھ سے نچھن کے طرح نکال پھینکا۔  
اب اس نے بائیں ریوالتور میں تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے کہ  
اس نے ریوالتور سے پھسکارا حاصل کر لیا ہے۔

اس کا سلاخ تھا کہ ہم دونوں میں برائی اور رائے دونوں کی زندگیوں  
خوبے میں تھیں۔ وہ رائے کو پسند لاکر تجوری کھول سکتی تھی۔ اس کے بعد وہ  
وہی سوت کر رہا۔ وہ مجھے بھی گولی مار رہی تھی۔ اس کی کہان تقریباً وہی ہوتی۔

میں نے تجوری کھول دیا۔

۴۲۰  
 یہ تمام خیالات اس ٹوک ڈالنے پر بیان مسخنے کے بعد میرے ذہن میں  
 آئے تھے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ غمی نے مقبوضہ خود کشی کی ہوا درجین کی موت بھی صرف  
 عارضہ ہی رہی ہو۔ لیکن پھر بھی میں کوئی ریسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ مجھے اب بھی  
 اس کی جتنی رت آمیز رنگاہی یاد تھیں۔ میں نے سوچا کہ میں بخور سے رقم کہیں اور  
 منتقل کر کے بخوری کھلی چھبڑوں کا تانہ وہ سمجھ جائے کہ رائے یا میرا قتل کرنے  
 سے اُسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

رقم چھپانے کے لیے مجھے کوئی جگہ منتخب کرنی تھی۔ لیکن بڑا بڑا شکار تھا۔  
 میں نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دس بج کر دس منٹ ہو چکے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ  
 وہ دوپہر تک واپس آئیں گے۔ تب تک میں رقم جینن کی قبر میں چھپا سکتا تھا۔ رقم  
 نکالنے کے لیے اُسے جینن کی لاش بھی کھودنی پڑتی۔

خیال ابھا تھا لیکن میں اسے غلطی جاہد رہنا سکا۔  
 جیسے ہی میں بنگلے کی طرف چلا ایک ٹوک ایک برائی کار کو گھسیٹتا ہوا آیا۔  
 کار دینٹ درخت سے آتے ہوئے نہیں راہ میں خراب ہو گئی تھی۔ مجھے اس کی  
 مرمت کا کام دیکھنا پڑا۔

کار کا ڈرائیور ٹوہکا اسپرنگ جانے کے لیے جلدی مچا رہا تھا۔ یہ ایک  
 مغلوب الحصب شخص تھا۔ میں نے اسے مارنے کی کوشش کی لیکن وہ ڈانا۔  
 میں تب بھی کار کے انجن پر کام کر رہا تھا جب لولا اور رائے وینٹ  
 درخت سے واپس آئے!



۲۲۱  
انگلینڈ میں دن اور راتوں تک مجھے تجوری کے قریب جانے کا بھی موقع نہ مل سکا۔

لوگوں کو وقت سے موجود رہتی تھی۔ رات کے وقت جیسے ہی بھیر غم بھوننے کے بعد میں اور رائے تاسن لے کر بیٹھے تو اسی اپنے بیڈروم میں چلی جاتی تھی۔ اب وہ مجھ سے بات کر لیتی تھی لیکن سچے تے انداز میں۔ میں کچھ چکا تھا کہ اب ہم میں سے تعلقات نہیں قائم ہو سکتے۔ میں نے بھی اُسے جانے کی کوئی کوشش نہ کی۔ نہ ہی میری اس قسم کی کوئی خواہش ہی ہوئی۔ مجھے اب اس پر بھروسہ نہ تھا۔ میں اس کی تمام حرکات و سکنات پر نظر رکھتا تھا تاکہ بے خبری میں نہ مارا جاؤں۔ میں اس پر بھی نظر رکھ رہا تھا مجھے شک تھا کہ دنٹ درتھ اس کے ساتھ تنہا جانے میں وہ اس کے بہکاوے میں نہ آگیا ہو۔ لیکن مجھے اس کے رویے میں کوئی فرق نہ محسوس ہوا۔

کئی بار میری خواہش ہوئی کہ اُسے تمام حقیقت بتا دوں لیکن میں ایسا کرنے سے باز رہا۔ مجھے خوف تھا کہ تجوری میں رکھی رقم کے بارے میں جانتے ہی وہ اُسے اُڑانے کے چکر میں پڑ جائے گا۔ میں انتظار کر رہا تھا کہ وہ دونوں پھر واپس آجائیں تو میں ان کی غیر موجودگی میں تجوری کی رقم دوسری جگہ منتقل کر دوں۔

ایک ہفتے بعد شام کے وقت جب کم صفائی کر رہے تھے تو لولانے کہا۔ دنٹ درتھ میں ایک اچھی ہم ٹکی ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتی ہوں۔ برقرار نہیں اداکارہ۔ بڑی گٹ بارڈاٹ بہترین اداکاری کرتی ہے۔ تم میں سے کوئی چلے گا؟ رائے نے انکار میں سر ہٹایا۔ میں تو نہیں جاؤں گا۔ میں صرف بارڈاٹ کی غلطی دیکھتا ہوں۔

یہی وہ موقع تھا جس کا انتظار کر رہا تھا۔ اگر وہ جاتے تو انھیں واپس میں میں صرزد رہتا جاتے۔ اور جب تک میں تجوری میں رکھی رقم جینس کی قبر میں دفن کر سکتا تھا۔ آدمی بات کے بعد کسی کے آنے کا خدشہ بھی نہ تھا۔

۲۴۴  
"میرا تو رہاں جانا شکل ہے واسے" میں نے کہا "ویسے بھی میری فائٹ  
ڈیوٹی ہے۔ تم جاؤ۔ شاید اس ذرا سی اداکارہ کی دوائیں نہیں پسند آجائیں"

واسے نے میری طرف حیرت سے دیکھی۔

میں تو تماشے کھانا زیادہ پسند کروں گا۔

"جب تو بولا بہت بور ہو گئی۔ بس میں جانا۔ اور آنا۔"

مجھے خون محسوس ہوا کہ کہیں میں لوہ کو مشتبہ تو نہیں کر بیٹھا۔ وہ  
بھی میری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"خیر اگر کوئی چلتا جاوے تو پہلے در نہ مجھ پر مہربانی کرنے کی عزت نہیں میں  
اکیل جاسکتی ہوں۔"

اچانک واسے اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ چو چلیں"

ساڑھے نو بجے کے بعد لولا منگلے سے براہِ ہوا۔ اس نے سفید رنگ  
فراک پہن رکھی تھی۔ اس نے چہرے پر کافی ٹیک اپ بھی کر رکھا تھا۔ اسے دیکھتے  
ہی میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ مجھے اپنی اس کمزوری پر کافی غصہ آیا۔

وہ ادھر واسے دونوں کاریں تباہیے رہے انھیں اشارت کرتے وقت  
میری طرف دیکھ کر مسکرایا پھر میری طرف جھک کر بولا۔

"یہ تمہارا آئیڈیا تھا درست ہے۔ میرا نہیں۔"

یہ ایک ایسا ریمارک تھا جس کی مجھے واسے سے امید تھی لیکن میں نے  
پروا نہ کی۔ ایک بار میں رہم دوسری جگہ رکھ دیتا تو مجھے خود بخود برسرِ حال  
ہو جاتی۔

"جاؤ عیش کرو دستے میں نے کہا۔"

لولا میری طرف مسکرا کر اسے واسے انداز سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ تو ہم کر رہے ہیں" وہ بولی۔ "یہاں کا خیال رکھنا"

۱۰۲  
راے نے بُرنگا اور کار آگے بڑھ گئی۔

چند لمحوں تک میں کار کی غنیمتیں سرخ روشنی پر نظر ڈالنے میں کھڑا رہا۔ پھر میں  
بنگلے کی طرف چلا۔ لیکن مجھے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ یہ اتنا آسان نہ ہوگا۔  
بنگلے کا دروازہ مقفل تھا۔ قفل میرے لیے کوئی مسئلہ نہ رکھتا تھا لیکن اُسے  
کھولنے کے لیے تار کی ضرورت تھی۔ میں نے شید میں جا کر ایک تار لیا اور واپس  
آکر تالا کھول لیا۔

پھر میں سٹنگ روم میں آکر تجوری کے سامنے بیٹھ گیا۔ اسے کھولنا بھی میرا  
بڑا مشکل کام تھا۔ میں اسے پہلے بھی کھول چکا تھا۔ لیکن آج گھبراہٹ کے مارے  
مجھے چند منٹ لگ گئے۔ جیسے ہی میں نے تجوری کا دروازہ کھولا مجھے باہر کسی کار  
کے بارن کا آواز سنائی دی۔

میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔  
ایک کپڑا لٹکا کر پیپ کے سامنے کھڑی تھی۔  
میں نے تجوری کا دروازہ مقفل کر دیا۔ دروازے پر ہاتھ دیا تو اسے کھولتے  
ہوئے باہر نکلی کر کار کے قریب پہنچا۔

کار ڈرائیور اس کی بیوی اور ان کے چار شرابی بچے کھانا جاتے تھے۔  
میں نے انہیں سینڈویچ پیش کیے۔ وہ ادھ گھٹنے بعد روانہ ہوئے۔  
ان کے جانے کے بعد ایک ٹرک آ پہنچا۔ اس کے ڈرائیور کو ہمہ گیر جانیے  
تھے۔

اس طرح سلسلہ چلتا رہا۔  
مجھے جی امید تھی۔ لیکن میں پریشان نہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ ادھیارات کے  
بعد ٹریفک ختم ہو جائے گا۔ اور ان کی دابھا تک تب بھی میرے پاس کافی وقت  
تھا۔

بارہ بجے کے قریب کاروں کا آنا ختم ہو گیا۔ میں راسمے میں بیٹھا رہ گیا۔

سڑک کی طرف ٹھوڑا رہا۔ دس منٹ بعد میں آگ کو بجنے کی طرف چلا لیکن پھر مجھے رک جانا پڑا۔ دور سے آئی ہوئی کسی کار کی روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

مجھے پوری امید تھی کہ کاریں رکنے لگیں۔ اس لیے میں پہلے ہی پمپ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ کار میرے قریب آ کر رکنے لگی۔  
 ہر ایک پرانی بھوک تھی۔ اسی میں دواؤں کی بیٹھک تھی۔ آدھا پورے  
 کھڑکی سے جھانک میری طرف رکھا۔

یہ میری ہی عمر کا شخص تھا۔ اس نے سیاہ قیض پر سفید مائی رنگارنگی تھی۔  
 اس کا چہرہ پتلا اور رنگت گھری تھی۔

اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پتھر کے حوض کی طرح بے حس تھیں اس کا سا تھی  
 موٹھوں والا ذہن پر اندام شخص تھا۔ وہ ٹھکانے کی خطرناک نظر آتا تھا۔ میں نے  
 اندازہ لگا یا کہ یہ شخص میکسکو کا رہنے والا ہو گا۔ اس نے ہلکے بھورے رنگ کا سوٹ  
 پہن رکھا تھا۔

اس کے سر پر ہیٹ تھا جس کا فیرہ اس کی دوسری ٹھوڑی پر ٹپکا ہوا تھا۔  
 ان دونوں میں کچھ ایسی بات تھی جو مجھے پسند نہیں آ رہی تھی۔ مجھے اجانک  
 احساس ہوا کہ یہ لوگ خطرناک ہیں۔ پوائنٹ آف نوٹیشن میں آ کر پہلے بائیں  
 ہوا کہ یہ جگہ کتنی سبناں ہے۔

سیکس کی نظر مجھ پر تھی۔ اگلے دن کا سا تھوڑا

حرف کا چائزہ لے رہا تھا۔

”میٹرول بھروں۔“ میں نے ہانپ اٹھاتے ہوئے پوچھا  
 ”ہاں“ سیکس نے جواب دیا۔

سفید مائی والا شخص کا۔ سے باہر نکل آیا۔ وہ اب بھی چاروں طرف دیکھ  
 رہا تھا۔ میٹرول بھرنے وقت میری نظریں اس پر تھیں۔ اس نے ہیٹ اتارا  
 آگے ہٹ کر چہرے پر ہوا کرنے لگا۔



”آج رات بہت گرم ہے“ میں نے پچھو کچھ کہنے کی غرض سے کہا۔ مجھے ان سے خون عروس ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ وہ لوگ مجھے مار بہت کرکٹس کیسے دے سکتے ہیں چہرہ ایک خیال نے میرے جسم میں سرور لہر دوڑادی غرض کہ وہ جنگل کی تجوری کو دیکھ لیتے ہیں۔ سفید ٹائی والے نے کوٹ کے کار سے ایک پن نکالا اور دستا کر دینے لگا۔ اب وہ مجھے گھوڑا ہاتھ تھا۔ اس کی نگاہیں میرے چہرے پر نہیں بلکہ میری گردن پر تھیں۔

”یہ جگہ تمہاری ہے نوجوان؟“ اس نے پچانک پوچھا ”کیا تمہارے بوی بچے بھی ہیں؟“

یہ ایک ایسا سوال تھا جو کسی نے مجھ سے متوقع ہو سکتا تھا۔ لیکن اس شخص کے کہنے کے انداز سے ظاہر تھا کہ اس کے ارادے خطرناک ہیں

”میں یہاں ملازم ہوں“ میں نے جواب دیا۔ ”میرا پاس اور بڑا دوسرا ساتھی کسی بھی لمحے پہنچ سکتے ہیں“

میں نے سوچا کہ انہیں یہ اشارہ دے دیا جائے کہ میں زیادہ دیر تنہا نہیں رہوں گا۔

اس نے پچانک داپس کار میں بیٹھ گیا۔

میں نے پمپ کا سوچ آف کیا اور ایک کپڑا لے کر ان کی کار صاف کرے لگا۔ میں ان پر ایک طرح نظر رکھے تھا جیسے کوئی شخص اپنا کمرہ آجائے دالے ساتھ روکھا ہے۔

”اؤ کچھ کھا میں سول رہی“ سفید ٹائی والے نے سیکن سے کہا پھر اس نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

”کیا کیا تیار ہے نوجوان؟“

”اس وقت تو صرف سینہ دہی ہوں گے“ میں نے کہا۔  
”تمہیں کوئی بہتر چیز پیش کرنی ہوگی نوجوان۔ ہاتھ باندھ کر کچھ بناؤ۔ یہیں“

بھوک لی ہے ۔

میں نے ٹھہری پر نظر ڈالی ہمارے بیچ کو بیس سٹ ہوئے تھے ۔ نولا اور رائے  
نے اپنے میں کم سے کم ڈھانکی گھنٹے باقی تھے ۔

میں پلچہ دم میں آیا ۔ وہ دونوں جیسا میرے پیچھے چلتے سہوئے اندر  
آگئے ۔ اور پھر پلچہ دم کا جائزہ لینے لگے ۔

”کیا یہاں کوئی اور بھی ہے ؟“ سفید مٹائی والے نے پوچھا  
”نہ شکر وہ خود بھی معلوم کرنا تھا اس لیے میں نے اسے بتا دیا کہ یہاں

اور کوئی نہیں ہے ۔

”تم کیا بننا چاہتے ہو ؟“

”اگر آپ چاہیں تو غلے جوتے چکن ۔ اس کے علاوہ بھیر کر اور سینڈویچ بھی  
ہیں ۔“

سول میرے قریب سے گزر کر کھا دنڈ کے پیچھے آیا ۔ پھر اس نے کچن کا  
دور دارہ کھل کر اندر چھا نکا ۔ پھر اس نے مڑ کر سفید مٹائی والے کو اشارہ کیا کہ  
اندر کوئی نہیں ۔

میں بھی بھو گیا کہ میں خطرے میں ہوں ۔

سفید مٹائی والے نے چلی نوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا ”ہاں صرف

رسی نوں ہے ؟“

”ہاں“ میں نے کہا ۔ میں اپنے ہاتھ کو لہو پر رکھے کھڑا تھا اور کوئی جلد  
جلدی میں کرنا یا نہ تھا ۔

اس نے آگے بڑھ کر دیوار پر دیکھنے کے لیے اس کی تار الگ کی ۔

ایسا کرتے وقت اس کی سائب کی سی نظر میں کچھ پر سر کوڑھیا ۔

”تم جا کر کچن بناؤ ۔“ اس نے حکم دیا ۔ ”سول ! تم اس پر نظر رکھنا ۔“

میں کچن میں آ گیا ۔ سول بھی میرے ساتھ ساتھ کچن میں داخل ہو گیا ۔

"کیا اور اسے ہیں، میں نے پہلی کو گرم کرنے ہوئے پوچھا۔

"فکرت کرو دوست، وہ پاس کی میز پر بیٹھا ہوا ہوا ہے اس کا سوتا ہوا ہاتھ  
پستوں کے دستے کو سہارا دہا تھا۔ سوال پوچھنے کا ضرورت نہیں"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر اس نے کہا

"دیگر تو کالی دیر میں ہے۔ نہیں پسند ہے؟"

"محبت بڑی ہے" میں نے جواب دیا۔ کچھ احساسات تھا کہ میرے ہونٹ  
خٹک ہو چکے ہیں اور میرے دل کا دھڑکن سبوں سے دگنی تھی۔  
"بشادی ختم ہو؟"

"نہیں"

"تو عورت کے بغیر کام کیسے چلاتے ہو؟"

"چلا ہی لیتا ہوں" میں نے جواب دیا۔

اسی وقت سفید ٹائی والا ایک لمبے اندوہ داخل ہوا۔ پلیٹ  
میں سینڈویچ رکھے تھے جو اس نے پیچ دو مہرے رکھے جارہے نکال لیے تھے  
"تم بھی کھاؤ سول۔ اتنے بڑے نہیں" اس نے منہ ہلاتے  
ہوئے کہا "تم ذرا اس کا خیال۔ کھاتے تک میں باہر کا پکرو گھر آتا  
ہوں"

سول نے وہ سینڈویچ اٹھائے اور کھانے لگا۔ سفید ٹائی والا باہر  
نکل گیا۔

"ایڈی بہت ہوشیار ہے۔ سول نے مجھ سے کہا، اس سے ذرا ادب  
سے پیش آنا۔ مزاج کا بہت قیصر ہے۔"

میں خاموش رہا کہنے کو تھا بھی کیا! لیکن میں دل ہی دل میں حالات  
سننے کے لئے ترکیب سوچ رہا تھا۔

یہ مونا میکسن سول اتنا قیصر نہیں تھا۔ میں اس سے نہ پتہ لگاتا تھا۔

اسے ناگوارہ کرنے کے بعد میں ویڈیو کا یہی مقابلہ جلد کر سکتا تھا دو ٹون کا ایک ساتھ  
مقابلہ کرنا مشکل تھا لیکن ایک ایک کر کے پٹنا آسان تھا۔  
”یہاں کتنی آمدنی ہو جاتی ہے۔“ سول نے پوچھا۔

”زیادہ نہیں۔“

”کیش بکس میں کتنی رقم ہے۔“

”تھوڑی ہی۔ ہم نے آج دوپہر کی بنک میں پیسے جمع کرا لئے ہیں۔“  
”اچھا، یہ تو تمہارے لیے برا ہوا۔ میں پیسے چاہیوں۔“ اس نے کہا اور سینڈیچ  
اٹھا کر اپنے دلہنے میں ڈالتا ہوا بولا۔

”ہمارا تو خیال تھا کہ اس قسم کی جگہ میں کافی رقم ہوگی۔“

”کیش بکس میں ایک سو ڈالر ہوں گے۔“ میں نے کہا۔

”تمہیں اور رقم سیدھا کرنی ہوگی دوست۔ ورنہ گردن بڑا ابلٹو گے۔“

میں نے میز پر دو پلیٹیں رکھیں۔ میری سانس تیز چلنے لگی تھی۔

اگر اس موٹے کو قابو کرنا تھا تو یہی وقت صحیح تھا۔

”اس کے علاوہ بربد والے خانے میں سچا اس ڈالر ہوں گے۔“ میں نے ٹیبل کی

طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ”اس سے زیادہ نہیں۔“

وہ میز سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ اور مجھے فرانی پان میں مچھ جلاتے دیکھنے لگا۔

”تمہیں مزید رقم کا انتظام کرنا پڑے گا دوست۔“ وہ بولا۔ ”ایڈجسٹ شخص کو تم

ڈیڑ سو میں نہیں بڑھا سکتے۔“

میں نے اچانک ایک جھٹکے سے فرانی پان کا پورا اثاثہ اس کے موٹے چہرے

پر اچھال دیا۔

”گرم گرم تیل چہرے پر پڑتے ہی وہ زور سے ہنسا اور ڈکھڑا کر چھے نہا۔“

لیکن اس کے کونٹ سے چھلٹنا ہوا نیچے گر گیا۔ گھومتی کی چند بوٹیاں اس کے ہسٹ

میں بھاؤ لگ گئیں۔ اس کا ہاتھ تیزی سے پسٹول کی طرف بڑھا۔ لیکن میں نے آگے

بڑھ کر عزم فرائی پاں اس کے چہرے پر دس سدا۔ اس کے گسنے مگرتے میں نے اچھل کر ایک لگات رسید کی وہ فرش پر گر گیا۔ میں نے جھک کر اس کے کوش کی اندھنی نیب سے پستول نکال لی۔

جیسے ہی میں نے دھننے کی کوشش کی میں نے پستول کا دستہ اس کی کپٹی پر رسید کر دیا۔ اس بار ڈرتے ہی اس کی آنکھیں اٹ گئیں۔  
اب میرے پاس بھی پستول تھی۔

کے باہر ہی وہ وہاں سے لپٹنے کی آواز آئی۔

میں نے قبر میں سے برآمد کر دشنی مٹا کر دیا۔

ہڈی کو کم سمجھنا خطرناک تھا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ پٹہ دریا تیل ہے۔ لیکن اب میرے پاس بھی ہتھیار تھا۔



سول ... ۶

سفید مٹی والے کا چوکنی آواز سننا لگا۔

میں آہستگی سے وہ قدم پیچھے ہٹا۔ اب میں پچھلے دروازے کے قریب تھا۔ میں کوئی پستول باز تو نہ تھا لیکن پستول کی وجہ سے مجھے کچھ تحفظ کا احساس ضرور ہوتا تھا۔

دکانک پنج روم کی، دشمنی بھی بچوئی۔ پھر مجھے ایک سبز کھیلانے کی آواز آئی۔

سول ... تم اندر ہونا چاہیے۔

میں نے پچھلی طرف کے دروازے پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے اُسے کھولا دیا۔  
باہر میرے بچے کے امکانات زیادہ بھی میلنے خود سے کہا۔

ہندو سول کے کراہنے کی آواز آئی۔ حرائی کی کھوپڑی بہت مضبوطانگی ورنہ میں نے تو سوچا تھا کہ وہ کم سے کم دو گھنٹوں تک پوش میں نہیں آئے گا۔ اور تب تک میں ایڈی کو سنبھال رہی تھی۔ لیکن اب ملک، ہاتھ لگا کر میں نے تیزی نہ دکھائی تو دونوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

پچھلے دروازہ کھل چکا تھا۔ چند دنوں قبل ہی میں نے اس کے تپسوں میں تر رہنا اس لیے وہ بلا آواز کھل گیا۔

چپ کر رہا تھا ہوتا۔ اپنے چہرے پر محسوس ہوا۔ میں ہسپتال کا رخ کچھ نے دروازے کی طرف کیے اور پیچھے کی طرف ہٹا۔

تبھی ایک دھماکا ہوا اور گون میرے بالوں کو جھپوٹی ہوئی نکلی تھی۔

میں نے ایک تھلائی لگا کر نہ بنے سٹے کے اندر اندر چھپ گیا۔ کچھ آگے بڑھ کر میں نے آہٹ سننے کی کوشش کی لیکن سوائے اپنے دلہلے تنگ دھک کے کچھ نہ سنائی دیا۔ میں نے سڑک پر نظر ڈالی۔ دور تک اندھیرا تھا کسی کار کی بیدار لاٹ نہیں نظر آ رہی تھی۔ مجھے اپنی مصیبت سے خودی نہ ملتا تھا۔

پمپ کے اطراف میں جانبداری کی روشنی تھی۔ پنج بوم اور کچھ کی دیواروں کے ساتھ ساتھ اندھیرا تھا۔ بنگلے کی طرف جھانکنا بھی اب تک پہنچنے کے لیے مجھے جانبداری سے منور کچھ جگہ پار کرنا تھی۔

میں پنج روم کی دیوار سے لگے گا دور آئے گا۔

اندھیرے میں ایک آواز نرم پیچھے میں پرستی سنائی دی

”اسے نوجوان۔۔۔ ہسپتال چھینک رہا ہے اور پورا کھانا سے مٹنے آج وہ سا بائیں جلدی کر دے۔“

میری زبردست خواہش ہوئی کہ آواز کی سمت ناکروں میں یمن وقت پر تجھے خیال آیا کہ اس طرح وہ میری جیسے کی جگہ کا اندازہ لگائے گا۔ اور یہی وہ چاہتا تھا۔ میرا نشانہ تو سرور تھا جو جائے گا لیکن اسے دوسرا

گولی چلانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

میں خاموشی سے دیوار سے ٹکرا کھڑا ہوا۔ میں نے آواز کی طرف دیکھ کر کوشش کی لیکن مجھے کچھ نہیں دکھائی دیا۔

ساتھ ہی زبان : آواز بھرائی : ہسٹول جینک دو۔ اگر تم باقیہ اوپر اٹھائے، سامنے آگے تو میں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ مجھے صرف پیروں کی ضرورت ہے۔ آگے آ جاؤ۔

مجھے سوسس ہوا کہ آواز میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں بے حد ڈر رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر اس نے مجھے دیکھ لیا تو ضرور مجھے قتل کر دے گا۔

میں بغیر آواز کے آہستہ سے زمین پر لیٹ گیا۔ ایسا کرتے وقت میرا ہتھک پتھر سے ٹکرایا۔ میں نے وہ پتھر اٹھا کر مخالف سمت اچھال دیا۔ پتھر کے گرنے کی آواز کے ساتھ ہی گولی چلی۔ اب مجھے کوئی شبہ نہ رہا۔ یہ شخص پریشہ قاتل تھا۔

ہسٹول کی گولی کی چمک کچن کے پچیلے دروازے کے اوپر کی زینے پر دکھائی دی تھی۔ اس کے بعد دروازے کی آہٹ سے یہاں سے اندازہ لگایا کہ وہ زینے اتر کر سریست منہ کے کمر اٹھا۔

میں آہستہ آہستہ دیوار کے ساتھ رہینگے لگا۔ ہر لمحے مجھے یہندشہ لگا رہا کہ ابھی گولی آئی۔

پھر میں نے اسے دیکھ لیا۔

مجھ سے چندہ گز دور کوئی سفید شے جھلکائی۔ یہ اس کی ٹائی ہو سکتی تھی۔ ہمیشہ درہسٹول باز ہونے کے نامے سفید ٹائی پہنا اس کی غلطی تھی۔ اس طرح تو اسے مجھ سے اڑائی بھی نشانہ بنا سکتا تھا۔

پوری احتیاط برتتے ہوئے میں نے ہسٹول اٹھائی اور سفید ٹائی کا

نشانہ دینے کی کوشش کی۔ پھر جب سیر انٹھل گھوڑا دبانے والی رہا تھی کہ اچانک  
ایک خیال نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔

فرخ کو دہلی میں اُسے اردیتا ہوں تب کیا ہوگا؟  
مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی حالت میں بھی میرا دماغ کتنی تیزی سے کام  
کر رہا تھا۔ اگر میں نے اُسے قتل کر دیا تو دوسرے کا کیا ہوگا۔ فرخ کو دہلی سے  
بھی گولی مار دیتا ہوں تب؟

میں پولیس میں رپورٹ نہیں کر سکتا تھا۔ نہ ہی یہ کہہ سکتا تھا کہ میں نے اپنی  
حفاظت کے سلسلے میں انہیں شوٹ کیا ہے۔

میڈیکل انفریجی، آسانی سے یہ ثابت کر دیتا کہ یہ دونوں تب مرے تھے جب اولاہ  
رائے شہر میں تھے۔ پولیس پھر اس تیسرے آدمی کو تلاش کرتی جس نے انہیں قتل کیا۔  
اور اگر وہ مجھے تلاش کر لیتے تو مجھے پھر نارن درتھ بھیج دیا جاتا۔

پچھلے ہونے میں نے ہسپتال پہنچ کر ل۔ میں میری غلطی تھی!  
یہ حرکت ابھی کی نکالوں سے پوشیدہ نہ ہو سکی۔

مجھے اپنی چھاتی پر ایک زبردست دھکے کا احساس ہوا۔ ساتھ ہی مجھے گولی کی  
چمک اور دھماکہ سنایا دیا۔

مجھے اس وقت ذرا بھی تکلیف نہیں محسوس ہوئی۔

بس مجھے یوں محسوس ہوا گویا کسی نے میرا اندر کی ساری طاقتیں  
منقطع کر دی ہیں جس طرح آپ بٹن دبا کر بجلی آف کر دیتے ہیں۔

مجھے اپنے جسم کے ہر گوشہ کی محسوس ہوئی۔ میں نے پسینوں سے  
کی کوشش کی۔ لیکن اچانک وہ میرے لیے بھاری بوجھ بن گئی۔ پہرہ میری  
پاؤں سے نکل گئی ساتھ ہی کسی کے جوتے کی ٹھوک میری پسلیوں پر پڑی۔

اس ٹھوک نے میرے پورے جسم میں درد کی ایک شدید ہیر دوڑا دی۔ مجھے  
یوں محسوس ہوا گویا میں کس جوالا لکھی میں گرنا جا رہا ہوں۔ میں نے چہینے کے لیے



۲۳  
منہ کھولا۔ لیکن میرے حلق میں کوئی آواز نہ نکل سکی۔

وقت کی دہریاں پیچھے کی طرف گھوم رہی تھیں

میں اندھوں کی طرح سبزی کو برکے اپارٹمنٹ کے زینے طے کر رہا تھا۔۔۔  
میں دربان سے ٹک رہا تھا۔۔۔ میں سڑک پر بھاگ رہا تھا۔۔۔ میرے عقب  
میں کس پولیس کے آواز آرہی تھی۔۔۔ دوبار گولی کا دھماکہ۔۔۔ پھر  
میری بھائی میں ناقابل برداشت درد۔۔۔

راٹے نے جدیں مجھے بتایا کہ اس نے مجھے کھن کے دروازے کے قریب  
پڑا پایا تھا۔۔۔

جب وہ دونوں واپس آئے تو ہر سو اندھیرا دیکھ کر کچھ گئے تھے کہ سڑک کوئی  
گڑبڑ ہوئی ہے۔

راٹے مجھے آواز میں دیتا ہوا چاروں طرف پھرتا رہا۔ اُسے مجھے تلاش  
کرنے میں جڈ منڈ لگ گئے۔ اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے مردہ  
ہی سمجھا تھا۔

وہ اور لولا لی کر مجھے کہیں تک اٹھا لائے تھے اور بستر پر گٹا دیا تھا۔  
جب مجھے ہوش آیا تو رائے میری غیض کاٹ کر الگ کر رہا تھا۔

وہ مجھ پر تھکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سفید تھا اور ہاتھ کاٹپ رہے تھے۔  
اس کے پیچھے لولا کھڑی تھی وہ بھی پریشان نظر آرہی تھی۔

مجھے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ مجھے اپنا سڑک ہلانے میں دقت ہو رہی تھی۔  
”کیا ہوا کتا؟“ لولائے آگے آکر مجھ پر جھکتے ہوئے پوچھا۔ یہ سب  
کس نے کہا؟“

میں نے جواب دینا چاہا لیکن میرے گلے سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔

”تم جاؤ“ رائے نے اس سے کہا۔ ”میں اسے سنبھال لوں گا“

میرا ذہن پھر اندھیرے میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ میں نے جبر کے ساتھ

سوچا کہ شاید میں مرد ماسوں۔ لیکن مجھے کوئی پرواہ نہ تھی۔  
آخر بے ہوشی نے مجھے اس ناقابل برداشت اذیت سے چھٹکارا دلایا۔  
جب مجھے دوبارہ ہوش آ یا تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔  
راٹے اب کھنکھیں میرے بستر کے قریب بیٹھا تھا۔ لیکن لولا جا چکی

تھی۔  
”کیسا لگ رہا ہے؟“ راٹے نے اُگے کی طرف جھک کر پوچھا۔  
”تھک رہی ہوں۔“

یہ الفاظ بڑی شکل سے میرے منہ سے نکلے۔ مجھے بے حد نقابت لگ رہی تھی۔

”دیکھو چیٹ“ راٹے نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا، ”تمہاری حالت بہت خراب ہے۔ میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہتا تھا لیکن لولا نے اجازت نہ دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ تم خود ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا چاہو گے۔“  
”ہاں“ میں نے نر زور آواز میں کہا، ”مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔“  
”چیٹ۔ ڈاکٹر کو دکھانا بہت ضروری ہے۔ اس کے سبب میں تشویش تھی۔“  
”میں جتنا کر سکتا تھا میں نے کمر دیا۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔“

حالانکہ میری حالت بہت بری تھی لیکن میرا ذہن منلوچ نہیں ہوا تھا۔  
ڈاکٹر فوراً ہی اس حادثے کی رپورٹ پولیس میں کر دے گا۔ اس کے بعد وہی بارن درتھا۔

”کھلی ٹھنکی سے کسی ٹوک کے بارن کی آواز سنائی دی۔“  
”یہ ڈرائیور“ راٹے نے بڑبڑا کر اٹھے ہوئے کہا، ”مجھے بائیکل کر دیں گے۔“  
”میں ابھی آ رہی ہوں۔“

میں نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر کے لیے ادنگہ گیا۔  
جب دوبارہ میرا آنکھ کھل تو سورج پانچ مردم کے پیچھے جا چکا تھا۔

مجھے اپنے "پرکچر وکٹ می ٹرس ہوں"۔

وہ انجیر پر خلی کھڑی تھی۔

"تجسس کوئی کمی نہ رہی؟"

"دو ہفتوں باز تھے" میں نے کمزور آواز میں کہا "میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے بوری تو نہیں کھولی؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی۔ اس کے گالوں کی جڑیاں اٹکی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور وہ اچانک دس سال زیادہ عمر کی نظر آنے لگی تھی۔ اس کے اوپر ہی ہونٹ پر جیسے کی دو بوندیں چھپ چکی ہوں تھیں۔ اس کا چہرہ ہلکا سا کھجور کا سفید تھا۔

"مجھے معلوم نہیں۔"

زندگی اور موت کے سچے شعلے مجھے اس کی پردہ بھی نہ تھے۔  
"کیا انہوں نے تجھ کو یاد کر لیا تھا؟" اس نے گلابی آواز میں پوچھا۔  
"نہیں۔"

"تجھ کی بدستور بند ہے اور ایسا ظاہر تو نہیں ہوتا کہ اسے جھپٹا لیا ہو۔"  
مجھے اس کے بارے کے اندر میں کی باتیاں اٹھتی تھیں اور انہیں دیکھ کر میں نہیں  
"لیکن مجھے حقیقت معلوم ہون ہی چاہیے۔ فرض کرو وہ رات لے گئے ہوں؟"  
مجھے معلوم ہونا چاہیے۔

مجھے ایڈن کی یاد آئی۔ وہ پیشہ ور مجرم تھا۔ اگر انہوں نے تجھ کو دیکھا ہو تو  
مذکورہ کھول لی ہوگی۔ تجویزوں کے بارے میں معمولی معلومات رکھنے والا شخص بھی اس  
ڈبے کو کھولی سکتا تھا۔

"نہیں ہے وہ رات لے گئے ہوں؟" میں نے کہا۔

اتنی گفتگو نے ہی سیر کی حالت غیر کر دی۔ میرے ذہن پر پھر تاریکی چھانے لگی۔  
"مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ رات لے گئے۔ مجھے بتاؤ کہ تجھ کو قوری کیسے

کھلتی ہے ؟

اس کا سفید چہرہ مجھ پر جھکا ہوا تھا۔ نیچے اس کے ہجے سے خون محسوس ہو رہا تھا۔  
اس کے جسم سے لالچ کی لمبری اس طرح نکلی رہی تھیں جس طرح کس ریڈیو سے آواز کی  
لہریں خارج ہوتی ہیں۔

سرا ذہن اندھیرے میں ڈوبنے لگا۔

مجھے دودھ کیسی ہے اس کی آواز یہ کہتی سنائی دی۔ بنو کو سنبھالو اور مجھے بتاؤ کہ  
تجوری کس طرح کھلتی ہے !

پھر اچانک وہ آواز کمرے۔ ڈوبے سورج کا منظر سبیری آنکھوں  
سے غائب ہو گئے۔



اگلے تین دنوں تک میں موت و حیات کے بیچ لٹکا رہا۔ میں وہ رہ جاتا تھا۔  
بہن مجھے کوئی پرواہ نہ تھی۔

اگر اس نے ہوتا تو شاید میں ایک دن بھی نہ زندہ رہتا۔ وہ تقریباً ہر  
وقت میرے سر پر ہاتھ مار رہا تھا۔ جب میرا بخار تیز ہو جاتا تو وہ میرے سر پر ہاتھ  
کی تھیلی رکھ رہتا۔ تب تک جب تک کہ بخار ٹوٹ نہ جاتا۔

ایک دن جب کہ بخار بہت تیز تھا۔ اور میں دردِ کلیف کی آگ میں پھنس چکا  
ہو ہوا تھا کہ اچانک مجھے اپنے کمرے میں کارل جینسن دکائی دیا۔

اس کے چہرے پر حیرت کے وہی آثار تھے جو اس کے چہرے پر میں نے تب  
دیکھے تھے جب اس نے مجھے تجوری کو لے رہے تھے۔ پوچھا تھا میں نے اس سے کچھ  
کہنا چاہا۔ لیکن میرے منہ سے آواز نہ نکلی سکی۔

کچھ دیر بعد وہ غائب ہو گیا۔ میں نے اس کے بعد اسے نہیں دیکھا۔ یہ قہر کی

۲۳۷  
 بات ہے جب چھ موت سے بالکل ہلکا ہوا تھا۔ رائے نے مجھے بتایا کہ اس نے میری  
 زندگی کا امید چھوڑ دی تھی۔ لیکن پھر بخدا اترنے لگا۔ اور میری طبیعت مدھورنے  
 لگی۔

ایک مہینے بعد میں اس قابل ہوا کہ اڈی اور رسول کے متعلق تفصیل سے بتا سکتا۔  
 "دکھش گیس سے تمام رقم نکال لے گئے تھے اور کھانے پینے کی بہت سی چیزیں  
 جملے گئے" رائے نے مجھے بتایا۔  
 میں سوچ رہا تھا کہ کیا یہی نیگلے کی چوری بھی دیکھ لی ہوگی؟ لیکن میں نے رائے  
 سے اس بارے میں کوئی گفتگو نہ کی۔

"معلوم ہوتا ہے تم خطے سے نکل چکے ہو" اس نے کہا۔ وہ پہلے سے کچھ دہلا اور  
 کمزور معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔ جو کہ  
 اس کی خوب بیدار رہنے کی گواہی دے رہے تھے۔ "تم بال بال پیچھے ہو تمہاری قسمت  
 ابھی تھی جیت ہے"

"تم نے برسہا زندگی بچا ہے رائے" میں نے کہا۔ "چلو ہمارا حساب برابر  
 ہوا شکریہ ہے"

"تو تم مجھ سے کیا امید رکھتے تھے؟ تمہیں مر جانے دیتا، اس نے مسکرا کر کہا۔  
 "یہ سات دن میں نے بڑی مشکلوں سے گزارے ہیں جیت۔ پورا کاسٹھان اور  
 تمہاری تیمارداری۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میں کچھ بندے سکوں گا۔"  
 میں اٹھ دن اور اٹھ راتوں سے بستر پر تھا۔ لولا ایک بار بھی میرے قریب  
 نہیں آئی۔ میں نے سوچا کہ اس دوران وہ رائے کو نہ پھانسی چکی ہو۔  
 تمہارے اور لولا کے آپسی تعلقات کیسے ہیں؟ میں نے پوچھا اس نے  
 کندھے اچکائے۔

مجھے اس سے ملنے کا وقت ہی نہیں ملا۔ میں تمہاری دیکھ رکھ میں ہی رہنا

رہا۔"

وائے کی زندگی دوسری طرف تھی۔ میں بھڑپا کر وہ جھوٹ بول رہا ہے۔  
 "میں تمہیں خبردار کر چکا ہوں۔ رائے۔ وہ بے حد خطرناک ہے  
 وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا" وائے نے کہا  
 کافی دیر غماؤں سے رہا ہوا۔ پھر چانگ وائے نے پوچھا۔ "کے بتاؤ جینس کے  
 ساتھ کیا ہوا تھا؟"

اگرچہ یہ شاک نہ ہوتا کہ لولائے یہاں پہنچی ہے تو میں اسے حقیقت ہرگز بتاتا  
 لولائے مستغرق کرنے کے لیے یہاں نے اسے حقیقت بتانا مناسب سمجھا۔  
 "لولائے اسے قتل کر دیا اور میں بھی اوتنا بیوقوف تھا کہ اسے دفن کر بیٹھا۔"  
 اچانک اس کی آنکھیں جذبات سے عاقل ہو گئیں۔ یہ تو بتا تھا جب وہ کون  
 ایسی بات سناتا تھا کہ وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔  
 "تمہیں معلوم ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے میری طرف جھلکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں۔"  
 وہ اٹھ کھڑا ہوا

"میں اور کچھ نہیں۔ سننا چاہتا۔ اس طرح میں بھی بھنسی جاؤں گا۔"  
 "لیکن تمہیں خبردار کرنا ضروری ہے۔ تم اسے نہیں جانتے۔ لیکن میں اچھی طرح  
 جانتا ہوں۔"

وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

"بہتر ہو گا کہ میں جا کر کام سنبھالوں۔ میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔ تم آرام  
 کرو۔"

پھر وہ میری طرف دیکھے بغیر ہاتھ نکل گیا۔

خیر! میں نے سوچا۔ اسے حقیقت تو معلوم ہو گئی۔ اب وہ متا  
 رہے گا۔ اب وہ اسے اتنی آسانی سے بیوقوف نہیں بنا سکے گی جتنی آسانی سے  
 اس نے مجھے اور جینس کو بنایا تھا۔

لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ مجھے کالی تاخیر ہو چکی تھی۔ یہ مجھے اگلے رات معلوم ہوا۔  
وہ نے اس خیال سے کہ میرے آرام میں خلل نہ پڑے۔ پہنا بستر سنگ و دم میں  
لگایا تھا۔

اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو میں اُسے آواز دے سکتا ہوں ورنہ  
مجھ پر بندوبست کر دے گا۔ میں سمجھ سکتا تھا کہ کئی دنوں سے وہ رات جگا کر رہا تھا  
اس لیے اُسے نیند کی ضرورت تھی۔ اس لیے میں نے اسے کہا کہ میں ٹھیک ہوں اور  
وہ میرا فکر نہ کرے۔

میں نے محسوس کیا تھا کہ جینن کی موت کے بارے میں بنا دینے کے بعد  
ہم دونوں کے بیچ ایک دیوار سی اٹھ کر کھڑی ہوئی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ہمارے  
درمیان اب پرانا مشتبہ ٹوٹ چکا ہے۔

اس دوران ہم دونوں نے ہا لولا کے ذکر سے گریز کیا۔ میں اپنے کمرے کی کھڑکی سے  
اولا کو پتے پر دم سے ہنگامے کی طرف جاتے دیکھتا تھا لیکن وہ اس طرح میرے کمرے  
سے دور ہی رہی۔

اگلی رات مجھے احساس ہوا کہ میری ڈائرینگ کالی میٹ تھی اور محرمات کے  
بعد رائے نے پتے پر دم بند کر دیا اور دشمنیاں بھجا دیں۔ گیارہ بجے کے  
قریب میں لولا کو ہنگامے کی طرف جاتے دیکھ چکا تھا۔ جب واکے کین میں آیا تو  
ہنگامے کی روشنی بھی بچ چکی تھی۔

رائے آہستہ سے کین میں داخل ہوا

اس نے میرے کمرے کا دروازہ کھولا۔ (اور چند منٹ آہٹ میٹ رہا۔  
میں کچھ دیر قبل ہی بچھا چکا تھا۔ میں بغیر آواز کے خاموش پڑا رہا۔  
تم جاگ رہے ہو جیٹ ؟

اس کی پچھلی آہٹ اتنی کمزور تھی کہ میں بمشکل اُسے سن سکا۔  
پھر کچھ میں بغیر آواز کے میٹ رہا۔

۲۴۰  
چند لمحوں بعد دروازہ آہستگی سے بند ہو گیا۔

میں منتظر رہا۔ اس امید میں کہ شاید میرا خدشہ بے بنیاد ثابت ہو۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ میں نے کمر کی سے باہر جھانکا۔ رائے مجھے تیزی سے بنگلے کی طرف جاتا نظر آیا۔ ایک بار اس نے رک کیس کی طرف دیکھا پھر وہ بنگلے کے اندر داخل ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ لولا اس آٹھ دونوں میں اس پر قابو پا چکی تھی۔ میرا یہ خیال کہ رائے عورتوں سے متفرق تھا غلط ثابت ہوا۔ لیکن مجھے کوئی حسیہ یا قاتل کا احساس نہ ہوا۔

چونکہ اب وہ رائے کو پھانس چکی تھی اس لیے مجھے یقین تھا کہ وہ اُسے تجوری کھونٹے کے لیے کہے گی۔ اور اس کے بعد اُسے قتل کر دے گی۔ اس میں کوئی شک نہ تھا۔ اس کے بعد وہ میرا بھی صفایا کر دے گی۔ تجوروں کی رقم کسی جگہ چھپا کر اسی نوٹے شیرن کو بلوانے گی۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ میری سات کے بارے میں وہ کیا جواز پیش کرے گی لیکن مجھے یقین تھا کہ وہ کوئی کہانی گڑھ چکی ہوگی۔ میں نے رائے کو ایڈی اور اس سے میکین کا حلیہ بتا دیا تھا اور سرور ہی رائے نے اُسے بتا دیا ہوگا۔ وہ یہ کہہ سکتی تھی کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ دونوں بدعاشی مجھے اور رائے کو قتل کر گئے۔

میری چھاتی میں بہت تکلیف ہو رہی تھی لیکن میں بنگلے کی طرف نظریں جمائے اپنے خیالوں میں غرق تھا۔

دو بجے کے بعد رائے بنگلے سے نکلا۔ اس نے باہری دروازہ بند کیا اور کیسین کی طرف آیا۔

وہ پوری آہستگی کے ساتھ کیسین میں داخل ہوا تھا۔ جیسے ہی اس نے میرا دروازہ کھولا میں نے ہاتھ بڑھا کر روشنی جلا دی۔

رائے ہکا بکا کھرجا گھورتا رہا۔ اس نے صرغ بنیان اور پتلون پہن رکھے تھے۔



۳۳۱  
 " میں نہیں جھگڑتا نہیں چاہتا تھا " وہ بولا ۔ " صبر نہیں دیکھنے آیا تھا ۔  
 " اندر آ جاؤ ۔ میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں "۔  
 اس نے نظریا دوسری طرف پھیر لیں ۔

" رات زیادہ ہو چکی ہے " وہ بولا ۔ " میں سونا چاہتا ہوں "۔  
 " لیکن میں نے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں "۔  
 وہ اندر آ کر بیٹھ گیا اور ایک سکریٹ سلکانے لگا ۔  
 " کیا بات ہے ؟ " اس نے پوچھا ۔

" اس نے تم پر چارہ پھینکا ۔ " ہے نا ؟ "۔  
 اس نے ڈیڑھ سا دھواں نٹھنوں سے خارج کیا ۔ اور پھر کسی قدر سخت لہجے  
 میں بولا ۔ " تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں جیٹ ۔ اس لہجے دماغ پر زیادہ بوجھ  
 نہ ڈالو ۔ کیوں نہ ہم اس بار سے میں کل گفتگو کریں ؟ ہم دونوں کو اس وقت  
 نیند کی ضرورت ہے "۔

" ٹھیک ہے میں بیمار ہوں ۔ " لیکن اگر تم متاثر نہ رہے تو تمہارا حالت ٹھیک  
 سے بری ہوگی ۔ تم مردہ نظر آؤ گے ۔ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا ؟  
 " کوئی بھی عادت مجھے نہیں پھانس سکتی "۔ اس نے کہا ۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے  
 جذبات سے عاری تھا ۔

" کہا مجھے یہ قوت بنا ہے ہو ؟ یا خود کو جھوٹا تسلیم دے رہے ہو ؟ "۔  
 اُسے میرا ریمارک پسند نہ آیا ۔

" بہت اچھا " وہ بولا " اگر جاننا ہی چاہتے ہو سن کو ۔ اس نے جو کچھ بھی  
 میری طرف پھینکا میں نے قبول کر لیا ۔ لیکن اس کے بدلے میں اُسے کچھ نہیں ملے گا  
 یہ تو طے ہے "۔

" کیا اس نے نہیں تجھ پر کھولنے لے لیا ؟ "۔  
 اس کی آنکھیں سکو گئیں

اس نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں لیکن اس کی نگاہیں مجھ پر مرکوز رہیں۔

”کیا ہے اس تجوری میں؟“

”اس نے تمہیں اس سے کھولنے کے لیے نہیں کہا؟“

اس کے چہرے پر اُسے الجھن کے آثار دیکھ کر میں نے سمجھ لیا کہ اب تک لوہا نے تجوری کا ذکر نہیں چھڑا۔ میری سسین بندال پر آنے لگیں۔ کم سے کم اس بارے میں تو میں اُسے موقع سے خبردار کر رہا تھا۔

”نہیں اس نے تو کسی تجوری کا ذکر نہیں کیا۔“

”کرے گی۔ اور وہ تمہیں اسے کھولنے کے لیے کہے گی۔“

اس نے بے چینی سے ماتھو ہلایا۔

”آخر بات کیا ہے؟ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟“

”اس تجوری میں ایک ایسی چیز ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔“

میں نے کہا ”اور جب وہ کوئی شے حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کے لیے ہر کچھ کر سکتی ہے۔ اس چیز کو حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنے شوہر کو

قتل کیا۔ اس نے مجھ سے تجوری کھولوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور اب

جب کہ تم آگے بڑھو اور اسے یہ معلوم ہے کہ تم بھی تجوری کھول سکتے ہو تو وہ

تم پر چارہ ڈال رہا ہے۔ لیکن اگر تم نے تجوری کھولی تو خود کو مرہ بھیج

تمہیں میری بات بسبب لگ رہی ہوگی لیکن حقیقت یہی ہے۔ وہ تمہیں وہی طرح قتل

کر دے گی جس طرح اس نے اپنے پہلے شوہر اور جینسن کا قتل کیا۔ اس لیے

میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ تجوری کتنی حالت میں بھی نہ کھولنا۔“

میں اٹھا کر زور تھا کہ اتنی دیر بولنے سے ہی تجو پر غشی چھانے لگا۔

پورا جسم پسینے سے مڑا گیا۔ سانس بھی بے ترتیبی سے چلنے لگا۔  
 لیکن مجھے یہ دیکھ کر ایسی ہول گر رہا تھا کہ میرا تقریر کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ اس  
 کا چہرہ بدستور جذبات سے عاری تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ آخر اسے کس شے کی  
 نشوونما ہے؟

میں اسے یہ سنیں بنا نا چاہتا تھا کہ تجویز میں ایک لاکھ ڈالر کی رقم بند  
 تھی۔ میں اتنا بے وقوف نہ تھا۔

میں جسے بنا چکا ہوں کہ پوس اس پر پہلے شوہر کا قاتل ہونے کا شک  
 کر رہی تھی۔ میں نے کہا "اور حقیقت بھی یہی تھی۔ شادی سے پہلے جینا  
 نے اس سے ایک اتالیق بیان لکھوایا تھا۔ اور اس کا دستخط شدہ بیان اسی  
 تجویز میں بند ہے۔ میں اسے دیکھ چکا ہوں جب تک وہ اسے حاصل نہیں کر  
 لیتی وہ خط اسے میں ہے۔"

اس نے اپنی گردن کھلائی اور بولا۔

"کیا یہ سچ ہے یا تم سنسنی سنانی بات کر رہے ہو؟"  
 اس نے میرے سامنے جین کا خون کیا اور مجھے ہی قتل کر دیتی اگر میں  
 تجویز مقفل نہ کر دیتا۔ اسے معلوم تھا کہ صرن میں ہی تجویز کھول سکتا ہوں۔  
 اس بات نے میری جان بچائی۔ تم میں بھی حالت میں اس کی باتوں میں نہ آنا۔  
 "بات کچھ نہیں آتی۔ ایک طرف تم کہہ رہے ہو کہ وہ تمہارا خون کرنا  
 چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ تمہارے ہم بستر بھی ہوتی رہی؟"

چونکہ مجھے اسی سوال کا امید تھی اس لیے میرا جواب بھی تیار تھا۔  
 "جب تک تجویز مقفل تھی وہ میرا قتل نہ کرنے پر مجبور تھی۔ یہ نہ سمجھو  
 کہ میں تو ذرا ہی اس کے جال میں جا بھٹا۔ ہمارے تعلقات ہونے سے  
 پہلے ہم پورے پانچ ہفتے تمہارا رہے لیکن میں نے اسے ہاتھ بھی نہیں

آخر وہ خود یکدر رات اس کمرے میں آئی۔ اس کے بعد وہ ہمارے تعلقات کا آغاز ہوا۔

مجھے اب سانس لینے میں بھی تکلیف محسوس ہونے لگی تھی۔  
رائے نے میری حالت دیکھی تو وہ میرے قریب آیا  
”اے۔۔۔ اب اپنے دماغ کو آرام دے۔۔۔ اور کچھ نہ سوچو۔۔۔ جانتے نہیں تمہاری  
حالت کتنی خراب ہے، اے دماغ پر پریشانی کا بوجھ ست لادو۔۔۔۔۔“  
میں نے اس کی کلائی اٹھا لی۔

”اگر تم تجوری کھول دی رائے تو وہ ہم دونوں کا قتل کر دے گی۔ میں ابھی بزدل  
کر رہا ہوں۔ تجوری کھولی نہیں کہ ہم غرق ہوئے۔“  
”فکر مت کرو دوست۔۔۔ ابھی تو اس نے مجھ سے اس قسم کی کوئی بات نہیں  
کی۔“

میں اپنا میرٹھ چلا دیا تھا۔  
وہ بھی بیدم ہو کر ٹیٹ گیا۔ مجھ میں اور بحث کرنے کی طاقت نہ تھی۔  
میں اسے بھر دیا اور چپکا دیا۔ مجھے اب صرندہ ہی امید رکھنی تھی کہ رائے میری  
باتوں کا اثر لے گا۔

وائے تب تک وہاں بیٹھا رہا جب تک کہ مجھے نیند نہیں آگئی۔  
دوسری صبح جب میں اٹھا۔ تو اپنے دس بج رہے تھے۔ میں کافی گہری نیند  
سو رہا تھا اور خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میں اب بھی اٹھنے کے قابل نہ تھا۔  
کچھ دیر بعد رائے نے آکر میری داڑھی بنائی۔ اس دوران وہ  
خاموش رہا۔ ہم دونوں نے ہی تجوری کے ذکر سے گریز کیا حالانکہ وہی  
ہمارے دماغ پر ایک بوجھ بنی ہوئی تھی۔

آہستہ آہستہ دن کھلتا گیا۔ میں پورا دن بستر پر بیٹھا کھڑکی سے

باہر کی لمبل دیکھتا رہا۔ رائے اور لولا پورا دن مصروف رہے۔ منجے کے بعد ڈزڈوؤں کے وقت بہت بھر پوری۔  
آخر دس بجے کے قریب ڈینک نکلا۔ اور رائے کو اتنی فرصت ملی کہ وہ مجھے ایک پیالہ سوپ کا لادتا۔

”دن بھر کام رہا، وہ پیالہ مجھے دیتا ہوا بولا۔ مجھے تو خوشی ہوئی جب تم ٹھیک ہو کر کام پر آؤ گے۔“

”فکر نہ کرو۔ میں جلد ہی ٹھیک ہو جاؤں گا۔“  
وہ ناک سہلاتے ہوئے مجھے کچھ درد بخاتا رہا پھر بولا۔ ”آج شام اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں لائسنس تجوری مکمل کرتا ہوں؟“  
میرے پیالے سے کچھ سوپ چھلک گیا۔  
”کیا؟“

”ہاں۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے پتہ نہیں کہہ سکتا۔“  
میرا دل اب تیزی سے دھڑکنے لگا تھا  
”تب اس نے کیا کہا؟“

”موقع ہی نہیں ملا۔ ایک ٹرک آگیا تھا۔ اس کے بعد اس موقع پر بات نہیں ہوئی۔“

”ہم دونوں بھی تک سلامت ہیں جب تک تجوری مقفل ہے ورنہ؟“  
”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ تم اس بارے میں سنجیدہ ہو۔ ویسے اگر ہیں اتنا ہی خطرہ ہے تو جینسن کی رپو اور مجھے کیوں نہیں دے دیتے؟“  
وہی جملے وہ بزدلوں کا شکار کرتا تھا۔

”وہ رپو الوداع لولا کے قبضے میں ہے۔“ میں نے کہا۔

اسے ایک جھٹکا لگا۔ وہ اُنکھیں سکڑے مجھے گھورتا رہا۔

”وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اس سے جھٹکا راجا مل کرنا بہتر ہے۔“ میں نے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ وہ حیرت بول رہا ہے۔  
 "خیر۔ ابھی تک اس نے مجھ سے تجوری کھولنے کے لیے نہیں کہا۔"  
 "مزدور کچے گی۔ میں نے کہا۔"

ہماری گفتگو بہت ہی ختم ہو گئی۔

اگلے چار دنوں تک کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ اسے کے بیان کے مطابق  
 لولائے دوبارہ تجوری کا ذکر نہیں کیا۔ میری حالت میں سدھار ہو رہا تھا لیکن اب  
 بھی مجھ میں اتنی طاقت نہیں آئی تھی کہ بستر سے اتر سکتا۔ اب رات نے بنگلے  
 میں جانا بند کر دیا تھا۔ شاید میری باتوں نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔

لیکن باغیوں و رات اتفاقاً میری اس صبح تین بجے کے قریب کھل گئی۔  
 کمرہ کی سے دیکھنے پر مجھے بنگلے کے سٹنگ روم میں روشنی نظر آئی۔ مجھے ہر دست  
 جھکا دیا۔ میں نے رائے کو آواز دیں دیں لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ مزدور وہ بنگلے  
 والے ساتھ تجوری والے کمرے میں تھا۔

میرا جی چاہا کہ میں وہاں جا کر دیکھوں کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ میں  
 وہاں تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ اس لیے دھڑکتا دل لیے میں ریسے کی داہنی  
 کا مشغول رہا۔

صبح چار بجے کے قریب بنگلے کی روشنی لگی ہوئی۔ اور رائے نے نکلا کہ  
 لیکن کی طرف آمادہ کرائی دیا۔

اس کے قدموں کی آہٹ سن کر میں نے اسے آواز دی۔  
 "بتی نہ جلاؤ! اس نے دروازے کے قریب ٹھہر کر کہا۔ "وہ دیکھ لے گی۔"  
 میں نے اس طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن مجھے صرٹ اس کا دھندلا  
 بیولا ہی نظر آیا۔

"کیا ہوا؟"

"اس نے مجھے تجوری دکھائی تھی اور کہہ رہی تھی کہ میں اسے کھول دوں۔"

۲۴۰  
وہ بود " لیکن میں نے اُسے کہہ دیا کہ یہ ساڈل پر انا ہے اور میں اسے نہیں کھول  
سکتا "

میں نے اطمینان کی سانس لی۔

" پھر؟ "

پھر وہ کہنے لگی کہ اسے کھولنے کا کوئی طریقہ ہوگا۔ اس نے مجھے راستے دی کہ  
اسے ڈاکٹر مائنٹ سے اڈا دیا جائے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ خطرناک ہو سکتا  
ہے اور پھر یہ میری لائن کی بات نہیں "

کیا اسے تمہاری بات پر یقین آ گیا؟ "

" کیوں نہ آتا؟۔ میں نے اسے یقین دلادیا تھا "

" کیا اس نے تمہیں بتایا کہ وہ بخوری کیوں کھلوانا چاہتی ہے؟ "

" ہاں "

کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ بولا " وہ کہہ رہی تھی کہ بخوری میں پیسہ ہے۔  
اگر میں اسے کھول دوں تو وہ مجھے بھی حصہ دے گی "

خاموشی کا ایک اور طویل وقفہ رہا۔ پھر اس نے پوچھا۔

" کیا بخوری میں واقعی بڑی رقم ہے جیٹ؟ "

میں جانتا تھا کہ اس سے حقیقت بتانا قباہ کئی ہوگا۔

" مرنے میں سو ڈالر ہیں " میں نے دروغ باریانی کی۔ " جینسن نے کسی ہنگامی  
ضرورت کے لیے بچا رکھ رکھے۔ وہ رقم کی نہیں بلکہ اس خط کی متلاشی ہے۔ "

" وہ تو کہہ رہی تھی کہ بخوری میں بہت بڑی رقم ہے۔ "

" جھوٹ کہہ رہی ہے۔ تاکہ تم لالچ میں آکر بخوری کھول دو۔ "

" اچھا؟۔ اسے مایوسی ہونا چاہئے گا۔ "

اگلی صبح جب اسے باہر پیٹرول پمپوں کے بینک میں پیسہ دل ڈیوار ہاتھ  
اد میں کھڑکی سے اس طرف دیکھ رہا تھا تبھی اب اپنے کمرے کے دروازے کے کھیلنے

ولا اندر داخل ہوئی۔ اس نے اندر گر دروازہ بند کر دیا اور اس سے ٹیکہ لگا کر کھڑا ہو گئی۔

جس پر دیکھ کر ذنگ یہ گہا کہ اس کی شکل کافی بدلا ہوئی نظر آرہی تھی۔  
وہ بھی دہی ہو گئی تھی۔ چہرہ بھی کچھ بچکا ہوا نظر آرہا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے۔ (اور وہ سحر نظر آنے لگی تھی۔)

”بچے بتاؤ تم تجوری کیسے کھلے گی“ اس نے سخت لہجے میں کہا ”اگر تم نے نہ بتایا تو میں پوسیس کو ہمالوں کی اور تم پھر فارن درتھو پیچ جاؤ گے۔“

لیکن اب وہ مجھے ہلکے سیل میں کر سکتی تھی۔ میرے پاس بھی چادروں بچے تھے۔

”جاؤ۔۔۔ بڑی خوشی سے بلاؤ۔۔۔“ میں نے کہا ”تمہیں پھولی کوڑی بھی نہیں ملے گی اور میں، تمہیں یہ بھی بتا دوں گا کہ تمہارا شوہر کہاں دفن ہے۔“ اور اسی خیال میں مذہبنا کہ وہ میری بات پر یقین نہیں کریں گے۔ اس علاقے میں تشدد کے بے لوث میں ہی بدنام ہیں۔ جب میں انہیں نزدیک لائی کے بارے میں بتاؤں گا تو تم بھی مصیبت میں پڑ جاؤ گی۔“

اگر میں اسے علما نیچے ار دیتا تب بھی اس پر اتنا اثر نہ ہوتا جتنا افر میرے ان الفاظ نے اس پر کیا۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ چہرے پر خون کے ناخوات سنے اٹھے کسی تو رند صورت بنا دیا۔

”تم نزدیک کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ اس نے کانپتے آواز میں پوچھا۔۔۔

”یہاں کہ تم نے اس کا خون کیا تھا۔ اب تم بھی میری طرح مصیبت میں ہو۔ اس لیے میں نہ چاہتا ہوں کہ اسے بتا دین۔ یہاں گھرانے ہوں گے۔ اور کوئی چاہ نہیں۔“



تجھ ہی نہیں گھڑی گی۔ میں نہیں روئے کے بارے میں خبردار کر چکا ہوں۔ لیکن وہ تجھ ہی نہیں گھول سکتا۔ اسے اس کی جانکاری نہیں تم اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔  
 تو لا بہت دیر تک مجھے اپنی سبز چمکی آنکھوں سے گھول رہی پھر بغیر کچھ کے باہر نکل گئی۔

اس بات کی ذی سیرے ہاتھ رہی تھی۔ لیکن میں جانتا تھا کہ وہ اُسانی سے مار مارنے والوں میں سے نہیں۔ اگر میں محتاط نہ رہا تو اگلی بازی میں وہ مجھے مات دے دے گی۔

اگلے دو دن کافی تناؤ میں گزرے۔ کوئی قابل ذکر حادثہ نہ ہوا۔  
 تیسرے دن روئے نے مجھے بتایا کہ وہ آج دہشت درخت جاوے گی۔ پھر دیکھنے۔

سیرے دھن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ تمہیں یہاں تنہا چھوڑ رہی ہے؟“ میں نے اسے گھورے بڑے پوچھا۔

”وہ پکچر میں بہت شوقین ہے۔“ روئے نے لا پرواہی سے کہنا۔  
 اچکاتے حوئے جواب دیا۔ ”وہ چاہتی تھی کہ میں بھی اس کے ساتھ چلوں لیکن میں نے اسے کہہ دیا کہ میں حیث کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے اسے کام دیکھنے کے لیے کم سے کم ایک گنا رہنا ضروری ہے۔“  
 ”مجھے بیوقوف مت بناؤ روئے۔ تمہارا بے سامنے چارہ کھینک رہی ہو۔“  
 اس نے بے چینی سے ہاتھ ہلائے۔

”کبھی کبھی تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ تمہارا داغ چل گیا ہے۔ اب یہ کہانی بات سوچو ہے نہیں؟“

”وہ تمہیں بتا چکی ہے کہ تجھ ہی میں پیسے ہیں۔ اب تک وہ یہ سمجھ چکی ہے کہ تمہارے لیے پیسہ ہی سب کچھ ہے۔ وہ تمہاری اسی کمزوری کا فائدہ اٹھانا

جانتی ہے۔ وہ یہ امید لگائے ہے کہ دس کے پہلے ہی تم تجوری کھول کر ضرور  
دیکھو گے۔ لیکن وہ ذرا دیر نہیں جاسے گی۔ وہ عین وقت پر تمہارے  
سر پر ہوگی۔

”میں کہہ چکا ہوں کہ میں تجوری نہیں کھولوں گا۔“  
”تمہیں یہ بات یاد رہے تو اچھا ہے۔“

دس بجے کے بعد جہانے اسے کار میں دینٹ ورنٹھ کی سمت جاتے دیکھا۔  
وہ تب تک وہیں کھڑا۔ اچانک کہ کار کی سرخ عقبی روشنی پہاڑی  
سڑک پر دکھائی دینی رہی۔

کار کے جانے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک وہیں کھڑا رہا۔ پھر وہ  
پنج روم میں داخل ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ میں بستر پر لیٹا کمر کی  
سے باہر دیکھتے ہوئے کسی ہمارے کا منتظر رہا۔ میں جانتا تھا کہ آج کچھ نہ کچھ  
ضرور ہوگا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے میری زندگی کا اختتام قریب  
آچکا ہے۔

میں نے چشم تصور سے راستے کو پنج روم میں بے سبزی سے چل قدمی  
کرتے دیکھا۔ اس کا حصہ دماغ میری کہان اور لولا کے بیان میں حقیقت  
تلاش کر رہا ہوگا اس کے دماغ میں شاید یہ سوال گھوم رہے ہوں گے  
میں نے سوچا کہ کیا تجوری میں رقم ہے؟ یا صرف وہ غلط؟ کیا اسے  
تجوری کھولنے کے لیے یہ موقع ملا ہے؟

ایک گھنٹہ تک کچھ نہ ہوا۔ یہ میری زندگی کا طویل ترین گھنٹہ تھا پھر  
مجھے ڈھلوان سڑک پر ایک ٹرک کی ہیڈ لائٹ آتی دکھائی دیں۔  
ٹرک کیس پمپ کے قریب رک گیا۔

راستے پنج روم سے باہر نکلا۔ اس نے ٹرک کے ٹینک میں پٹرول بھرا۔  
چند منٹ وہ اور ڈرائیور باتیں کرتے رہے پھر ٹرک آگے بڑھ گیا۔ میں

جانتا تھا کہ یہی وہ موقع تھا۔

میرے دل نے تیزی سے، حرمنا شروع کر دیا۔

راستے کچھ دیر وہیں کھڑا اس پہاڑ کی طرف دیکھا رہا جہاں سے ونٹ  
درتھ کا راستہ جاتا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے تاہم سڑک پر نظریاں جلتے  
تین چار منٹ وہیں کھڑا رہا۔ دور تک کس موٹر یا کار کے آنے کے انتظار نہ  
کئے۔

پھر وہ تیزی سے نیگلے کی طرف بڑھ گیا۔

بڑی رقم کا لالچ اس کے لیے بہت زیادہ ثابت ہوا تھا۔ وہ تجوری  
کھولنے جا رہا تھا۔

باسری دروازے پر وہ ایک لمحہ رکا۔ شاید وہ پوری طرح تیار ہو کر آیا  
تھا کیونکہ اس نے چند ہی سیکنڈ میں گفل کھول لیا۔ اور دروازہ کھول کر  
اندر چلا گیا۔

لیکن وہ بے حد متحاط تھا

کیونکہ وہ تقریباً فوراً ہی باسرا گیا۔ اس نے پھر وینٹ پر تھ سے اُسے  
والی سڑک پر نظر ڈالی پھر حد نظر تک کسی کارک روشنی نہ پا کر واپس اندر چلا گیا۔  
میں نے سیٹنگ روم کی روشنی کو چلتے دیکھا۔

اسے تجوری کھولنے کے لیے صرف چند منٹ ہی مانگنے تھے اور  
پھر رقم دیکھ لیتا۔ میں اب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں اپنے پتے کھیل  
چکا تھا لیکن وہ بہتر نہیں ثابت ہوئے۔

پھر میں سنے ٹولا کو دیکھا۔

وہ بغیر کار کی روشنیاں جلائے اور بغیر اسے اسٹارٹ کے  
ڈھلواں راستے پر اتنی خاموشی اسے آئی کہ میں بھی اسے نہیں دیکھ  
سکا تھا جب کہ میں اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ اس وقت واپس آئی ہوگی

جب وہ اسے پتھر روم میں لے گیا۔

اسی وقت وہ سانپ کی سی خاموشی اور تیزی سے ہنگامے کا طرف بڑھا

ہمارے مکتبہ

و اے اس کے بچائے جمال میں پھنس گیا تھا۔

یہاں چشم تصور سے اُسے بخوری کے سامنے بیٹھے اُسے کھونٹے کی کوشش کرتے دیکھا۔ لارنس کارپوریشن کے اتنے طویل تجربے کا وجہ سے اُسے لکھونٹے میں زیادہ دیر نہیں لگی ہوگی۔ اتنی بڑی رقم دیکھ کر وہ سن رہا ہے گا۔ اور حوالے آنے کا اسٹ بھی نہ سن سکے گا۔ وہ اُسے اسی طرح شوٹ کر دیگی جیسے کہ اس نے جینسن کو کیا تھا۔

یہاں نے وضو نہ ادا کر کے باہر سے باہر اور کھیل اٹار کھینکے۔ اور بستر سے اتر گیا۔ کمزور کی گدگد سے میں گرتے گرتے بچا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر صوفائے کے مینڈل کا سہارا لیا۔

میری چھاتی میں درد کی لہر اٹھی۔ سین میں نے پردہ ان کی۔ مجھے صرف یہی خیال تھا کہ کسی طرح نکلے پہنچ کر اسے کو بھاپا جائے۔

کسی طرح میں نے دروازہ کھولا اور ہال سے ہوتا ہوا باہر آیا۔  
تبھی میسرے سینے پر گوم جیپاسٹ کا احساس ہوا۔ زخم سے خون  
بہنا شروع ہو گیا تھا۔ مجھے اسی کا خون تھا۔ لیکن میں نے اس کو بھی  
پردہ اندک۔۔۔ اور باہری دروازہ کھول کر بڑا کھڑا ہوا۔ نیکال کی طرف  
چلا۔

انڈھیرے میں مجھے کہیں بھی لوہے کے اثاثہ نہ دکھائی دیئے۔

آہستہ آہستہ کسی طرح کرتا پڑتا میں جنگل کے باجری دود اڑے کے قریب پہنچ گیا۔

میرا زخم کھل گیا تھا اور تیزی سے خون بہنے لگا تھا۔ ابو میری چھاتی

۲۵۲  
سے بہہ کر پیٹ سے ہوتا ہوا ٹانگوں تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن میں بڑھتا  
گیا۔

بچے کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی مجھے گولی چلنے کا زبردست  
دھماکہ سنائی دیا۔

ایک لمحے کے لیے میرا دل دھڑکنا بھول گیا پھر وہ دگنی رفتار سے  
دھڑکنے لگا۔ پھر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔

یہ مانتے ہوئے کہ میری زندگی کا اختتام اچکا تھا میں نے دروازہ  
کھولا اور سینگ ورم میں داخل ہوا۔

دراگے روبرو اور ہاتھ میں لے دیوار کا سہارا لیے کھڑا تھا۔  
تجوری کھلی ہوئی تھی۔ اور دونوں کی گدیوں پر حیات نظر آرہی تھیں۔

دراگے کے تدموں میں لولا کا جسم پڑا ہوا تھا۔ اس پریشانی پر ایک  
سورخ نظر آرہا تھا۔ جس سے خون رس رہا تھا۔

اس کی ایک جھلک نے ہی مجھے بتادیا کہ وہ مر چکی تھی۔ کوئی شخص  
مجھ ایسے زخم کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

دراگے نے میری طرف دیکھا۔ ہم دونوں کی نظریں ملیں۔ اس کا  
چہرہ نڈھکتا اور پیشانی پر پسینے کا بوندیا نظر آرہی تھیں۔

”تم ٹھیک کہہ رہے تھے“ وہ بھی آواز میں بولا۔ ”اگر تم نے مجھے  
خبردار نہ کیا ہوتا تو وہ مجھے ختم کر چکی ہوتی“

مجھے اپنے جسم سے طاقت ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ کانپتی ٹانگوں  
کے ساتھ میں ایک کڑی تک پہنچا اور اس میں ڈھس گیا۔ میرا پانچواں  
خون سے تر ہو رہا تھا۔

دراگے ساکت کھڑا لولا کی لاش کو گھور رہا تھا۔  
”بیس نوک یہاں سے نکل جانا چاہیے۔“ میں نے اپنا ہاتھ زخم پر

رہتے ہوئے کہا ۔ کار نکالو۔ باتوں میں وقت ضائع کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

رقم نکالو۔ ہم اب بھی بچ سکتے ہیں۔  
 رائے نے سر کے قریب سے نگلی نوٹوں کی گڈیوں کی طرف دیکھا اور

بولی۔  
 مجھے یاد ہے کہ وہ افراد داخل ہوئے میں نے ریو اور چھپتے کی کوشش کی۔  
 میں اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔  
 ” فوراً کار نکالو۔ نہیں سہاں سے دور نکل جانا چاہیے۔ ” مجھے اپنی  
 کمزور آواز دور سے آتی محسوس ہوئی۔ اور خرابی طرح سے میرا خون بہہ  
 رہا تھا مجھے خون محسوس ہو رہا تھا۔

” ہاں ” وہ بولی۔  
 اس نے بخوری سے نوٹوں کی گڈیاں نکالیں۔ ایک مینر پمپشن اٹھایا اور  
 پوری رقم اس میں باندھ لی

” بہت خون بہہ رہا ہے رائے۔ میں نے کہا۔ ” ہنسی ٹھیک کر دو اور  
 مجھے ایک کوٹ لادو۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ ”

رائے نے مرد کو میری طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات  
 تھے جو مجھے کبھی کبھی نظر نہ آئے تھے مجھے وہ اجنبی سا محسوس ہوا۔

” تم کتنی دور جا سکو گے؟ اس کی آواز میں لالچ اور خود  
 غرضی کی جھلک تھی ” تم ختم ہو چکے ہو۔ اتنی رقم۔ جب ایک نئی زندگی

شروع کر سکتا ہوں۔ ایک ایسا زندگی جس کا میں شروع سے نہ تھا تھا۔  
 کار میں تیار ہے بے کوئی جگہ نہیں۔ میری طرف اس طرح کیا دیکھ رہے

ہو۔  
 تمہاری قیمت ایک لاکھ ڈالر تو نہیں ہو سکتی۔ کسی شخص کی بھی اتنی قیمت

ہیں ہو سکتی تھیں۔  
 اس نے نوٹوں کی بوٹلی میری طرف ہلاتے ہوئے کہا  
 ”تم کہہ دو مجھے تھے تا ہمارا حساب برابر ہوا؟ بس تو ٹھیک ہے! میں  
 یہاں سے جا رہا ہوں۔“

اجانگ مجھے کسی بھی چیز کی پروا نہ تھی۔  
 میں نے اسے چلا جانے دیا۔ ایک منٹ بعد باہر ایک کار کے انجن کے  
 استعارے ہونے کی آواز آئی۔ کھڑکی سے کار کی میٹر لائٹ سڑتی ہوئی نظر  
 آئی۔ بعد وہ بڑو کا اسپرنگ جانے والی سڑک پر بڑھ گئی۔  
 میں نے ڈش پر پڑی لولا کی لاش کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ خون  
 سے تر تھا۔ اور دہانہ خون کی شدت سے ٹیڑھا پڑ گیا تھا۔ وہ بہت  
 ہی بد صورت نظر آ رہی تھی مجھے چہرہ تو بولی کہ میں کسی طرح اس عورت کے  
 جال میں پھنس گیا تھا۔ کیوں جنسن نے اس جیسی عورت سے شادی  
 کر لی۔

گرنے سے بچنے کے لیے میں نے کرسی کے پھٹے پکڑ لیے۔ میرے  
 ذہن پر تاریکی چھانے لگی۔

جلد یا بدبو کوئی نہ کوئی پوائنٹ آف نوزرٹن ہوا۔ اور ہمارے  
 کسی کو نہ پا کر جنگلے کی روشنی کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ جو کون بھی ہو  
 وہ کھڑکی سے مجھے اور لولا کو دیکھ لے گا۔

اگر تب تک میں مرجھا ہوا تو کون بات نہیں کریں گے۔ لیکن  
 اگر میں زندہ رہا اور انہوں نے مجھے بچا لیا تب میرے لیے  
 کون مستقبل نہ ہو گا۔

کون بھی نہیں مانے گا کہ میں نے اسے نہیں قتل کیا۔ اور  
 جب جینسن کی لاش برآمد ہوگی تو اس کے قتل کا الزام بھی مجھ

اس جے میں موت کا انتظار کرنے لگا۔  
اس کے علاوہ میں اور کیا امید کر سکتا تھا!



ختم شد

ریش چندر شرما

24 پٹیل نگر عالم باغ لکھنؤ